هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

سورۃ البقرہ آیت ۱۸۸

لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا ترجمان

مریم

شمارہ نمبر 2 2011 جلد نمبر 3

فریادِ درد

حجاب کا حسن

آج کی تعلیم یافتہ بچی کے نام

ارشاد عرشیؔ ملک

مری بچی جو فرصت ہے تو آ کچھ کام کرنا ہے
تجھے کچھ وقت کا حصہ خدا کے نام کرنا ہے
پیامِ احمدیت کو جہاں میں عام کرنا ہے
وجودِ زن پہ تجھ کو حُجتِ اتمام کرنا ہے

نہیں طاقت اگر کردار میں بے کار ہے ڈگری
نہیں شوکت اگر افکار میں بے کار ہے ڈگری

نئے اس دور پر آسیبِ آزادی کا سایہ ہے
عجب اِک خود سری کا شوق ہر دل میں سمایا ہے
بہت ہے زعم عورت کو مقام اپنا بنایا ہے
فقط فیشن کے پردے میں جہالت کو چھپایا ہے

ہے سر پر علم کی گٹھڑی، پر اس کی عقل حیراں ہے
خبر اس کو کُھلے سر کی ہے، نہ ہوشِ گریباں ہے

بجا ہے منفرد ہونا ہر اِک عورت کی خواہش ہے
مگر اس دور میں بھڑکی ہوئی حِسِ نمائش ہے
ہر اک کو فکر فیشن کی تمنائے ستائش ہے
سو پردہ آج عورت کے لیے اک آزمائش ہے

مئودب ہوں زمانے کی نگاہیں تُو اگر چاہے
تری خاطر یہ بن جائیں پناہیں تُو اگر چاہے

حسیں باطن سے اپنے جانِ من تُو بے خبر کیوں ہے
لباس اور خال و خدتک ہی فقط تیری نظر کیوں ہے
تری نظروں میں حُسنِ ظاہری ہی معتبر کیوں ہے
اسی محدود سے میدان میں تیرا سفر کیوں ہے

نمائش کی نہیں تُو چیز دُنیا کو بتانا ہے
بہت سج دھج ہوئی باہر کی، اب اندر سجانا ہے

بڑی چاہت سے تُجھ کو دستِ قدرت نے سنوارا ہے
خدا کے حُسن و احساں کا تُو زندہ استعارہ ہے
جو بیٹی ہے تو تُو جانِ پدر آنکھوں کا تارہ ہے
جو بیوی ہے تو تیری دل رُبائی آشکارہ ہے

شعور و آگہی کا اب تجھے احساس کرنا ہے
فقط اِک جست میں طے تُجھ کو ہفت افلاک کرنا ہے

تری تخلیق میں کیا کیا نہ خوبی مرحبا رکھ دی
وفا رکھ دی، ادا رکھ دی، نگاہوں میں حیا رکھ دی
دیا جب ماں کا رُتبہ تیری عزت بے بہا رکھ دی
ترے پاؤں تلے جنت کی پھر آب و ہوا رکھ دی

تری بانہوں کی وادی میں نئی نسلیں ہمکتی ہیں
ترے ماتھے پہ کرنیں حُسنِ ممتا کی دمکتی ہیں

یہ دوراہا کڑا ہے ابتلا جس پر کھڑی ہے تُو
خدا کا پیار ہے دل میں پہ دنیا میں گڑی ہے تُو
زمانہ جس میں کروٹ لے رہا ہے وہ گھڑی ہے تُو
خدیجہؓ، عائشہؓ کے دور کی اگلی کڑی ہے تُو

خدا سے عہد جو باندھا ہے وہ پل پل نبھانا ہے
نمونہ صبر و استقلال کا تُو نے دکھانا ہے

نئے دورِ تمدن کی تجھے بنیاد بننا ہے
غلامی مصطفےٰ ﷺ کی کر اگر آزاد بننا ہے
زمانہ جس کو دھرائے گا وہ روداد بننا ہے
تجھے تاریخ کے سینے میں میٹھی یاد بننا ہے

مسلسل تُجھ کو چلنا ہے، کہاں آرام کرنا ہے
تُجھے شیطان کے ہر وار کو ناکام کرنا ہے

مری جاں تیرے علم و فن کی دُنیا کو ضرورت ہے
ترے اُجلے چمکتے من کی دنیا کو ضرورت ہے
ترے مذہب کے پیراہن کی دنیا کو ضرورت ہے
ترے کردار کی اُترن کی دنیا کو ضرورت ہے

مری جاں تُو ہی مستقبل کی وحدت کی علامت ہے
نئی نسلیں سلامت گر ترا ایماں سلامت ہے

تری ساری توانائی جماعت کی امانت ہے
تری سوچوں کی گہرائی جماعت کی امانت ہے
فراست اور دانائی جماعت کی امانت ہے
ترے باطن کی رعنائی جماعت کی امانت ہے

خُدائی کا جمالی رُخ تجھی سے آشکارہ ہے
تُو اس بھٹکے زمانے کے لیے قطبی ستارہ ہے

تری پاکیزگی کی لو سے دنیا جگمگا جائے
تقدس تیرے باطن کا ترے ظاہر پہ چھا جائے
خُدا چاہے تو تُو ہستی کا اپنی راز پا جائے
زمانے کو بدل دینے کی طاقت تُجھ میں آ جائے

چلن جومٹ گئے عرشیؔ اُنہیں پھر عام کرنا ہے
پسِ پردہ تجھے رہ کر یہ سارا کام کرنا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ کا ترجمان

مریم

شمارہ نمبر : 2 - 2011ء جلد نمبر: 3

اس شمارے میں

صفحہ نمبر

القرآن الحکیم، احادیث نبوی ﷺ	2
ارشادات عالیہ بانی سلسلہ احمدیہ	3
خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	4
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ	13
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ	13
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	15
خوشگوار عائلی زندگی کے اصول	16
نظم: شادی کے موقع پر ماں کی بیٹے کو چند نصائح	20
رشتوں کے انتخاب سے متعلق آنحضرت ﷺ کا ایک تاکیدی ارشاد	21
شادی کے مواقع پر بزرگانِ سلسلہ کے اپنی دختران کے نام پُر نصائح خطوط	25
قومی زبان سے محبت	27
خاوند کے حقوق	28
خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	30
ماں کی عظمت۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے	31
امنِ عالم گھروں کی تعمیر نو سے ہی ممکن ہے	33
کریں نہ کریں۔ میاں بیوی کے لئے چند تجاویز	48
اختلافِ رائے، خوبیاں اور خامیاں	51
مرد کی نیکی جانچنے کا پیمانہ	53
فکر کی بات	54
وزن کنٹرول کرنا (اشیاء کی کیلوریز)	56
انٹرویو۔ معروف شاعرہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ	57
آپ کے خطوط	61
پکوان	63
بزمِ ناصرات	65

مدیرہ

راشدہ کرن خان

صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ

طیبہ مشہود صاحبہ

مربی سلسلہ آئرلینڈ

مولانا ابراہیم نونن صاحب

معاونات

خالدہ افتخار، ناجیہ ملک،

شازیہ مظفر، نورین شاہد، نازیہ ظفر

لے آؤٹ، ڈیزائننگ، ٹائیٹل کور

راشدہ کرن خان

برائے رابطہ:

مدیرہ و سیکرٹری اشاعت لجنہ اماءاللہ آئرلینڈ:

Emails: kirankh2@yahoo.de

maryam.magazine@gmail.com

القرآن الحکیم

" ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ "

''وہ تمہارے لئے ایک لباس ہیں اور تم ان کے لئے ایک لباس ہو'' (البقرہ آیت نمبر ۱۸۸)

لباس سے یہ مراد ہے کہ خاوند کی وجہ سے لوگ عورت پر الزام لگانے سے ڈرتے ہیں اور عورت کی وجہ سے خاوند پر الزام لگانے سے ڈرتے ہیں۔ پس وہ ایک دوسرے کا لباس ہیں یعنی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔(ازتفسیرِ صغیر صفحہ نمبر 40)۔

تفسیرِ کبیر میں زیرِ نظر آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''پس " ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ " میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔فرماتا ہے مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔یعنی:

(۱) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔

(۲) ایک دوسرے کے لئے زینت کا موجب بنیں۔

(۳) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد و عورت سُکھ اور دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے سردی و گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔ اس طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے۔حضرت خدیجہؓ کی مثال دیکھ لو۔

انہوں نے شادی کے بعد کس طرح اپنا سارا مال رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا تا کہ رسول کریم ﷺ کو روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دقت پیش نہ آئے اور آپ پورے اطمینان کے ساتھ خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لیتے جائیں۔یہ اہلی زندگی کو خوشگوار رکھنے کا شاندار نمونہ ہے جو انہوں نے پیش کیا''۔

(تفسیرِ کبیر جلد دوم صفحہ ۴۱۱)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ (مشکٰوۃ باب عشرۃ النساء)

تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے اچھا سلوک ہے۔اور میں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے:

☆ بہترین عورت (رفیقہ حیات) وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے۔(مشکٰوۃ)

☆ جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔رمضان کے روزے رکھے۔اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔(طبرانی)

☆اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔(ترمذی ابواب الرضاعة)

☆عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش کرتی ہے جب وہ اس کو دیکھتا ہے۔اس کا کہنا مانتی ہے جب وہ کوئی حکم دیتا ہے اور اپنے مال و جان میں اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس سے خاوند کو کراہت ہو۔(بیہقی فی شعب الایمان رواہٗ مشکوٰۃ)

☆ جو عورت فوت ہو اور خاوند اس پر راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔(مشکوٰۃ ابواب الرضاعہ)

☆ ایک اور مقام پر تین افراد کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو ان کی نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ان تین افراد میں دوسرے نمبر پر ایسی عورت کا ذکر ہے جس سے اس کا خاوند ناراض ہو۔

آنحضور ﷺ کے الفاظ یہ ہیں۔ اَلْمَرْأَۃُ السَّاخِطُ عَلَیْھَا زَوْجُھَا (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

☆ سب سے بہتر دینار ان دیناروں میں سے جو انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے عیال پر خرچ کرے۔(مسلم)

☆مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بُغض نہیں رکھنا چاہئے۔اگر اس کی ایک بات تجھے ناپسند ہے تو کچھ اچھی باتیں بھی ہونگی۔ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھو۔(مسلم)

ارشادات عالیہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں!

☆''عورتوں کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔''(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ النساء جلد دوئم صفحہ ۲۳۷)

☆''عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا اعبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا اعبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے۔خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے دوسرا ٹکڑا اعبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۶۹)

☆''خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو،خیانت نہ کرو،گلہ نہ کرو،ایک عورت دوسری عورت یا مَرد پر بُہتان نہ لگاوے۔'' (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۱)

☆''عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے۔کیونکہ مرد پر بھی اس کے بہت سے حقوق رکھے گئے ہیں بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کُرسی پر بٹھا دیا ہے اور مرد کو کہا ہے کہ ان کی خبر گیری کر۔اس کا تمام کپڑا کھانا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہیں۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰)

☆''سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ان کے لئے دُعا کرتے رہو۔اور طلاق سے پرہیز کرو۔کیونکہ نہایت بدخدا کے نزدیک وہ شخص ہے۔جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔''(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵ حاشیہ اور اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۸ حاشیہ)

☆''یہ بھی عورت میں خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مَردوں کی نافرمانی کرتی ہے اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ایسی عورتیں اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ان کا نماز،روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اسکی تعظیم بجا نہ لائے اور۔۔۔

۔۔۔ اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں''۔

(تبلیغ رسالت جلد ا صفحہ ۴۸،ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۷،۴۸)

اپنے گھروں کو پیار محبت کا گھوارہ بنائیں

اور اولاد کے حق ادا کریں

تربیتِ اولاد، خدمتِ والدین، خاوند کے گھر کی عمدگی سے دیکھ بھال

امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ جرمنی سے نصائح سے بھرپور خطاب

(23اگست2003 بر موقع جلسہ سلانہ جرمنی)

(۔۔۔) یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے وقت تلاوت کی جاتی ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اے لوگو مردو اور عورتو!اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔اس سے ڈرو اور اس کے احکامات کی تعمیل کرو۔اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔حقوق اللہ ادا کرنے سے تمہارے دل میں اس کی خشیت قائم رہے گی،تمہارا ذہن اِدھر اُدھر نہیں بھٹکے گا،تم دین پر قائم رہو گی،شیطان تم پر غالب نہیں آسکے گا،حقوق العباد ادا کرو گے۔تم دونوں مردوں اور عورتوں کے لیے یہ حکم ہے۔سب سے پہلے تو یہ ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کریں۔ایک دوسرے کے حقوق کا پاس کریں۔

اپنے گھروں کو پیار محبت کا گھوارہ بنائیں اور اولاد کے حق ادا کریں۔ان کو وقت دیں ان کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کریں۔بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں باپ دونوں کو سکھانی پڑتی ہیں،بجائے اس کے بچہ باہر سے سیکھ کر آئے۔ایک دوسرے کے ماں باپ بہن بھائی سے پیار کا تعلق رکھیں ان کے حقوق ادا کریں اور یہ صرف عورت ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے اور اس طرح جو معاشرہ قائم ہوگا وہ پیار محبت اور رواداری کا معاشرہ قائم ہوگا۔اس میں لڑ بھڑ کر حقوق لینے کا سوال ہی نہیں ہے۔تو اس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔ہر عورت ہر مرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لیے قربانی کر رہا ہوگا۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میری تعلیم ہے۔یہ ایک دوسرے کے حقوق ہیں۔یہ عورت اور مرد کی ذمہ داریاں ہیں۔یہی ہیں جو فطرت کے عین مطابق ہیں۔میں نے تمہیں چھوڑا نہیں بلکہ میں تم پر نگران بھی ہوں۔میں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کس حد تک تم اس پر عمل کرتے ہو۔اگر صحیح رنگ میں عمل کرو گے تو میرے فضلوں کے وارث بنو گے۔تمہیں قطعاً مغربی معاشرے سے متاثر ہونے کی،ان کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔بلکہ وہ تمہارے سے متاثر ہوں گے اور کچھ سیکھیں گے،اسلام کی خوبیاں اپنائیں گے۔اور پھر یہ کہ حقوق ادا کرنے کے طریق کیا ہوں گے،کس طرح اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی۔؟

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتا ہے

﴿من عمل صلحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة ج ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون﴾ (النحل ۹۸)

جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں مناسب حال عمل کرے،مرد ہو یا عورت،ہم ان کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان تمام لوگوں کو ان کے بہترین عمل کے مطابق ان کے تمام اعمال صالحہ کا بدلہ دیں گے۔تو اس آیت سے مزید وضاحت ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم پر عمل کرنے والوں کو بلا تخصیص اس کے کہ وہ مرد ہیں یا عورت،یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر تم نیک اعمال بجالا رہے ہو،میرے حکموں کے مطابق چل رہے ہو،تمہارے اعمال ایسے ہیں جو ایک مومن کے ہونے چاہئیں تو خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا،تمہاری زندگیاں خوشیوں سے بھر دے گا۔

ظاہر ہے جب تم نیک اور صالح اعمال بجالا رہے ہو گے تو تمہاری اولادیں بھی نیکی کی طرف قدم مارنے والی ہوں گی ،اور تمہارے لیے خوشی کا باعث بنیں گی،تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گی۔پس ہمارا خدا ایسا نہیں جو ہر وقت اپنی مٹھی بند رکھے۔دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا،بڑا دیالو ہے لیکن تمہارے بھی کوئی فرائض ہیں کچھ ذمہ داریاں ہیں،ان کو ادا کرو تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بے انتہا بارشیں تم پر ہوں گی۔

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے؟اس سے کیا توقعات وابستہ رکھی ہیں؟اس

سلسلے میں ایک اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیش کرتا ہوں ۔ کہتے ہیں
۔''اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی''۔

ایک حدیث میں حضرت اقدس محمد ﷺ کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو''۔اور جہاں تک عائشہ صدیقہؓ کی روایات کا تعلق ہے وہ تقریباً آدھے دین پر حاوی ہیں۔بعض اوقات آپ نے علومِ دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپ کے پاس دین سیکھنے کے لیے آپؓ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؓ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں''۔(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بر موقعہ جلسہ سالانہ انگلستان ۲۶ جولائی ۱۹۸۶ء)

تو یہ ہے عورت کے مقام کا وہ حسین تصور جو اسلام نے پیش کیا ہے جس سے ایک سلجھی ہوئی قابلِ احترام شخصیت کا تصور ابھرتا ہے۔وہ جب بیوی ہے تو اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہے،جہاں خاوند جب گھر واپس آئے تو دونوں اپنے بچوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی جنت کا لطف اٹھا رہے ہوں۔جب ماں ہے تو ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کی آغوش میں بچہ اپنے آپ کو محفوظ ترین سمجھ رہا ہے۔جب بچے کی تربیت کر رہی ہے تو بچے کے ذہن میں ایک ایسی فرشتہ صفت ہستی کا تصور ابھر رہا ہے جو کبھی غلطی نہیں کر سکتی،جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔اس لیے جو بات کہہ رہی ہے وہ یقیناً سچ ہے۔اور پھر بچے کے ذہن میں یہی تصور ابھرتا ہے کہ میں نے اسکی تعمیل کرنی ہے۔

اسی طرح جب وہ بہو ہے تو بیٹیوں سے زیادہ ساس سسر کی خدمت گزار اور جب ساس ہے تو بیٹیوں سے زیادہ بہوؤں سے محبت کرنے والی ہے۔اس طرح مختلف رشتوں کو گنتے چلے جائیں اور ایک حسین تصور پیدا کرتے چلے جائیں جو اسلام کی تعلیم کے بعد عورت اختیار کرتی ہے۔تو پھر ایسی عورتوں کی باتیں بھی اثر کرتی ہیں اور ماحول میں ان کی چمک بھی نظر آ رہی ہوتی ہے حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک کی جواب دہی ہوگی۔امام نگران ہے اس کی جواب دہی ہوگی۔آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے جواب طلبی ہوگی۔اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس بارے میں بھی جواب طلبی ہوگی۔اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے بھی جواب دہی ہوگی۔سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ۔صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

یہاں کیونکہ میں عورتوں کے متعلق بات کر رہا ہوں اس لیے ان کے بارے میں عرض کرتا ہوں جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔اس کی دیکھ بھال،صفائی ستھرائی،گھر کا حساب کتاب چلانا،خاوند جتنی رقم گھر کے خرچ کے لیے دیتا ہے اسی میں گھر چلانے کی کوشش کرنا،پھر بعض سگھڑ خواتین ایسی ہوتی ہیں جو تھوڑی رقم میں بھی ایسی عمدگی سے گھر چلا رہی ہوتی ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی تھوڑی سی رقم میں اس عمدگی سے گھر چلا رہی ہیں۔اور اگر معمول سے بڑھ کر رقم ملے تو پس انداز بھی کر لیتی ہیں اور اس سے گھر کے لیے کوئی خوبصورت سی چیز بھی خرید لیتی ہیں یا پھر بچیوں کے جہیز کے لیے کوئی چیز بنالی۔

تو ایسی مائیں جب بچوں کی شادی کرتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی تھوڑی آمدنی والی نے ایسا اچھا جہیز کس طرح بچیوں کو دے دیا۔اس کے مقابل پر بعض ایسی ہیں جن کے ہاتھوں میں لگتا ہے کہ سوراخ ہیں۔جتنی مرضی رقم ان کے ہاتھوں میں رکھتے چلے جاؤ،پتہ ہی نہیں چلتا کہ پیسے کہاں گئے۔اچھی بھلی آمدنی ہوتی ہے،اور گھروں میں ویرانی نظر آ رہی ہوتی ہے۔بچوں کے حلیے،ان کی حالت ایسی ہوتی ہے لگتا ہے کہ جیسے کسی فقیر کے بچے ہیں۔ایسی ماؤں کے بچے پھر احساسِ کمتری کا بھی شکار ہو جاتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جب وہ بالکل ہی ہاتھوں سے نکل جائیں۔اور اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پس اللہ کے رسول نے آپ کو متنبہ کر دیا ہے،وارننگ دے دی ہے کہ اگر تم اپنے خاوندوں کے گھروں کی صحیح رنگ میں نگرانی نہیں کرو گی تو تمہیں پوچھا جائے گا،تمہاری جواب طلبی ہوگی۔اور جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے اس کے نتائج پھر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔اس لیے اب تمہارے لیے خوف کا مقام ہے۔

ہر عورت کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہیے۔اور جب آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگرانی کے اعلیٰ معیار قائم کریں گی،بچوں کا خیال رکھیں گی،خاوند کی ضروریات کا خیال رکھیں گی اور ان کا کہا ماننے والی ہوں گی تو ایسی عورتوں کو اللہ کا رسول اتنا ہی ثواب کا حق دار قرار دے رہا ہے جتنا کہ عبادت گذار مرد اور اس کی

راہ میں قربانی کرنے والے مرد کو ثواب ملے گا اور پھر ساتھ ہی جنت کی بھی بشارت ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ میں بیان کرتا ہوں۔

ایک دفعہ اسماء بنت یزید انصاریؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئیں اور عرض کیا:

حضور! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں عورتوں کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ہم عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی ہیں اور مردوں کو یہ فضیلت اور موقعہ حاصل ہے کہ وہ نماز با جماعت، جمعہ اور دوسرے مواقع میں شامل ہوتے ہیں۔ نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، حج کے بعد حج کرتے ہیں ۔اور سب سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ، یا جہاد کی غرض سے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کی اولاد اور آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور سوت کات کر آپ کے کپڑے بنتی ہیں۔ آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ کیا ہم مردوں کے ساتھ ثواب میں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں۔ جب کہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ اسماء کی یہ بات سن کر حضور ﷺ صحابہؓ کی طرف مڑے اور اُنہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اس عورت سے زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی عورت اپنا مسئلہ اور کیس کو پیش کر سکتی ہے؟ پھر آپ اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے خاتون! اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کے آئی ہو ان کو جا کر بتا دو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔ تفسیر الدرالمنثور، تفسیر سورۃ النساء آیت

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾

پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے ''جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو برے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی، اس کا کہا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے'' (مجمع الزوائد۔ کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ)

پھر ایک اور حدیث ہے کہ موسیٰ بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں جو چھوٹے بچوں پر دوسروں کی نسبت زیادہ شفیق اور مہربان ہیں اور تنگی اور ترشی میں خاوندوں سے نرمی اور لطف کا سلوک کرنے والی ہیں'' (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ)

بعض عورتوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ حالات خراب ہو جاتے ہیں، مرد کی ملازمت نہیں رہی یا کاروبار میں نقصان ہوا، وہ حالات نہیں رہے، کشائش نہیں رہی تو ایک شور بپا کر دیتی ہیں کہ حالات کا رونا، خاوندوں سے لڑائی جھگڑے انہیں بُرا بھلا کہنا، مطالبے کرنا۔ تو اس قسم کی حرکتوں کا نتیجہ پھر اچھا نہیں نکلتا۔ خاوند اگر ذرا سی بھی کمزور طبیعت کا مالک ہے تو فوراً قرض لے لیتا ہے کہ بیوی کے شوق کسی طرح پورے ہو جائیں اور پھر قرض کی دلدل ایک ایسی دلدل ہے کہ اس میں پھر انسان دھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے، گزارا کرنا چاہئے۔ پھر چھوٹے بچوں سے شفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں عورت کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان میں آیا ہے کہ بچوں سے شفقت کرتی ہیں اور خاوندوں کی فرمانبرار ہیں تا کہ ان کی تربیت بھی اچھی ہو اور ان کی اٹھان بھی اچھی ہو اور وہ معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ تو اسلام صرف تمہارے حقوق نہیں قائم کرتا، جس طرح یورپ میں ہے کہ عورت کے حقوق، فلاں کے حقوق، بلکہ تمہاری نسلوں کے حقوق بھی قائم کرتا چلا جاتا ہے۔ ذرا سی بات پر شور شرابہ کرنے والی عورتوں کو یہ حدیث بھی ذہن میں رکھ کر استغفار کرتے رہنا چاہیے ۔

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مجھے آگ دکھائی گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلافِ طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر وکفر دون کفر فیہ)

پس ہر عورت کے لیے مقامِ خوف ہے، بہت استغفار کرے۔ پھر اسلام تمہارے حقوق قائم کرنے کے لیے کس طرح مردوں کو ارشاد فرما رہا ہے۔ مردوں کو تم پر سختی کرنے سے کس طرح روک رہا ہے۔ تھوڑی بہت کمیوں کمزوریوں کو نظر

اندازکرنے کے بارے میں مردوں کوکس طرح سمجھایا جارہا ہے۔ایسی مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے کے ذہن میں بھی کبھی ایسی مثال نہیں آسکتی۔جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عورتوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ اور کج حصہ اس کا سب سے اعلیٰ حصہ ہوتا ہے۔اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اگر تم اس کو اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔مختصر الفاظ میں فرمادیا ہے﴿ولھن مثل الذی علیھن﴾ (البقرہ ۲۲۹) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے بھی مردوں پر ہیں۔بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں،گالیاں دیتے ہیں،حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردے کے حکم ایسے ناجائز طور پر برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کردیتے ہیں۔چاہیئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا تعلق ایسا ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہی ہیں۔اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلح ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

﴿خیر کم خیر کم لاھلہ﴾ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے،،۔(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ تا ۳۰۱)

تو یہ حسین تعلیم ہے جو اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کرنے کے لیے دی ہے ۔تنبیہہ کی بھی صرف اس حد تک اجازت ہے کہ تنبیہہ کی حد تک ہی ہو۔یہ نہیں کہ مار دھاڑ اور ظلم زیادتی شروع ہو جائے۔اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔آپ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:’’یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیز ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جائے۔نہیں نہیں۔

ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(خیر کم خیر کم لاھلہ) تم سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ سلوک عمدہ ہو۔بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں!دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مرگئی ہے۔ اس لیے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ

﴿وعاشروھن بالمعروف﴾ (النساء۲۰) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اچھی طرح پیش آؤ‘‘ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہہ ضروری چیز ہے ۔انسان کو چاہیے کہ عورتوں کے دل یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کرسکتا۔اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا۔خاوند عورت کے لیے اللہ تعالی کا مظہر ہوتا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں۔(ملفوظات جلد اول ۴۰۳۔۴۰۴صفحہ)

صرف یہ نہیں کہ جلال ہی دکھاتا رہے۔عورت کے یہ حقوق جو اسلام قائم کررہا ہے اور مغرب کی آزادی کے علمبردار عورت کی آزادی کے نعرے لگاتے ہیں،جس میں آزادی کم اور بے حیائی زیادہ ہے۔بعض لوگ ان کے ان کھوکھلے نعروں کے جھانسوں میں آکر آزادی کی باتیں کرنی شروع کردیتے ہیں۔آزادی تو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے دلوائی تھی جس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

بخاری کی روایت ہے حضرت عبداللہؓ بن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ

’’ہمارا یہ حال ہوگیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرنے لگے تھے کہ کہیں یہ شکایت نہ کردیں،،(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء)

یعنی اگر زیادتی ہو جائے تو آنحضرت ﷺ کے پاس جاکر ہماری شکایت نہ کر دیں۔اب بتائیں!لاکھ قانون بنانے کے باوجود،کیا اس معاشرے میں مرد عورت پر ظلم نہیں کررہا؟۔اس مغربی معاشرے کو دیکھ لیں۔کیا اب یہ مرد عورتوں پر زیادتی کرنے سے باز آگئے ہیں؟۔آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔تو مغرب کی اندھی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں۔

پھر اسلام نے بعض حالات میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ بعض نفلی عبادتیں یا ایسی

عبادتیں جو تمہارے پر اس طرح فرض نہیں جس طرح مردوں پر جیسا کہ پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھنا وغیرہ۔ تو جب بھی ایسی صورت ہوتی آنحضرت ﷺ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ وہ اپنے خاوندوں کے حکم کی پابندی کریں۔

لیکن بعض دفعہ بعض صحابہؓ اللہ کے خوف کی وجہ سے اس طرح سختی سے حکم نہیں دیتے تھے لیکن ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے اور بعض دفعہ صحابیاتؓ اپنی آزادی کے حق کو استعمال کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ اگر حکم ہے تو مانوں گی، ورنہ نہیں۔ اس بارہ میں ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی سے ایک معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا۔ ان کی بیگم عاتکہؓ نماز کی بہت دلدادہ تھیں اور نماز باجماعت کی تو ان کو عادت پڑ چکی تھی۔ وہ نماز باجماعت کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھیں۔

پس جب پانچ وقت عورت گھر سے نکلے حالانکہ اس پر نماز اس طرح فرض بھی نہ ہو اور پانچ وقت مسجد پہنچے تو پیچھے گھر کی ضروریات کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کچھ عرصہ تک تو حوصلہ دکھایا پھر آپ نے کہا کہ اچھا بی بی اب کافی ہو گئی، تمہارے پر تو مسجد جا کر نمازیں پڑھنا فرض بھی نہیں ہے، گھر میں نمازیں پڑھنے کی اجازت ہے تم کیوں مسجد جاتی ہو۔ اور پھر یہ کہا خدا کی قسم تم جانتی ہو تمہارا یہ فعل مجھے پسند نہیں ہے، تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ واللہ! جب تک آپ مجھے مسجد جانے سے حکماً نہیں روکیں گے میں نہیں رکوں گی۔ اور حضرت عمرؓ کو یہ جرّأت نہ ہوئی کہ بیوی کو حکماً مسجد جانے سے روک سکیں۔ چنانچہ آخر وقت تک انہوں نے یہ سلسلہ نہیں چھوڑا اور باقاعدہ مسجد جا کر نمازیں پڑھتی رہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب ھل علیمن لایشھد الجمعۃ غسل)

ایک تو بات اس سے یہ پتہ چلی کہ اس زمانہ میں عورتوں کو کس قدر عبادت کا شوق تھا۔ دوسرے یہ کہ فرض سے زیادہ کی عبادت ہم نے خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں کرنی۔ اگر وہ حکم دے تو رک جانا ہے۔ کجا یہ کہ دنیاوی معاملات میں بھی خاوند کا کہنا نہ مانا جائے تو دیکھیں یہ کیسی پیاری سموئی ہوئی، اعتدال والی تعلیم ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔

جو عورتیں اپنے خاوندوں کا کہنا ماننے والی ہیں، ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے والی ہیں، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت اُمِ سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی اور خوش ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔ (سنن ترمذی باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ)

تو دیکھیں عورت کو اس قربانی کا خدا تعالیٰ کتنا بڑا اجر دے رہا ہے۔ ضمانت دے رہا ہے کہ تم اس دنیا میں اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کی کوشش کرو اور اگلے جہان میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ پھر عورتوں کو اپنے گھروں اور سسرال کے حالات کی وجہ سے شکوے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بے صبری کا مظاہرہ کر رہی ہوتی ہیں اور بعض دفعہ تکلیف بڑھنے کے ساتھ ردِعمل بھی اسقدر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی شکوے پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو بجائے شکووں کو بڑھانے کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے مسائل حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ٹھیک ہے میرے علم میں ہے بعض دفعہ خاوندوں کی طرف سے اس قدر زیادتیاں ہو جاتی ہیں کہ ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں نظام سے قانون سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اکثر دعا، صدقات اور رویوں میں تبدیلی سے شکوے کی بجائے اس کی مدد مانگنے کے لیے اس کی طرف مزید جھکنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو'۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات)

یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھیں۔

جہاں آپ کی روحانی ترقی ہو گی وہاں بہت سی بلاؤں سے بھی محفوظ رہیں گی۔ پھر جوان لڑکیوں کے حقوق ہیں۔ اس میں بچیوں کے رشتوں کے معاملے ہوتے ہیں۔ گو ماں باپ اچھا ہی سوچتے ہیں شاذ کے جو بیٹی کو بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارنا چاہتے ہیں۔ بچیوں کو ان کے رشتوں کے معاملے میں اسلام یہ اجازت دیتا ہے اگر تم پر زبردستی کی جا رہی ہے تو تم نظامِ جماعت سے، خلیفۂ وقت سے مدد لے کر ایسے ناپسندیدہ رشتے سے انکار کر دو۔ لیکن یہ اجازت پھر بھی نہیں ہے کہ اپنے رشتے خود ڈھونڈتی پھرو۔ بلکہ رشتوں کی تلاش تمہارے بڑوں کا کام ہے یا نظامِ جماعت کا۔ ہاں پسند ناپسند کا تمہیں حق ہے۔ جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے اس کے حالات اگر جاننا چاہو تو جان سکتی ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ دعا کر کے شرحِ صدر ہونے پر رشتے طے کرنے چاہئیں۔ رشتوں کے بارے میں آزادی کے نام نہاد دعویدار تو یہ آزادی عورت کو آج دے رہے ہیں، اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت کی یہ آزادی قائم کر دی۔

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مال دار شخص سے کر دیا جس کو لڑکی ناپسند کرتی تھی۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئی اور کہا کہ ''یا رسول اللہ! ایک تو مجھے آدمی پسند نہیں دوسرے میرے باپ کو دیکھیں کہ مال کی خاطر نکاح کر رہا ہے۔ میں بالکل پسند

نہیں کرتی''۔

اب دیکھیں کہ وہاں وہ لڑکی بجائے اس کے کہ شور شرابہ کرتی، اِدھر اُدھر باتیں کرتی یا گھر سے چلی جاتی وہ سیدھی حضور کے پاس گئی۔ پتہ تھا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں میرے حقوق کی حفاظت ہوگی رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تو آزاد ہے۔کوئی تجھ پر جبر نہیں ہوسکتا۔جو چاہے کر''۔عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! میں اپنے باپ کو بھی ناراض کرنا نہیں چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔میں تو اس لیے حاضر ہوئی تھی کہ ہمیشہ کے لیے عورت کا حق قائم کرکے دکھاؤں تا کہ دُنیا پر یہ ثابت ہو کہ کوئی باپ اپنی بیٹی کو اس کی مرضی کے خلاف رخصت نہیں کرسکتا۔صحابیہؓ کہتی ہیں کہ اب جب آپ نے حق قائم کردیا ہے تو خواہ مجھے تکلیف پہنچے میں اپنے باپ کی خاطر قربانی کے لیے تیار ہوں۔ (سنن ابن ماجہ ابواب النکاح من زواج ابنتہ وھی کارھۃ، مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۳۶)

دیکھیں اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت میں ایسی آزادی کا احساس پیدا کردیا تھا جو مادر پدر آزاد ہونے والی آزادی نہیں تھی بلکہ ان کے حقوق کا تحفظ تھا کہ اپنے حقوق اپنی ذات کے لیے نہیں لینا چاہتی بلکہ معاشرے کے کمزور ترین وجود کے حقوق محفوظ کروانا چاہتی ہوں۔اور اپنی ذات کے لیے بتا دیا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے کیونکہ مجھے اپنے باپ سے ایک لگاؤ ہے، ایک تعلق ہے پیار ہے محبت ہے،اس کی بات باوجودیکہ میری مرضی نہیں پھر بھی میں رد نہیں کروں گی اور اس رشتے کو قبول کرتی ہوں۔تو پھر یہ صحابیہ آپ کے لیے ماڈل ہونی چاہیے نہ کہ مغرب کی مصنوعی آزادی کی دعویدار۔اس طرز پر چلنے والی بچیاں اپنے خاندانوں کی عزت قائم کرتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی ایک مجلس میں مستورات کا ذکر چل پڑا۔کسی نے ایک سربرآوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ اس کے مزاج میں اول سختی تھی۔عورتوں کو ایسے رکھا کرتے تھے جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں۔یعنی قید میں رکھا ہوتا ہے۔اور ذرا وہ نیچے اترتی تو ان کو مارا کرتے تھے۔لیکن شریعت میں حکم ہے(عاشروھن با لمعروف)نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لیے دعا کرنی چاہیے۔قصاب کی طرح برتاؤ نہ کرے کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہوسکتا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مجھ پر بھی بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ عورتوں کو پھراتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسی بیماری ہے(یعنی حضرت امّ المومنینؓ کو) کہ جس کا علاج پھرانا ہے۔سیر کروانا ہے۔جب ان کی طبیعت زیادہ پریشان ہوتی ہے تو بدیں خیال کے کہ گناہ نہ ہو۔کہا کرتا ہوں کہ چلو پھرا لاؤں۔اور عورتیں بھی ہمراہ ہوتی ہیں۔(ملفوظات جلد سوم حاشیہ صفحہ ۱۱۸ جدید ایڈیشن)

پھر بعض مرد بعض دفعہ یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ اسلام نے ہمیں عورتوں پر بعض لحاظ سے فوقیت دی ہے اس لیے اس کو جوتی کی نوک پر سمجھیں۔اس بارے میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:''یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیز ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر چیز قرار دیا جائے۔نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل ﷺ نے فرمایا ہے خیر کم خیر کم لاھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۳، ۴۰۴ جدید ایڈیشن)

تو ان باتوں سے واضح ہوگیا کہ عورت کا اسلام میں کیا مقام ہے۔اب میں آپ کے سامنے بعض باتیں رکھنا چاہتا ہوں جو اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔کسی میں کم کسی میں زیادہ۔آزادی کی باتیں تو ہونگی لیکن اگر یہ ایک حد سے بڑھ جائیں تو معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں۔یہ ایسی باتیں ہیں جہاں آپ کو اپنی آزادی پر کچھ پابندیاں لگانی پڑیں گی۔ہر احمدی عورت کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمیں ان بیماریوں سے جو میں ذکر کروں گا، بچنا ہے تا کہ اس حسین معاشرے کو قائم کرنے والی ہوں جس کے قائم کرنے سے اسلام کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرنے میں مدد ملے۔بعض ذاتی اور گھریلو قسم کی بُرائیاں ایسی ہیں جو ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں اور جن سے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کے برائیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔مثلاً فخر ومباہات وغیرہ دکھاوا وغیرہ''۔

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں کہ'' عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے ہیں پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچ ذات کی ہے۔پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہو تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ کردیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں۔زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔تو یہ برائی ایسی ہے جو ذاتی برائی تو ہے ہی معاشرے میں بھی بُرائی پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔قوم پر فخر ہے کہ ہم سید ہیں یا مغل ہیں یا پٹھان ہیں وغیرہ۔

تو حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ

اوّل تو تین چار پشتوں کے بعد اکثر یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اصل ذات کیا ہے۔سیّد ہے بھی کہ نہیں۔تو اگر اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کررہا ہے اور حالات کی وجہ سے ماحول بدلنے سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اصل میں تم کون ہو تو پردہ رہنے دو۔بلا وجہ

فخر نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کو یہ دکھاوا پسند نہیں۔ایک غلطی کر کے پھر غلطیوں پر غلطیاں نہ کرتے چلے جاؤ۔

یہاں ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا کہ ایک سید صاحب کو ضد تھی کہ بچیوں کا رشتہ اگر کروں گا تو سیّدوں میں کروں گا۔خیر خدا خدا کر کے ایک رشتہ سیدوں میں ملا۔جب بارات آئی تو دلہا کے باپ کو دیکھ کے دُلہن کے والد صاحب بے ہوش ہو گئے۔کیونکہ وہ پارٹیشن سے پہلے ان کے گاؤں کا میراثی تھا جو پاکستان بننے کے بعد سّید بن گیا تھا۔تو کسی قسم کی شیخی اور فخر نہیں کرنا چاہیے۔کوئی پتہ نہیں کون کیا ہے۔اور ہوسکتا ہے کہ سید صاحب جن کی بیٹی تھی یہ خود بھی چار پشتوں تک سّید نہ ہوں۔تو شاید اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ غرور توڑنے کے لیے یہ رشتہ کروا دیا ہو۔اس لیے ہر وقت ہر لمحہ استغفار اور خوف کا مقام ہے۔پھر کپڑوں پر بڑا فخر ہو رہا ہوتا ہے۔اپنے گذشتہ حالات بھول جاتے ہیں۔حال یاد رہ جاتا ہے اور مجلسوں میں بیٹھ کر بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ دیکھو میں نے یہ جوڑا اتنے میں بنا لیا۔پھر شادی بیاہ پر لاکھوں کا ایک ایک جوڑا بنا لیتے ہیں ۔جو ایک یا دو دفعہ پہن کر کسی کام کا نہیں ہوتا۔اس کا استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔چلیں آپ نے یہ فضول خرچی تو کر لی اب اس کو اپنے تک ہی رکھیں۔پھر اپنے جیسی فضول خرچ عورتوں میں بیٹھ کر دوسروں کا ٹھٹھا اُڑایا جاتا ہے کہ اس نے کس قسم کے سستے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ۔اور پھر مالی لحاظ سے بھی اپنے سے کم حتّٰی کہ رشتہ داروں کو بھی نہیں بخشتے۔تو یہ فخر، یہ شیخی احمدی عورت میں نہیں ہونی چاہیے۔

<u>اس بارے میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ قرآن کریم کی تعلیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ</u>: چوتھی قسم ترکِ شر کے اخلاق میں سے رفق اور قولِ حسن ہے اور یہ خُلق جس حالتِ طبعی سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام طلاقت یعنی کشادہ روی ہے۔بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا بجائے رفق اور قولِ حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے۔یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے طلاقت ہے۔طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خُلق ہے جو اس قوت کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔اس میں خدائے تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے" اس کا ترجمہ میں پڑھ دیتا ہوں" کہ یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ہوسکتا ہے جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہو وہ ہی اچھی ہوں۔اور عیب مت لگاؤ۔اپنے لوگوں کے بُرے بُرے نام مت رکھو۔بدگمانی کی باتیں مت کرو۔اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ایک دوسرے کا گلا مت کرو۔کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔اور یاد رکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہوگا اور کان، آنکھ، دل، ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۵۰) یہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیات کا ترجمہ ہے۔

پس یہ بڑے استغفار کا مقام ہے کہ اگر پوچھا جانے لگا تو پتہ نہیں اعمال اس قابل ہیں بھی کہ بخشش ہو۔اس لیے ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہیے۔اس کا فضل مانگنا چاہیے۔پھر عورتوں میں ایک بیماری زیور کی نمائش کی ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ زیور عورت کی زینت ہے اور زینت کی خاطر وہ پہنتی ہے اور اس کی اجازت بھی ہے لیکن اس زینت کی نمائش کی ہر جگہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

<u>اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس کی حدود متعین کی ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ</u>

حضرت حذیفہؓ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور فرمایا" اے عورتو! تم چاندی کے زیور کیوں نہیں بنواتیں؟ سنو! کوئی بھی ایسی عورت جس نے سونے کے زیور بنوائے اور وہ انہیں فخر کی خاطر عورتوں کو یا اجنبی مردوں کو دکھاتی پھرتی ہو تو اس عورت کو اس کے اس فعل کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔(سنن النسائی کتاب الزینۃ من السنن الکراھیۃ للنساء فی اظہار الحلی الذاہب)

<u>اُم المومنین حضرتِ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ</u> اس دوران رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔مزینہ قبیلہ کی ایک عورت بڑے ناز و ادا سے زیب و زینت کیے ہوئے مسجد میں داخل ہوئی۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت اختیار کرنے اور مسجد میں ناز و ادا سے مٹک مٹک کر چلنے سے منع کرو۔بنی اسرائیل پر صرف اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت اختیار کر کے ناز و نخرے کے ساتھ مسجدوں میں اترا کر آنا شروع کر دیا تھا۔(سنن ابن ماجه، كتاب الفتن باب فتنة النساء)

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ نمائش کی خاطر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے تمہیں عورتوں میں بھی زیور اس طرح اظہار کے ساتھ دکھانے کی ضرورت نہیں۔جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہو جائے۔ٹھیک ہے تم نے زیور پہن لیا۔جب فنکشن ہو رہے ہوں تو عورت کی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے۔اس کے زیور کی اس کے کپڑوں کی تعریف بھی کر دیتی ہیں۔یہاں تک تو ٹھیک ہے۔لیکن جس نے نیا زیور بنایا ہو وہ دوسری عورتوں کو بلا بلا کر دکھائے کہ دیکھو یہ زیور میں نے اتنے میں بنایا ہے تمہیں بھی پسند آیا تم بھی بناؤ، اپنے خاوند سے کہو کہ بنوا کر دے۔تو بہت سی کمزور طبع عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایسی عورتوں کی باتوں میں آ جاتی ہیں۔اور اپنے

خاوندوں پر زور دیتی ہیں کہ مجھے بھی بنا کر دو۔اگر ان کے خاوند میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ زیور بنا سکے تو پھر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو گھر میں فساد پڑ جاتے ہیں،میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں یا پھر یہ ہوتا ہے کہ خاوند قرض لے کر بیوی کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔لیکن پھر ان قرضوں کی وجہ سے اعصاب زدہ ہو جاتا ہے کیونکہ آج کل کے اس دور میں جب ہر جگہ مہنگائی کا دور ہے ہر قسم کی خواہش پوری کرنا ہر خاوند کے بس کی بات نہیں ہوتی۔تو نمود و نمائش کرنے والیوں کو بھی خوفِ خدا کرنا چاہیئے۔

لوگوں کے گھر نہ اُجاڑیں اور کم طاقت والی عورتیں بھی صرف دُنیاداری کی خاطر اپنے گھروں کو جہنم نہ بنائیں۔پھر اس حدیث میں آگے یہ فرمایا کہ مسجد تو عبادت کی جگہ ہے ۔یہاں ایسی عورتوں کو نہیں آنا چاہیے جن کا مقصد صرف نمود و نمائش ہو۔مسجد ہے کوئی فیشن ہال نہیں ہے۔یہاں عبادت کی غرض سے جاتے ہیں اس لیے یہاں جب آؤ تو خالصتاً اللہ کی خاطر اس کی عبادت کرنے کی خاطر یا اس کا دین سیکھنے کی خاطر آؤ۔یہی رویہ،یہی طریق جماعتی فنکشن میں ، اجلاسوں میں اجتماعوں وغیرہ پر بھی ہونا چاہیئے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو الحمدللہ جذبہ ایمانی سے سرشار ہیں اور قربانی کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کرتی ہیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی اور اپنے زیور اُتار اُتار کر جماعت کے لیے پیش کرتی ہیں ۔مختلف چندوں میں تحریکوں میں دیتی ہیں۔لیکن وہ جو نمود و نمائش کی طرف چل پڑی ہیں، دنیاداری میں پڑ گئی ہیں وہ خود اپنے آپ کو دیکھیں اور اپنا محاسبہ کریں۔ پھر یہ ہے کہ بعض عورتوں کو دوسروں کی ٹوہ میں رہنے کی عادت ہوتی ہے۔باتیں سننے کے لیے تجسس ہوتا ہے۔اس کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ کسی طرح کوئی بات پتہ لگ جائے۔لیکن پوری طرح اس بات کا علم تو نہیں پا سکتیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدظنی پیدا ہوتی ہے۔پھر ایک نیا فساد شروع ہو جاتا ہے۔پھر اس بدظنی کے نتیجے میں بغض، کینے، حسد شروع ہو جاتے ہیں۔پھر اپنے دلوں سے نکل کر اپنے گھر والوں کے دلوں میں یہ حسد اور کینے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدی عورت کو اس سے محفوظ رکھے۔ایک اور اہم بات جس کی اس زمانہ میں خاص طور پر بہت ضرورت ہے وہ پردہ ہے۔اور یہ پردہ عورتوں کے لیے بھی بہت ضروری ہے اور مردوں کے لیے بھی۔اس لیے غضِ بصر کا حکم ہے۔

غضِ بصر ہے کیا؟اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔یہ اُن نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں مرد عورت دونوں کی بھلائی ہے۔بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچالینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِ بصر کہتے ہیں"،یعنی نیم آنکھ سے دیکھنا۔(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد۱۰ص ۳۴۴)

پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ اگر کسی اور زمانہ میں پردے کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے" کیونکہ یہ کل جُگ ہے"۔یعنی آخری زمانہ ہے۔اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے۔اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔اور خدا تعالیٰ کے احکامات کی عظمت دلوں سے اُٹھ گئی ہے۔

زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے" یہاں عورت کو بکریوں اور بھیڑیے کو گندے معاشرے سے تشبیہہ دی ہے۔دیکھ لیں اب ہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی کے زمانہ سے مزید سو سال آگے چلے گئے ہیں تو اب اس کی کس قدر ضرورت ہے۔نہ مغرب محفوظ ہے نہ مشرق محفوظ ہے۔ذرا گھر سے باہر نکل کر دیکھیں تو جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے آپ کو نظر آ جائے گا۔پھر بے احتیاطی کیسی ہے۔سوچیں غور کریں اور اپنے آپ کو سنبھالیں۔لیکن بعض مرد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں ان کو بھی یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ قید کرنا مقصود نہیں،پردہ کرانا مقصد ہے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں۔جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔یہ نہیں کہ انجیل کی طرح حکم دے دیتا ہے کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے۔نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔

اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔اسلامی پردہ سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح

بند رکھی جاوے۔قرآن کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔وہ غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لیے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔
مساوات کے لیے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دکانیں چلی گئی ہیں۔یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری یا پردہ دری کا'' (ملفوظات جلداول۔ص 297-298)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت امّ المومنینؓ کو کس حد تک پردہ کروایا کرتے تھے یا کیا طریق تھا اس بارہ میں روایت ہے کہ حضرت ام المومنینؓ کی طبعیت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔آپ نے ڈاکٹر سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج نہیں۔اُنہوں نے کہا کہ نہیں۔اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: دراصل میں تو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایتِ پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔حدیث شریف میں آیا بھی ہے کہ باہر کی ہوا کھاؤ۔گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔علاوہ اس کے آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔جنگوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتی تھیں۔پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں۔حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر ہی نہیں نکلتی حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں''(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۵۷۔۵۵۸)

پس خلاصۃً بعض اہم امور میں نے بیان کر دیئے اور وقت کی رعایت کے ساتھ اتنا ہی بیان ہو سکتا تھا۔بہت سی باتیں میں نے چھوڑ بھی دی ہیں یا مختصراً بیان کی ہیں۔ان سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اسلام جو پابندیاں عورتوں پر لگاتا ہے یا بعض احکام کا پابند کرتا ہے وہ ایک تو آپ کی عزت، احترام، اور تکریم پیدا کرتا ہے۔دوسرے معاشرہ کو پاک اور جنت نظیر بنانا چاہتا ہے۔فسادوں کو مٹانا چاہتا ہے۔آپ جائزہ لے لیں جہاں بھی مردوں اور عورتوں کی چاہے وہ عزیز رشتہ دار ہی ہوں، بے حیا مجالس ہیں وہاں سوائے فساد کے اور کچھ نہیں۔اور اگر مغرب اس کو عورت کی آزادی کے سلب کرنے کا نام دیتا ہے تو دیتا رہے۔آپ یک زبان ہو کر کہیں کہ اگر یہ بے حیائی ہی تمہاری آزادی ہے تو اس آزادی پر ہزار لعنت ہے۔ہم تو صالحات میں سے ہیں اور صالحات ہی رہنا چاہتی ہیں۔تم نے بھی اگر اپنی عزتوں کی حفاظت کرنی ہے، اپنا احترام معاشرے میں قائم کرنا ہے تو آؤ اور اس حسین تعلیم کو اپناؤ۔خدا کرے کہ یہ نام نہاد آزادی کی چکا چوند چاہے وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں کبھی آپ کو متاثر کرنے والی نہ ہو اور جماعت میں صالحات اور عابدات پیدا ہوتی چلی جائیں۔اے اللہ تو ہمیشہ ہماری مدد فرما۔آمین

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18 نومبر 2005)

حضرت خلیفة المسیح لخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۱۳ اکتوبر 2008 میں فرماتے ہیں:۔

چند دن پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ دشمن کا کوئی منصوبہ ہے، تو میں اس کو حملے سے پہلے ہی بھانپ لیتا ہوں اور اس وقت میں یہ دعا پڑھ رہا ہوں کہ:

رَبِ کُلُّ شَیءٍ خَادِمُکَ رَبِّ
فَاحْفَظْنِی وَ ارْحَمْنِی

اور پڑھتے پڑھتے مجھے خیال آتا ہے کہ اپنے سے زیادہ مجھے جماعت کے لئے دعا پڑھنی چاہئے تو اس میں جماعت کو بھی شامل کروں۔تو اس حوالے سے میں آپ کو بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ احباب جماعت بھی اپنی دعاؤں میں اس دعا کو بھی ضرور شامل کریں۔اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر ایک کو بچائے، اور جماعت کی حفاظت فرمائے۔(آمین)(الفضل ۱۶ اکتوبر 2008ء)

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

لباس کے مفہوم میں بیان فرماتے ھیں۔

''عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون، آرام، گرمی سردی سے بچاؤ، زینت، قسما قسم کے دُکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی، ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں، اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتیں کے ساتھ حسن سلوک چاہیے اوران کے حقوق ادا کرنے چاہیئے۔ اس زمانہ میں ایک بڑا عیب ہے کہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔'' (خطبہ جمعہ ۴۔جون ۱۹۰۹ء از خطبات نور صفحہ ۴۰۰)

مومنوں کا گھر بطور نمونہ بھشت

''جیسا کہ میں مردوں کو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کریں ایسا ہی میں عورتوں کو بھی خاوندوں کے حقوق کے متعلق وعظ کیا کرتا ہوں۔ عورت اور مرد کے درمیان بہت محبت کے تعلقات ہونے چاہئیں جن سے مومنوں کے گھر نمونہ بہشت بن جائیں۔'' (خطبہ نکاح ۵۔فروری ۱۹۱۰ء از خطبات نور صفحہ ۴۵۷)

عورتوں سے حسن معاشرت کی نصیحت کرتے ھوئے فرماتے ھیں۔

''تم میں جو نقص ہیں ان کی اصلاح کرو۔ عورتوں سے جن کا سلوک اچھا نہیں، قرآن کے خلاف ہے، وہ خصوصیت سے توجہ کریں۔ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں، پھر سمجھ جائیں، پھر سمجھ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔'' (خطبہ عید الفطر ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۹ء از خطبات نور صفحہ ۴۲۲)

''بیویوں کے ساتھ احسان سے پیش آؤ۔ بیوی، بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (البقرہ:۲۲۹) ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا۔'' (خطبہ جمعہ ۹۔جون ۱۹۱۱ء از خطبات نور صفحہ ۴۹۹)

''تعلیم و تربیت عورتوں کی بہت کم رہ گئی ہے...... چونکہ عورتیں بہت نازک ہوتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان سے ہمیشہ رحم و ترس سے کام لیا جائے اوران سے خوش خلقی اور حلیمی برتی جائے۔'' (خطبات نور جلد دوم صفحہ ۲۱۷)

''اسلام نے انسان ہونے کی حیثیت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی درجہ دے کران کے مساوی حقوق مقرر کئے ہیں''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دَورہ فرینکفرٹ جرمنی کے دوران ایک پریس کانفرنس میں ایک صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں اُٹھاتے ہوئے فرمایا۔

''اس کتاب میں یہی لکھا ہے کہ عورتیں وہی حقوق رکھتی ہیں جو مردوں کے حقوق ہیں۔ انسان ہونے اور انسانی حقوق رکھنے میں قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا بلکہ انہیں اس لحاظ سے مساوی درجہ دیا ہے......حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے انسان ہونے کی حیثیت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی درجہ دے کران کے مساوی حقوق مقرر کئے ہیں بلکہ انہیں بعض لحاظ سے مَردوں کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دیئے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ گھر کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مرد پر ڈالی ہے۔ یعنی یہ اس کی ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ مال کمائے اوراس سے بیوی بچوں کی جملہ ضروریات پوری کرے۔

عورت کو اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری سے کلی طور پر آزاد رکھا ہے۔ حتیٰ کہ اگر عورت کے پاس اپنا ذاتی کچھ مال ہے یا وہ اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی مال حاصل کرے تو مَرد کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے بیوی کے مال میں سے کچھ لے۔ عورت کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے مال کا کوئی حصہ بھی گھریلو اخراجات کے لئے خاوند کے حوالے نہ کرے کیونکہ گھریلو اخراجات کو پورا کرنا کلیۃً مرد کی ذمہ داری ہے۔ ہاں عورت اپنی خوشی سے اپنے مال کا کوئی حصہ خاوند کو بطور تحفہ دینا چاہے تو وہ ایسا کرسکتی ہے مَرد اُسے مجبور نہیں کرسکتا۔'' (دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء صفحہ ۵۱۔۵۲)

بیوی اپنے اخراجات کو خاوند کی آمدنی تک محدود رکھے۔

شادی بیاہ سے متعلق مشکلات کا حل بیان کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا۔

'' اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ '' کی رو سے گھر کے تمام تر اخراجات کو پورا کرنے کا مرد ذمہ دار ہے۔ عام حالات میں ضروری نہیں کہ عورتیں

باہر جاکر کام کریں اور گھر کے اخراجات کے لئے روپیہ کمائیں ۔آمد پیدا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے لیکن عورتوں کا بھی یہ فرض ہے کہ آمدن کے مطابق گھر کے اخراجات کو کنٹرول کریں۔خرابی اس وقت ہی پیدا ہوتی ہے جب عورتیں اپنے خاوندوں کی آمدنی سے بڑھ کر اخراجات کرتی ہیں۔اسلام نے عورتوں کی یہ ذمہ داری قرار نہیں دی کہ وہ اپنی کمائی ہوئی یا ورثہ میں ملی ہوئی دولت سے اپنے خاوندوں کے اخراجات پورے کریں ۔ یہ ذمہ داری مَردوں کی ہے کہ وہ اپنے اور بیوی بچوں کے اخراجات اپنی آمدن سے پُورا کریں۔البتہ عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی اور گھر کی ضرورتوں کو خاوندوں کی آمدن کے اندر محدود رکھیں۔‘‘

(دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء صفحہ ۸۴)

﴿انتباہ﴾

کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ خدا
کیوں بھلا بیٹھے ہو تم روزِ جزا
جو لگایا میرے مولا نے شجر
کاٹ ڈالو گے اسے کیسے بھلا؟
شاہد و مشہود کے انکار پر
روبرو مولیٰ کے تم بولو گے کیا ؟
ظلم کرتے ہو عبث تم رات دن
کیوں بنے پھرتے ہو تم خود ہی خدا
سوچ لو کہ ظلم کی پاداش میں
کوئی بچتا تم نے دیکھا ہے بھلا
خوں شہیدانِ وفا کا ظالمو
رنگ لائے گا یقیناً جا بجا
یاد رکھنا جب پکڑتا ہے خدا
نقش دھرتی سے وہ دیتا ہے مٹا
آج ہر اک ملک میں ہر احمدی
کر رہا ہے اپنے مولیٰ سے دعا
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

(عطاء المجیب راشد۔ لنڈن)

فطری طور پر مرد کو عورت پر فضیلت

ایک مجلسِ سوال و جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے قرآنِ کریم میں مرد کو قوّام قرار دینے کی فلاسفی دریافت کی گئی تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’تمہارا دل بھی اس بات کو مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔اور کوئی مساوی حقوق کی تھیوری اس اصولی فرق کو مٹا نہیں سکتی۔

الومپکس میں ہی دیکھ لو کہ دوڑ میں حصہ لینے والے مرد اور عورتیں کیا مقابلہ میں اکٹھے دوڑتے ہیں؟ کیا وہ فٹ بال، ہاکی اور کسی بھی کھیل میں اکٹھے کھیلتے ہیں؟ یہ سوال کرنے والے مغربی دنیا کے لوگ بھی جانتے ہیں اور اس بات پر گواہ ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ جسمانی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔اور قرآن کریم بتاتا ہے کہ مردوں کو حقوق کے لحاظ سے عورتوں پر برتری اور فضیلت نہیں دی گئی۔ بلکہ فطری استعدادوں اور صلاحیتوں کی بنا پر فضیلت ہے۔جو خدا تعالیٰ نے مردوں میں زیادہ رکھی ہیں اور ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ فطری صلاحیتیں کیا ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ، مرد اپنی بیوی اور بچوں کیلئے نان نفقہ کا انتظام کرتا ہے اس لحاظ سے جو روٹی کپڑے کا بندوبست کرتا ہے قدرتی طور پر اسے ایک برتری حاصل ہوتی ہے۔جو ہاتھ کھلاتا ہے اسے بہرحال قدرتی طور پر ایک فضیلت حاصل ہوتی ہے۔جیسے کہ فرمایا: اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِالسُّفْلٰى کیونکہ گھر کی تمام مالی ذمہ داریاں مرد کے سپرد ہیں۔اسلئے میں یہاں ان عورتوں کو سمجھاتا ہوں جو کام کرتی ہیں اور آزاد ہوتی ہیں اور ان کے خاوند گھروں میں رہتے ہیں اور بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی رو سے ایسے مردوں نے اپنی برتری خود کھودی۔اور وہ برتری ان کام کرنے والی عورتوں نے حاصل کر لی ہے۔اور پھر ایسی صورت میں ان گھروں میں عورت کا حکم چلتا ہے کیونکہ وہ کماتی ہے۔تو یہاں دو طرح کی برتری کا ذکر ہے۔ایک قسم کی برتری تو وہ ہے جو مستقل جسمانی برتری ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت مرد سے نہیں چھین سکتی۔اس کی ایک دوسری شکل بھی ہے اور وہ ہے بچوں کو پیدا کرنا۔کیا عورت مرد اس لحاظ سے برابر ہو سکتے ہیں۔کیا یہ عورتیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ انصاف اور عدل کے خلاف ہے کہ صرف عورتیں ہی بچے جنیں۔اب ہم یہ قانون بناتی ہیں کہ آئندہ سے مرد بچے پیدا کریں گے۔ برتری کی یہ قسم خدا تعالیٰ کی طرف سے مستقل طور پر مرد کو حاصل ہے۔کسی انسان کے دائرۂ اختیار میں نہیں کہ اس برتری کو اس سے چھین سکے یا تبدیل کر سکے۔ دوسری قسم کی برتری وہ ہے جسے میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور وہ ہے بیوی بچوں کیلئے نان نفقہ کا انتظام۔اور یہ برتری مرد کو اس وقت تک حاصل رہتی ہے جب تک وہ اس ذمہ داری کو نبھاتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل۔۱۹ تا ۲۵ فروری ۱۹۹۹)

وہ والدین

جو ایک دوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں

اُن کی اولادیں ہمیشہ اُن کے لئے

آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو پُرسکون اور مثالی بنانے اور دنیا میں ہی ایک چھوٹی سی جنت کی تعمیر اور ایک صحت مند مثالی معاشرہ کی تشکیل کے سلسلہ میں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

" قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تک دونوں فریق ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نہ بنیں۔اُس وقت تک یہ توقع رکھنا کہ اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوگی یہ ایک فرضی بات ہے اور اس میں ایک بہت ہی گہری حکمت بیان فرمائی گئی ہے جس کا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔حقیقت یہ ہے کہ وہ والدین جو ایک دوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں اُن کی اولادیں ہمیشہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہیں۔تربیت میں یک جہتی پائی جاتی ہے اور ایک ہی مزاج کے ساتھ بچے پرورش پا رہے ہوتے ہیں اور وہ ماں باپ جو ایک دوسرے سے سچا پیار کرنے والے اور ایک دوسرے کا ادب کرنے والے اور ایک دوسرے کا لحاظ کرنے والے اور ایک دوسرے کی ضروریات کا دھیان رکھنے والے اور اخلاق سے پیش آنے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔اُن کی اولاد بھی اپنے ماں باپ سے پیار کرنے والی بنتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبتاً بہتر تعلقات قائم کرتی ہے اور ایسی اولاد پھر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔" (خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹۔جون ۱۹۹۰ء بعنوان گھر کی جنت)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

" یہ وہ دعا ہے جس کے ذریعے ہمارے گھروں کے حالات سُدھر سکتے ہیں جو خطوط مجھے ملتے ہیں روزانہ بلا استثناء ان میں کچھ خطوط ضرور ایسے ہوتے ہیں جن میں گھریلو ناچاقیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عذاب کا ذکر ہوتا ہے۔اور ایسے خطوط بعض دفعہ بچوں کی طرف سے ملتے ہیں بچے لکھتے ہیں ہمارے والدین آپس میں ایک دوسرے کے خلاف گندی زبان استعمال کرتے ہیں گھر جہنم بنا ہوا ہے ہم بہن بھائی یوں لگتا ہے بے سہارا ہیں اور ہم پر کوئی چھت نہیں ہے بہت ہی تنگ ہیں اس صورحال میں مشکل یہ کہ ہم کسی کی طرف داری نہیں کر سکتے اگر ہم کسی کو سچا سمجھیں بھی تو ہم کسی ایک کی طرف داری نہیں کر سکتے۔پھر بیویوں کے خطوط آتے ہیں، خاوندوں کے خطوط آتے ہیں، اخلاق کی کمی کے نتیجے میں یہ دنیا ہمارے لئے جہنم بن سکتی ہے اگر اخلاق گھروں کو جہنم بنا سکتے ہیں تو یہی اخلاق قوموں کو بھی جہنم میں دھکیل سکتے ہیں۔یہی اخلاق بنی نوع انسان کے لئے جہنم پیدا کر دیتے ہیں۔پس اخلاق کی بہت بڑی اہمیت ہے اور اعلیٰ اخلاق کے نتیجہ میں صرف ہمارے گھر ہی جنت کے نشان نہیں بن سکتے بلکہ ہماری گلیاں، بازار اور وطن بھی جنت کے نشان بن سکتے ہیں۔لیکن اس کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔میں نے پہلے بھی اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس دعا سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔کیونکہ یہ دعا پھر اولاد پر بھی ممتد ہو جاتی ہے اس کا فیض اولاد پر بھی جاری ہو جاتا ہے......ذُرِّیّٰتِنَا میں صرف موجودہ نسلیں ہی مراد نہیں بلکہ وہ نسلیں بھی مراد ہیں جو قیامت تک ہیں......اس دعا کے نتیجے میں یقین دلاتا ہوں کہ گھر کا نقشہ بدل سکتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵۔اگست ۱۹۸۳ء)

ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا

سچا خدا

میری ہمدردی کے جوش کا محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اسکی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جسکے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اسکو پہچاننا۔اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کیساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اُس سے پانا۔پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔میرا دل ان کے فقر وفاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔انکی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے انکے گھر بھر جائیں۔اور سچائی اور یقین کے جواہر انکو اتنے ملیں کہ انکے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

(روحانی خزائن جلد۳۴۴، اربعین ۳۲۱) (مرسلہ: ثمینہ نواز، Cork)

خوشگوار عائلی زندگی کے اصول

طیبہ مشہود۔ڈبلن

اسلام ایک جامع کامل اور مکمل مذہب ہے۔ جہاں اُس نے خاوندوں کے حقوق مقرر کیے ہیں وہاں انکے ذمے کچھ فرائض بھی ہیں۔اسی طرح جہاں عورتوں کے حقوق مقرر کئے ہیں وہاں اُنکے اُوپر کچھ فرائض بھی ہیں۔یعنی دونوں کے لئے ارشادات موجود ہیں تا کہ زندگیاں کامیاب ہوں۔

اسلام میں شادی کی بہت اہمیت ہے اور تمام مومنوں کے لئے شادی کو لازمی قرار دیا ہے۔کیونکہ شادی تقویٰ طہارت کیلئے اور افزائشِ نسل کیلئے ضروری ہے۔شادی کا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہوئے ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ کے ساتھی بنتے ہوئے ہمیشہ ایکدوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔میاں بیوی کا رشتہ ایک بہت ہی مقدس اور خوبصورت رشتہ ہے۔اور جتنی اہمیت اس رشتہ کو ہمارے پیارے مذہب نے دی ہے اور کسی مذہب میں نہیں مِلتی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔

فرمایا: ھُنَّ لِبَاس'' لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاس'' لَّھُنَّ

ترجمہ۔وہ عورتیں یعنی تمہاری بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُنکے لئے ایک لباس ہو۔

اِس آیت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے جس طرح لباس کا مقصد ہے کہ گرمی سردی سے بچائے، ڈھانپے اور خوبصورتی کا موجب بنے، اِسی طرح میاں بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی غلطیوں اور کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے خوبصورتی میں اضافہ کریں اور ہر قسم کے حالات میں ساتھ دیں۔

لباس زینت کا باعث ہوتا ہے لہذا میاں بیوی کا آپس کا خوشگوار تعلق ماحول میں نہ صرف خوبصورتی کا باعث بنتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اچھا محسوس ہوتا ہے۔

لباس انسان کو سردی گرمی سے بچاتا ہے اور بدن کی حفاظت کرتا ہے اور رُوح کے لئے سکون کا باعث ہوتا ہے۔اس لئے جب میاں بیوی ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہوں گے،ایک دوسرے کو طعن و تشنیع سے بچائیں گے،ایک دوسرے کی حفاظت اور عزت واحترام کا باعث بنیں گے تو یہ رشتہ اُنکی روح کے لیے سکون کا باعث ہوگا۔

<u>حقوق وفرائض میں برابری:۔</u>

اسلام میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض ایک جیسے ہیں یعنی دونوں کے اُوپر ذمہ داریاں ہیں جیسے کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

''بیویوں کے ذمّہ کچھ فرائض ہیں ویسے ہی بیویوں کو کچھ حقوق بھی حاصل ہیں'' (البقرۃ۲۲۹) بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور خاوندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے حقوق ادا کریں اور دونوں اپنی اپنی ذمّہ داریوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔

<u>پیار اور رحم کا رشتہ:۔</u>

میاں بیوی کا رشتہ پیار اور رحم کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اس بارے میں ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ:''اگر لڑکا اور لڑکی نیک ہیں تو باقی سب مسئلے حل ہو ہی جاتے ہیں اور شادی کامیاب ہو ہی جاتی ہے''۔

میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے محبت پیدا کریں اس رشتہ کی نوعیت ایسی ہے کہ اگر نیک نیتی اور تقویٰ سے اسکی بنیاد رکھی ہو تو محبت لازمًا پیدا ہوتی ہے اگر نہیں پیدا ہوتی تو دعاؤں کے ذریعے پیدا کریں۔اپنے اور اپنے ساتھی کے لیے دعا کریں تا کہ خدا تعالیٰ آپ کے دل میں یہ محبت ڈال دے۔یہ بات میں آپ کو بڑے یقین اور وثوق سے کہہ رہی ہوں کہ اگر آپ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے دل سے یہ دعا مانگیں کہ وہ رحیم خدا آپکے دل میں آپکے شریکِ حیات کے لیے یا آپکے شریکِ حیات کے دل میں آپ کے لیے محبت پیدا کردے تو یقیناً محبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ وہ قادر خدا ہے جب چاہے دل بدل سکتا ہے اور جب محبت پیدا ہو جائے گی تو رحم خود بخود آ جاتا ہے۔

اِسی طرح صِلہ رحمی کے سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ''ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ

وجود میں آسکتا ہے وہ یہی ہے کہ صلہ رحمی اور حسنِ سلوک، رشتہ داروں کا خیال، اُنکی ضروریات کا خیال، اُنکی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش، اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتہ داروں کے حقوق ہیں اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہو سکتی ہے؟ کبھی کوئی لڑائی ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات پر ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کرونگا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کرونگا، میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کرونگا۔ پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اور یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑے کی بنیاد بنتے ہیں"۔ (مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۴۷، ۴۸)

دوستی کا رشتہ:۔

میاں بیوی کے درمیان دوستی کا رشتہ ہونا چاہیے۔ ہمراز ہونا چاہیے۔ ایک دوسرے سے دوستی ہوگی تو آپکو ایک دوسرے کی ذات کو سمجھنے کا، ایک دوسرے کی عادات کو پرکھنے کا بہتر موقع ملے گا۔ سیدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:
"چاہیے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر اِن ہی سے اسکے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۰۰)

بیویوں سے حُسنِ سلوک:۔

بیویوں سے حُسنِ سلوک کا حکم گھریلو زندگی کو جنت کا نمونہ اور مثالی گھر بنانے کے لئے ضروری ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ خاوندوں کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔ "عورتوں یعنی بیویوں کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرو"
اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:۔ "عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ کج حصّہ اسکا سب سے اعلیٰ حصّہ ہوتا ہے۔ اگر اِسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ ڈالو گے۔ اگر تم اسکو اس حال پر ہی رہنے دو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو"۔ (صحیح بخاری)
سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ (کشتی نوح ۱۹)
اسی سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بہت ہی پیارا ارشاد ہے:۔
"دیکھو بیوی سے محبت کرنا تو بظاہر ایک دنیوی چیز ہے لیکن ہمیں ثواب پہنچانے کی خاطر اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر تم اس نیت کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں کے ماحول خوشگوار بناؤ۔ اپنے بیوی بچوں سے پیار کرو۔ اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اسکا بھی اجر دے گا"۔ (خطباتِ ناصر جلد اوّل ۲۲۱۔۲۲۰)
پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: "آجکل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کا خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہو گیا ہے بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بڑے بزرگ، رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کا غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں انکی محبت اور سلوک میں اضافہ کا باعث بنیں۔ اپنے لیے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں"۔ (مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۴۹)
انتہائی خوبصورت ارشادات ہیں اگر ہم ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تو بلا شبہ ہماری عائلی زندگیاں خوشگوار بن سکتی ہیں۔
شیخ یعقوب علی عرفانی اپنی کتاب "سیرت مسیحِ موعودؑ" میں لکھتے ہیں کہ: "فحشاء کے علاوہ تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہیں" اور فرمایا "ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورتوں سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ درحقیقت ہم پر اتمامِ نعمت ہے۔ اسکا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں"۔ (سیرت مسیحِ موعود صفحہ ۴۰۰)

بیوی کے فرائض:۔

بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں انکی فرمانبردار ہوں انکی عزت کا خیال رکھیں۔ خاوندوں کی غیر موجودگی میں گھر اور مال کی حفاظت کرنے والی ہوں اور بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہوں۔ اگر یہ سب خوبیاں کسی بیوی میں ہوں تو وہ ضرور اپنے خاوند کا دل موہ لے گی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
"عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا اور انکی عمر لمبی ہوگی اور نیک

بخت ہوگی''۔(تفسیر مسیح موعود سورۃ النساء جلد دوم صفحہ ۲۳۷)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو انکی حثیت سے باہر ہیں۔تاتم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔بہت سا حصہ انکی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔سوتم اپنی ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات اور قانتات میں گنی جاؤ۔اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔'' (کشتئ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹۔۱۸)

ایک مثالی بیوی کا ذکر کرتے ہوئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔''بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اسکو دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے اور جب تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس میں تیرے حق کی حفاظت کرے''۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:''ایک نیک عورت کی سب سے پہلے یہی خواہش ہونی چاہیے کہ اسکا خدا اس سے راضی ہو۔پھر خاوند راضی ہو۔اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرے اور خلافت سے وفا کا تعلق باندھے۔جس گھر میں یہ چیز پیدا ہو جائے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا''۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۹ مئی ۲۰۰۶ آسٹریلیا مستورات سے خطاب)

سبحان اللہ مندرجہ بالا تمام ارشارات اور نصائح کتنے خوبصورت ہیں اگر واقعی بیویاں ایسی ہو جائیں تو تمام گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہے ہوں گے۔خوشحال اور پُرسکون عائلی زندگی اسی صورت قائم ہوسکتی ہے کہ آپس میں میاں بیوی کا ایک دوسرے سے حُسنِ سلوک ہو اور یہی اخلاق اور تربیت بچوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں معاشرے کی جنت صرف شادی کے بعد ہی نہیں بنتی بلکہ اسکا تعلق ایک گزرے ہوئے زمانے سے بھی ہے کہ اس نے کیسی ماں پائی جس نے اسے اپنے قدموں تلے جنت دی یا جہنم کی طرف لے گئی۔

آج کے بچے اپنے گھروں میں جو ماحول دیکھ رہے ہیں کل کو ویسی ہی شادی شدہ زندگی اُن کی گذرے گی۔تو آپ بیویاں جو مائیں بھی ہیں صرف اپنی ذمہ دار نہیں بلکہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی عائلی زندگیوں کی بھی ذمہ دار ہیں انکے مستقبل کی بھی ذمہ دار ہیں ہمیں دُعا کرنی چاہیے کہ جہاں ہم آج کی اچھی بیوی اور بہو بنیں وہاں کل کی اچھی ساس بھی بنیں۔

میرا یہ مضمون اُن مبارک ہستیوں کے ذکر کے بغیر نامکمل ہوگا جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں یعنی ہمارے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وہ اُمہات المومنین جو آپکی زندگی کی ساتھی تھیں۔آنحضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے حسنِ سلوک تو مثالی تھا آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی زندگی تو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

جہاں ایک طرف آپؐ حضرت خدیجہؓ سے اتنی محبت کرتے تھے اُنکے فوت ہونے کے سالوں بعد بھی ان کی محبت آپ ﷺ کے دل میں تھی اور دوسری طرف وہ آپؐ پر کتنی جان چھڑکتی تھیں کہ اپنا سارا مال آپؐ کو دے دیا اور آپؐ کی بعثت کے بعد نہ صرف پہلی گواہی دی بلکہ بعد میں سارا تنگی کا زمانہ آپؐ کی ساتھی بن کر گزارا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان کے درمیان خوشگوار تعلق کا ایک نہایت خوبصورت واقعہ بیان کرتی ہیں۔لکھتی ہیں:''ایک بار مجھے یاد ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس علیہ السلام سے کہا میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے آپکا غم نہ دکھائے اور مجھے پہلے اُٹھالے''۔یہ سُن کر حضرت علیہ السلام نے فرمایا''اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں''۔(تحریراتِ مبارکہ صفحہ نمبر ۷)

اِن الفاظ پر غور کریں اور اس محبت کا اندازہ کریں جو اُن دونوں میں آپس میں تھی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی گھرانے میں محبت کی وہ روح پھونک دے جو ہمیں مندرجہ بالا مبارک ہستیوں کی زندگیوں میں نظر آتی ہیں۔

حضرت امّاں جان کا ذکر خیر آیا ہے تو میں اُن نصائح کا ذکر کرنا کیسے بھول سکتی ہوں جو آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو انکی شادی کے وقت نصائح فرمائیں یہ نصائح ہر خوشگوار عائلی زندگی کے لئے سنہری اصول ہیں جو کہ درج ذیل ہیں!

۱۔اپنے شوہر سے پوشیدہ، یا وہ کام جس کوان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

۲۔اگر کوئی کام انکی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

۳۔کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا۔تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو معلوم ہو کہ اس وقت حق پر نہیں ہیں جب بھی نہ بولنا۔غصّہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا سمجھا دینا۔غصّہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی اگر غصے میں کچھ کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہے۔

۴۔انکے عزیزوں کو،عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمھارا بھلا کرے گا''۔

(سیرت حضرت اماں جان حصّہ دوم صفحہ ۱۶۷۔۱۶۸)

کتنی خوبصورت باتیں ہیں ہر کامیاب شادی کے لئے یہ نصائح سنہری اصول ہیں اگر ہم ان پر خود بھی عمل کریں اور اپنی بچیوں کے کانوں میں بھی یہ باتیں ڈالتے رہیں تو تمام گھر جنت نظیر بن جائیں۔اس سلسلے میں ایک اور اہم بات کہ ہمیں اپنی بچیوں کو بچپن سے ہی اس دعا کی عادت ڈالنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میرا نیک نصیب کرے یا اچھا نصیب کردے۔ (آمین)

یہ دعا خاکسار کو میری پیاری امی جان نے اُس وقت سے کرنی سکھائی تھی جب مجھے اس کا مفہوم بھی پتہ نہیں تھا مگر امی جان کے کہنے پر نصیب والی دعا کرنے کی عادت پڑ گئی تھی اور میں سمجھتی ہوں کہ آج جو میں پُرسکون اور مطمئن عائلی زندگی گزار رہی ہوں یہ محض خدا کا فضل اور میرے والدین کی دعائیں اور اُس نیک نصیب والی دعا کی بدولت ہے۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی سیرت وسوانح پڑھنے کا موقع ملا تو اِس میں بھی آپ نے بچیوں کو بچپن سے یہ دعا کرنی سکھائی کہ اللہ میاں میرا نصیب اچھا کردے اسی طرح اس کتاب میں ایک اور نصیحت جو خاکسار کے دل میں اُتر گئی وہ یہ ہے کہ:۔''حضرت اماں جان کو انکی امی جان اور انکو انکی والدہ نے ہمیشہ یہ نصیحت کی کہ شادی کے بعد پہلے بیوی،میاں کی لونڈی بنتی ہے تو پھر میاں بیوی کا غلام بنتا ہے۔حضرت اماں جان نے یہ نصیحت میری والدہ کو کی اور میری والدہ نے اپنی بیٹیوں کو کی اور یہ سلسلہ چل رہا ہے۔(کتنی حکمت اور عقل کی بات ہے کہ بیوی،پہلے میاں کی فرمانبردار اور مطیع بنے گی تو میاں کا دل جیتے گی،پھر میاں بیوی سے محبت اور پیار کرے گا'')۔(سیرت وسوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ ۲۵۳،۲۵۴)دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان خوبصورت نصائح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی عائلی زندگیوں کو بہتر بنانے کی کوشش میں لگے رہیں اور خدا کرے کہ ہم اپنے گھروں کو مثالی جنت بنائیں۔ (آمین)

شیخ سعدی شیرازیؒ کے اقوال

☆۔اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا نام باقی رہے تو اولاد کو اچھے اَخلاق سکھاؤ۔

☆۔موتی اگر کیچڑ میں بھی گر جائے تو قیمتی ہے،اور گرد اگر آسمان پر بھی چڑھ جائے تو بے قیمت ہے۔

☆۔اگر چڑیوں میں اِتحاد ہو جائے تو وہ شیر کی کھال اُتار سکتی ہیں۔

☆۔شیریں کلام اور نرم زبان انسان کے غصے کی آگ پر پانی کا سا اثر رکھتی ہے۔

☆۔عقلمند اُس وقت تک نہیں بولتا جب تک خاموشی نہیں ہو جاتی۔

☆۔اچھی عادات کی مالکہ،نیک اور پارسا عورت،اگر فقیر کے گھر میں بھی ہو تو اُسے بادشاہ بنا دیتی ہے۔

☆۔جاہلوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب اُن کی کوئی دلیل مقابل کے آگے نہیں چل سکتی تو جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔

☆۔نہ تو اس قدر سختی کر کہ لوگ تجھ سے تنگ آ جائیں اور نہ اس قدر نرمی کر کہ تجھ پر حملہ ہی کر دیں۔

☆۔جو شخص طاقت کے دنوں میں نیکی نہیں کرتا ضعف کے دنوں میں سختی اُٹھاتا ہے۔

☆۔یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی خوبصورت ہو نیک سیرت بھی ہوگا۔کام کی چیز اندر ہوتی ہے باہر نہیں۔

☆۔جو شخص بچپن میں اَدب کرنا نہیں سیکھتا۔بڑی عمر میں اُس سے بھلائی کی کوئی اُمید نہیں۔

☆۔دوسروں کے عیبوں کو طعنہ نہ کرو کیونکہ ہر شخص اپنا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے۔

☆۔عقلمند کبھی بھی بڑا کام ناتجربہ کار کو نہیں سونپتے۔اُس کی ہمت پر قُربان جو نیک کام اِخلاص سے کرتا ہے۔

☆۔حریص آدمی ساری دُنیا لے کر بھی بھُوکا ہے اور قانع ایک روٹی سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے۔

(مرسلہ شائلہ راشد۔گالوے)

شادی کے موقع پر ماں کی بیٹے کو چند نصائح

کلام
ارشاد عرشی ملک

مرے بیٹے ، مرے لختِ جگر آخر وہ دن آیا
مری آنکھوں کو جس کی چاہ نے برسوں ہے ترسایا
ہوا آخر مرے گھر پر خدا کے فضل کا سایہ
ترے سر پر سجا سہرا ، مرے گھر رونقیں لایا
تری دلہن کی ڈولی لاؤں گی یہ خواب تھا میرا
ابھی تُو گود میں تھا تب سے دل بیتاب تھا میرا
یہ بندھن روبرو اللہ کے عہد رفاقت ہے
یہ اک حکم خدا ہے، یہ رسول اللہ کی سنت ہے
بہت خوش بخت ہے وہ جس کی بیوی نیک سیرت ہے
اگر بیوی میں تقویٰ ہے تو نصف ایماں سلامت ہے
خدا کے نام کے خطبے سے جس رشتے کو تم جوڑو
اسے پھر گندے برتن کی طرح مت دفعتاً توڑو
رسول اللہ کے ہر قول کی تائید ہو پیارے
اور انکے ہر عمل کی لازماً تقلید ہو پیارے
محبت کے مراسم کی سدا تجدید ہو پیارے
تری چھٹی کا دن بیوی کے دل کی عید ہو پیارے
نبی جی ﷺ بیویوں سے بولتے ہنستے صلاح لیتے
ضرورت انکو گر ہوتی تو اچھا مشورہ دیتے
جو آٹا گوندھتی بیوی تو وہ پانی تھے لا دیتے
جو وہ چولہا جلاتی تھی تو پھر لکڑی بڑھا دیتے
کوئی کپڑا پھٹا ہوتا تو ٹانکا بھی لگا دیتے
کبھی بیوی کو اپنے ہاتھ سے لقمہ کھلا دیتے
اگر وہ اونٹ پر چڑھتی تو پھر گھٹنا بڑھاتے تھے
اگر وہ لڑکھڑا جاتی سہارے سے اٹھاتے تھے
یہی انداز مہدی کا یہی کردار تھا گھر میں
وہ سب کے واسطے اک شجرِ سایہ دار تھا گھر میں
محبت تھی بہت بیوی سے اور ایثار تھا گھر میں
اسی باعث تو ہر پل سایہ انوار تھا گھر میں
عمل کر کے طریقِ مصطفیٰ ﷺ ہم کو دکھلایا
گھروں کو پرسکوں رکھنے کا اس نے راز سمجھایا
بہت نادان ہے بیوی کو جو باندی سمجھتا ہے
کسی پر بھی اسے غصہ ہو بیوی کو جھڑکتا ہے
بہانے ڈھونڈ کر ہر روز وہ بیوی سے لڑتا ہے
اٹھا کر ہاتھ پھر اس پر وہ رستم خان بنتا ہے
جو بھولے سے نمک سالن میں عرشی تیز ہو جائے
تو وہ ظالم ہلاکو خان اور چنگیز ہو جائے
تیرے اخلاق اور کردار کا ہے امتحاں بیوی
گواہی دے روزِ حشر تیری بے زباں بیوی
گریباں سے تجھے پکڑے گی کل یہ ناتواں بیوی
کرے گی سامنے اللہ کے آہ و فغاں بیوی
سو ڈر اس وقت سے جب کچھ نہ تیری پیش جائے گی
نہ کوئی معذرت نہ کوئی حجت کام آئے گی
کوئی خامی ہو گر اس میں تو پھر بھی حوصلہ رکھنا
ملامت اس کو مت کرنا نہ ہونٹوں پر گلا رکھنا
اثر اخلاص میں ہوتا ہے سو صدق و صفا رکھنا
نصیحت پیار سے کرنا نہ لہجہ چڑچڑا رکھنا
بہت خودغرض ہیں وہ مرد جو ہر پل اکڑتے ہیں
جو بیوی کو ہمیشہ پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں
اسے دل کے قریں رکھنا نہ اپنے سے جدا کرنا
محبت سے دل اسکا جیتنا دائم وفا کرنا
اگر میکے کبھی جائے نہ ہرگز دل برا کرنا
کبھی طعنہ نہ دینا ظرف کو اپنے بڑا کرنا
کہ اس نے باپ ماں بھائی بہن چھوڑے تری خاطر
محبت میں تیری رشتے نئے جوڑے تیری خاطر
ہے اس کی تربیت لازم اگر دیں سے ہے بیگانہ
زباں سے علم پڑھانا عمل سے دین سکھلانا
اگر پردے سے ہو باغی، ذرا حکمت سے سمجھانا
مدد قرآن کی لینا اسے آیات دکھلانا
کرے تحقیر جو بیوی کی وہ بے درد ہے پیارے
جو عورت کے مقابل آئے وہ نامرد ہے پیارے
اگر تقویٰ ہے تجھ میں بات میں تیری اثر ہوگا
جو تو حق پر نہیں قائم تو گھر زیر و زبر ہوگا
ترا قول و عمل ہرگز نہ حرفِ معتبر ہوگا
خدا کے سامنے تو درحقیقت اک صفر ہوگا
لباس اس کا ہے تُو اور وہ ترا ملبوس ہے بیٹے
تو عزت اس کی ہے اور وہ ترا ناموس ہے بیٹے
بڑا دل تجھ کو کرنا ہے، بڑے پن سے نبھانا ہے
شریکِ زندگی روٹھے تو چاہت سے منانا ہے
زرا سا رعب رکھنا ہے، زیادہ ناز اٹھانا ہے
یونہی قوام ہونے کا تجھے قرضہ چکانا ہے
یہ فرمان خداوندی ہے تو نگران ہے گھر کا
تو گھر کی چاردیواری ہے سائبان ہے گھر کا
ترا گھر کیا ہے اک چھوٹی سی پیاری سی ریاست ہے
نظام اسکا چلانے کو بھی دانائی کی حاجت ہے
جو اول چیز ہے ہر پل دعا کرنے کی عادت ہے
ہے پھر ترک شکائت اور محبت کی سیاست ہے
رفاقت کے گھنے سائے ہوں، گھر جنت بنے تیرا
تُو سکھ دے اور سکھ پائے یہی اک خواب ہے میرا
میاں بیوی کے جھگڑوں کے یہ قصے گو پُرانے ہیں
مگر زد میں انہیں جھگڑوں کی اب کافی گھرانے ہیں
زباں پر تیر ہیں طعنوں کے گو یا تازیانے ہیں
خدایا رحم کر بجلی کی زد میں آشیانے ہیں
دلوں میں بغض و کینہ ہے زبانیں وار کرتی ہیں
گھڑی بھر میں گھروندے پیار کے مسمار کرتی ہیں
گھروندا ریت کا ہو جس طرح گھر کی یہ حالت ہے
بکھرنے کے لئے اس کو فقط دھکے کی حاجت ہے
نہ وسعت ہے دلوں میں اور نہ معافی کی عادت ہے
نہ رغبت دین و ایماں سے نہ کچھ شرم جماعت ہے
جہاں بھی تو رہے پیش نظر یہ ضابطہ رکھنا
سدا مسجد سے گھر والوں کا پختہ رابطہ رکھنا
ادھر تہذیب مغرب کا گھروں پر وار ہے کاری
لگی ہے سب کو مثل چھوت من مانی کی بیماری
سکھائی میڈیا نے مرد و زن کو ایسی ہشیاری
پُرانے دور کا فیشن ہے اب رسم وفاداری
یہی دجال کا فتنہ ہے استغفار لازم ہے
دُعائے نیم شب کا ہاتھ میں ہتھیار لازم ہے

عَلَيكَ بِذَاتِ الدِّين

رشتوں کے انتخاب سے متعلق آنحضرت ﷺ کا ایک تاکیدی ارشاد

فی زمانہ رشتہ ناطہ کے مسائل بہت الجھ چکے ہیں اور بسا اوقات شادی بیاہ کے نتیجہ میں لڑکوں اور لڑکیوں یا ان کے والدین کی زندگیاں بجائے امن وسکون سے معمور ہونے کے دکھوں اور تلخیوں سے زہر آلود ہو جاتی ہیں۔ اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ لڑکے اور لڑکی اور ان کے والدین رشتوں کے انتخاب سے متعلق قرآن مجید کی ہدایات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ گھروں کو جنت بنانے کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی ہدایات کی مکمل اطاعت کی جائے۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطبہ نکاح کا متن ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جس میں والدین اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بہت سے سبق موجود ہیں۔

تشہد تعوذ اور آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: ’’دنیا میں نکاح بھی ہوتے ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ لوگ بیمار بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ ایک گھر کے کونہ میں ایک لاش دفنانے کی منتظر پڑی ہوتی ہے تو دیوار کی دوسری جانب ایک دلہن سرخ جوڑا پہنے اپنے رخصتانہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ پھر یہی چیز کچھ دنوں کے بعد بدل جاتی ہے۔ وہ گھر جس میں گانے کی آوازیں آ رہی تھیں وہ کسی نئی مصیبت کی وجہ سے چیخ وپکار کا مرجع بن جاتا ہے۔ اور وہ گھر جس میں رونے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں وہاں کسی شادی کی وجہ سے گانا بجانا ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک وقت میں ایک انسان اس دنیا سے جدا ہو رہا ہوتا ہے اور اس کی اولاد اس کے رشتے دار اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ کون ساری عمر کسی آدمی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر سکتا ہے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد ہی وہی آدمی بوڑھے ہو جاتے ہیں اور اگلی نسلیں ان سے ویسا ہی سلوک کرنے لگ جاتی ہیں۔ ان دنوں شاید ان کو خیال آتا ہوگا کہ اگر ہم اپنے ماں باپ سے یہ سلوک نہ کرتے تو ہماری اولادیں بھی ہم سے یہ سلوک نہ کرتیں مگر یہ سلسلہ چلتا اور چلتا چلا جاتا ہے۔

بائبل میں بہت سی غلط باتیں ہیں اس میں بعض نکتے بھی ہیں۔ انہی میں سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ تیرے بیٹے کو غیر گھر کی ایک عورت آ کر اپنا لے گی اور تیری طرف سے اس کے دل کو بالکل پھرا لے گی۔ کسطرح یہ نظارے روزانہ ہر گھر میں نظر آتے ہیں کس طرح وہ بچہ جو ماں کی چھاتیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا، جس کی غذا ماں کی چھاتیوں کے دودھ سے تیار ہوتی تھی اس کا دودھ ماں نے کس مصیبت سے چھڑایا۔ کس طرح وہ راتوں کو چیختا بلبلاتا اور شور مچاتا تھا اور کس طرح اس کا تمام سکھ اور آرام ماں میں ہی مرکوز ہوتا تھا۔ کس طرح کونین لگا لگا کر، نوشادر لگا لگا کر، اور کیا بلائیں لگا لگا کر اس نے اپنے پستانوں کو اس کے لئے مکروہ بنایا اور کن کن مصیبتوں سے اس کا دودھ چھڑایا۔ پھر جب وہ روٹی کھانے لگ گیا تو اس وقت بھی وہ ہر وقت اپنی ماں کا دامن پکڑے رہتا تھا اور ایک منٹ کے لئے بھی اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ وہ شادی کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہی بچہ کو بچپن میں اپنی ماں کی گود سے نہیں اترتا تھا، جو اس کے پستانوں سے دودھ پیتا تھا اور جس کا دودھ چھڑایا گیا تو وہ سارا دن ریں ریں کرتا رہتا تھا۔ ذرا اس کی ماں آنکھوں سے اوجھل ہوئی تو وہ اماں اماں کہہ کر چیخیں مارنے لگ جاتا۔

شادی کے بعد اس کی اپنے ماں باپ کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی۔ مگر اس کے بیوی اور بچے ہی اس کی خوشیوں کا مرکز بن جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی اس کو نصیحت کرتا ہے کہ دیکھو اپنے ماں باپ کی خدمت کرنی چاہئے تو اگر وہ شریف ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے بھی خیال ہے مگر گھر کے اخراجات سے کچھ بچتا ہی نہیں۔ آخر میری بیوی ہے، بچے ہیں اور میرے ذمہ ان سب کے اخراجات ہیں۔ میں ان اخراجات کو پہلے پورا کروں تو پھر کسی اور کی خدمت کروں۔ گویا جن کی گودوں میں وہ پلا تھا ان کو اب اپنے گھر سے باہر سمجھنے لگ جاتا ہے اور وہ غیر شریف ہوتا ہے تو سات صلوٰتیں سنا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر دوں؟ خدا نے مجھے اپنے فضل سے جوانی کے ایام سے ہی ایسے مقام پر رکھا کہ میرے سامنے کسی کو ایسے الفاظ کہنے کی جرّأت نہیں ہوتی مگر پھر بھی بعض لوگوں کے فقرے مجھے پہنچ جاتے ہیں اور مجھے ان کے سننے کا اتفاق ہو جاتا ہے۔

چنانچہ میرے پاس بیان کیا گیا کہ ایک دفعہ ایک نوجوان کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اپنے

ماں باپ کی خدمت کیا کرے تو اس نے بڑے جوش سے کہا۔'' کیا میں اپنے ماں باپ کے لئے بچوں کو فاقے ماردوں''۔ اسے یہ فقرہ کہتے ہوئے ذرا بھی خیال نہ آیا کہ انہوں نے فاقے کر کر کے ہی اسے پالا تھا۔ تو شادی جہاں اپنے ساتھ بڑی برکتیں لاتی ہے وہاں بڑے بڑے ابتلا بھی لاتی ہے اور انسان کی آزمائش درحقیقت اس کی شادی کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔

پس جہاں شادی انسان کے لئے ایک جنت پیدا کرتی ہے وہاں یہ پہلی بنی ہوئی جنت سے انسان کو محروم بھی کر دیتی ہے۔ مجھے ہمیشہ ہی حیرت آتی ہے کہ لوگ اور طرف منہ کر کے قربانی کر دیتے ہیں اور اخلاقی طور پر مجرم سمجھے جاتے ہیں حالانکہ اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ دوسروں کے لئے قربانی کر رہے ہیں۔ اگر یہ قربانی آگے کی طرف کرنے کی بجائے لوگ پیچھے کی طرف منہ کر کے کرتے تو پھر بھی دنیا اسی طرح رہتی مگر وہ اخلاقی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ سمجھی جاتی۔

اگر باپ بجائے اس کے بچوں کی طرف توجہ کرتا اپنے ماں باپ کی طرف توجہ کرتا تو اس کے بچے اس کی طرف توجہ کرتے۔ اور دنیا پھر بھی چلتی چلی جاتی مگر اخلاقی ذمہ داریاں پوری ہو جاتیں۔ اب تو ایسی ہی بات ہے جیسے گاڑی کے پیچھے بیل جوت لیا جائے۔ آج دنیا نے بے شک ترقی کا یہ ایک ذریعہ قرار دیا ہے کہ ہر باپ اپنے بچوں کی طرف توجہ کرے لیکن اگر ہر شخص اپنے ماں باپ کی طرف منہ کرتا تو دنیا اسی طرح چلتی رہتی۔ صرف یہ ہوتا کہ لوگ اخلاقی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جاتے اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اس حدیث کے اور بھی معنے ہیں لیکن ایک یہ بھی کہ انسان اس طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو دنیا فتنہ وفساد دور ہو جائے ۔۔۔ بہرحال شادی کے ساتھ انسانی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں بے شک اس کا آرام بھی بڑھتا ہے اس کی راحت بھی بڑھتی ہے لیکن اگر وہ اپنی پچھلی ذمہ داریوں کو ترک کر دے تو بسا اوقات اسے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ حالانکہ انسان اگر غور کرے تو وہ اپنے شرف کو پچھلے لوگوں سے ہی حاصل کرتا ہے۔ بے شک۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص گو ادنیٰ اخلاق کا آدمی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی اولاد کی وجہ سے اسے عزت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اکثر اسے عزت اس وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ وہ اچھے خاندان میں سے ہوتا ہے۔ کہتا کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں، ایسے ماں باپ کا بیٹا ہوں۔ مگر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اس کی عزت تو اپنے ماں باپ سے وابستہ ہوتی ہے مگر وہ ان کی خدمت نہیں کرتا اور نہ ان سے حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آتا ہے۔ انہی نقائص کو دور کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ نے ہدایت دی ہے کہ:: عَلَيكَ بِذَاتِ الدّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ۔ تم دیندار عورت لاؤ وہ تمہاری ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں تمہاری مددگار رہوگی۔ تم غور کر کے دیکھ لو جہاں کوئی دین دار عورت آئے گی وہ ایسے رنگ میں کام کرے گی جو دین کو فائدہ پہنچانے والا ہوگا۔ اور دین کسی خاص چیز کا نام نہیں۔ دین نماز کا نام ہے؛ دین روزے کا نام ہے۔ دین حج کا، دین زکوٰۃ کا نام ہے، محنت کا نام ہے، دین روحانیت کا نام ہے، غرض دین ہزاروں چیزوں کا نام ہے۔

ایک پیشہ ور جو اپنے پیشہ میں محنت سے کام کرتا ہے وہ دیندار ہے۔ ایک نوکر جو اپنی نوکری میں محنت سے کام لیتا ہے وہ دیندار ہے۔ ایک مزدور جو محنت سے مزدوری کرتا ہے دیندار ہے۔ ایک زمیندار جو اچھی طرح ہل چلاتا ہے دیندار ہے۔ غرض دینداری ایک وسیع چیز کا نام ہے۔ پس عَلَيكَ بِذَاتِ الدّينِ کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والی ہو اور خاوند کو اس کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مدد دینے والی ہو۔ جب یہ چیز پیدا ہو جائے تو لازمی طور پر فتنہ وفساد مٹ جاتا ہے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص صرف اپنا حق مانگتا ہے لیکن دین دار دوسرے کو اس کا حق دلاتا ہے۔ جیسے میں نے ا بھی یہ کہا ہے کہ اگر بچوں کی خدمت کی بجائے انسان ماں باپ کی خدمت کرے تو اس کے بچے اس کی خدمت کرنے لگ جائیں گے اور اپنا حق لینے کی بجائے دوسروں کو اس کا حق دیں گے۔ اسی طرح اگر انسان دوسروں کو ان کے حقوق دلوائے اور اپنے حق پر اصرار نہ کرے تو حقوق پھر بھی ملتے ہیں۔ مگر امن کے قیام میں بہت مدد ملے گی۔

اگر خاوند بیوی سے کہے کہ میرے ماں باپ کی خدمت کرو اور بیوی خاوند سے کہے کہ تم میرے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو تو اگر تو وہ دونوں خاندان شریف ہیں تو بیوی خاوند کے ماں باپ کی خدمت کرے گی اور خاوند بیوی کے ماں باپ کی خدمت کرے گا۔ لیکن اگر اس کی بجائے بیوی خاوند کو توجہ دلائے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کرو۔ اور خاوند بیوی کو توجہ دلائے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو، تو بات پھر بھی وہی ہوگی مگر فرق یہ ہوگا کہ درمیان میں ذاتی غرض جاتی رہے گی اور یہ توجہ دلانا نیکی بن جائے گا۔ کیونکہ یہ اپنے حق کا مطالبہ نہیں ہوگا بلکہ ایک نیکی کی راہ پر دوسرے کو چلانا ہوگا۔ گو اس طرح دوسروں کے حقوق دلوانے کی کوشش کریں تو ان کے اپنے حق بھی انہیں مل جایں اور دنیا میں بھی امن قائم ہو جائے۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص نیکی کی تحریک کرتا ہے اسے دو ثواب ملتے ہیں۔ایک نیکی کی تحریک کا اور ایک اس نیکی کا جو دوسرا شخص اس کی تحریک پر کرے۔پس دوسروں کے حقوق دلواؤ تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔

اگر ایک عورت یہ کہے کہ میرے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو اور خاوند کہے کہ میرے ماں باپ کی خدمت کرو تو اس میں خودغرضی پائی جائیگی۔لیکن اگر خاوند عورت سے کہے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو اور عورت خاوند سے کہے کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو تو اس کے نتیجہ میں بھی دونوں کے والدین کی خدمت ہوتی رہے گی لیکن اس کے ساتھ ہی دونوں کا فعل نیکی اور تقوی قرار دیا جائے گا۔

تو رسول کریم ﷺ نے عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (ترمذی ابواب النکاح) فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے۔دین کے معنے فرض اور واجبات کے ہوتے ہیں اور عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ کے معنی یہ ہیں کہ تم اُس عورت کو لاؤ جو اپنے واجبات اور فرائض کو سمجھنے والی ہو۔اسی طرح عورت کے لئے ایسا خاوند تلاش کرو جو اپنے فرائض اور واجبات کو سمجھنے والا ہو۔جب دونوں اپنے اپنے فرائض اور واجبات کو سمجھیں گے تو لازماً دنیا میں امن قائم ہوگا۔اور جب دونوں اپنے اپنے فرائض سمجھیں گے تو وہ ثواب میں بھی شریک ہونگے جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین گھر وہ ہے جس میں تہجد کے وقت اگر بیوی کی آنکھ نہیں کھلتی تو خاوند پانی کا چھینٹا اس کے منہ پر مارتا ہے اور اگر خاوند کی آنکھ نہیں کھلتی تو بیوی اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارتی ہے۔(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التحریض علی قیام اللیل فصل الثانی)

یہ گویا ایک دوسرے کے فرائض کو یاد دلانے کی رسول کریم ﷺ نے ایک مثال دی ہے اور بتایا ہے کہ مرد اور عورت کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔پس شادی کرتے وقت ہر انسان کو اس ذمہ داری کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اس پر عائد ہوتی ہے۔اس خیال سے شادی نہیں کرنی چاہئے کہ ایک ایسی عورت آئے جو میری خدمت کرے۔بلکہ اس نیت اور اس ارادہ سے شادی کرنی چاہئے کہ ایک ایسی عورت آئے جو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے مجھے اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائے اور ہم دونوں مل کر ان فرائض اور واجبات کو ادا کریں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عائد کئے گئے ہیں۔اگر اس رنگ میں شادیاں کی جائیں تو لازماً فساد مٹ جائے گا۔خاوند بیوی کے رشتہ داروں سے کبھی بدسلوکی نہیں کرے گا اور بیوی خاوند کے رشتہ داروں سے کبھی بدسلوکی نہیں کرے گی بلکہ وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہونگے۔یہی ذریعہ ہے جو دنیا میں امن قائم کرسکتا ہے۔

جب تک لڑکی کے رشتے دار اس خیال میں رہیں گے کہ لڑکا اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرے بلکہ ہماری کرے اور جب تک لڑکے کے رشتہ دار اس خیال میں رہیں گے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرے بلکہ ہماری کرے اس وقت تک دنیا کبھی سُکھ نہیں پا سکتی۔جس طرح ہاتھ کے دکھنے سے سر کو آرام نصیب نہیں ہوسکتا اسی طرح بیوی کو دکھ سے خاوند کو سکھ نصیب نہیں ہوگا۔خاوند کے دکھ سے بیوی کو سکھ نہیں ہوگا اور ان دونوں کے دکھ سے ان کے رشتہ داروں کو سکھ نصیب نہیں ہوگا لیکن اگر اس ذمہ داری کو سمجھ لیا جائے اور لوگ اس طرف توجہ کریں تو دنیا کا اس میں فائدہ ہوگا۔

مگر لوگوں کی مثال بعض دفعہ اس بیوقوف کی سی ہو جاتی ہے کہ وہ دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے اس سے کہا میاں دھوپ میں کیوں بیٹھے ہو، سائے میں آ جاؤ تو وہ کہنے لگا اگر میں سائے میں آجاوں تو تم مجھے کیا دو گے؟ یہ وہ بھی دکھ اٹھاتا ہے اور تکلیف سہتا ہے مگر اس سایہ کے نیچے نہیں آتا جو رسول کریم ﷺ نے تیار کیا ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں عَلَيْكَ بِذَاتِ الدین مناسب یہی ہے کہ تم ایسی عورت لاؤ جو اپنے فرائض و واجبات کو سمجھنے والی ہو۔اسی طرح لڑکی کے لئے ایسا خاوند تلاش کرنا چاہئے جو اپنے فرائض و واجبات کو سمجھنے والا ہو۔اگر اس امر کو مدِنظر نہیں رکھو گے اور چاہو گے کہ لڑکی ایسی ہو جو صرف تمہاری خدمت کرنے والی ہو یا لڑکا ایسا ہو جو صرف تمہاری خدمت کرنے والا ہو تو تم دکھ پاؤ گے کیونکہ جو شخص دوسرں کے حقوق غصب کرتا ہے وہ صرف دوستوں کو ہی نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے لئے بھی ظلم کا بیج بوتا ہے۔حقوق کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے لڑکے بعض دفعہ پندرہ بیس اینٹیں ایک لائن میں کھڑی کر دیتے ہیں اور جب اس کو دھکا دیتے ہیں تو سب اینٹیں ٹھک ٹھک کرتے ہوئے گر جاتی ہیں۔جب کوئی شخص کسی کا حق غصب کر لیتا ہے تو وہ اپنے عمل سے دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرتا ہے کہ وہ بھی اس کے حقوق کو غصب کر لیں۔

اس طرح رفتہ رفتہ اس کے ارد گرد ایک دائرہ بن جاتا ہے جس میں کسی کا حق مارنا گناہ خیال نہیں کیا جاتا اور اس کا نقصان خود اس کو بھی ہوتا ہے۔لیکن اگر اسے دوسروں کے حقوق کے اتلاف کا خیال نہ ہو بلکہ وہ بجائے اس خیال کے کہ میں ایسی بیوی لاؤں جو میری خدمت کرے یہ ارادہ کرے کہ میں عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ کے ارشاد کے مطابق ایسی بیوی لاؤں جو اپنے فرائض اور واجبات کو ادا کرنے والی اور عورت ہو۔یہ خیال نہ کرے کہ اس کا خاوند ایسا ہو جو صرف اس کی

خدمت کرے بلکہ وہ ان فرائض اور واجبات کو ادا کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔تو چونکہ ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ رشتہ دار کے لئے یا سوسائٹی کے لئے یا مذاہب کے لئے کس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔اس لئے ہر شخص دوسرے کے لئے قربانی کرنے والا ہوگا۔ذاتی آرام اور ذاتی نفع کا خیال کسی کے دل میں نہیں آئے گا۔پس یہ ایک ایسا راحت اور آرام کا ذریعہ ہے کہ ہم چاہیں تو اس سے کام لے کر اپنے اردگرد جنت بنا سکتے ہیں اور درحقیقت جب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے تو آپ کا اسی طرف اشارہ تھا کہ تم اپنے بچوں کی فکر کرکے جنت حاصل نہیں کر سکتے بلکہ اپنی ماں اور اپنے باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل کر سکتے ہو۔تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو تا کہ جب تم بوڑھے ہو جاؤ تو تمہاری اولاد تمہاری خدمت کرے۔جب تک تمہارا رخ اگلی طرف رہے گا تمہیں دکھ ہی دکھ ہوگا۔لیکن اگر پیچھے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ تو تمہارے بچے تمہاری خدمت کریں گے اور دنیا کا دوزخ جنت سے بدل جائے گا۔

خطبات محمود جلد سوم (مطبوعہ:الفضل انٹرنیشنل ۱۷ ستمبر ۱۹۹۹ء ۲۳ ستمبر ۱۹۹۹ء)

عورتوں سے حسن سلوک

بہترین نعمت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔مراد یہ کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھے سلوک کا معیار تمہارا خود تراشیدہ قانون نہ ہوگا بلکہ اس معاملہ میں میرے نمونہ کو دیکھا جائے گا۔کیونکہ خدا کی دی ہوئی توفیق میں سے اپنے اہل وعیال کے ساتھ سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہوں۔

بیوی کا حق

حضرت معاویہ بن جیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آحضرت ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے رسول بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جو تو کھاتا ہے اس کو کھلا، جو تو پہنتا ہے اس کو پہنا، اس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اس کو بد صورت بنا (اس کی کسی غلطی کی وجہ سے سبق سکھانے کے لئے) اگر تجھے اس سے الگ رہنا پڑے تو گھر میں ہی ایسا کر (یعنی اسے گھر سے نہ نکال)۔

دل دُکھانا بڑا گناہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں۔اور جب والدین انکو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو یہ خیال کیا کرو کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرو ھنَ بَالمعروف کے حکم سے کرسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔اس کے بعد میں دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

بزدل مرد

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں،''میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔آحضرت ﷺ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ﷺ ایسے خلیق تھے''۔(ملفوظات جلد ۴ ۔۴۴)

قطع تعلق کرنے والا

''جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا تعلق پکا ہے''۔(ملفوظات جلد ۳،۳۴۵)

میری جماعت میں سے نہیں ہے

''جو شخص **اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی** اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔(کشتی نوح)

آخر میں دعا ہے کہ خدا کرے ہم ان ساری تعلیمات پر پوری طرح عمل کرنے والے ہوں (آمین)۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12 نومبر 1999 تا 18 نومبر 1999)

مرسلہ شاہدہ خان۔ Athlone

شادی کے مواقع پر بزرگانِ سلسلہ کے اپنی دختران کے نام نصائح سے بھرپور چند خطوط قارئین کے افادہ کے لئے شاملِ اشاعت ہیں۔

رخصتی سے پہلے اہم نصائح

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ نے اپنے صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کوشادی کے وقت ذیل کی نصائح فرمائیں۔

☆اپنے شوہر سے پوشیدہ، یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔

☆اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

☆کبھی ان کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو معلوم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔غصہ تھم جانے پر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

☆ان کے عزیزوں کو۔عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔کسی کی بُرائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی بُرائی کرے۔تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا۔اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا کرے گا۔

(سیرت وسوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مرتبہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صفحہ ۱۰۹)

رخصتانہ پر نصائح

<u>حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے ایک مکتوب میں سے</u>

اپنی صاحبزادی محترمہ آمنہ طیبہ بیگم مرحومہ (بیگم صاحبہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب) کی تقریب رخصتانہ پر نصائح سے پُر ایک خط تحریر فرمایا تھا۔(ازروزنامہ الفضل ربوہ ۲۷ نومبر ۱۹۹۳ء)

میری پیاری بچی طیبہ! خدا تمہارا حافظ وناصر ہو!

اب تم ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہو۔اللہ کرے کہ یہ دور پہلے دور سے زیادہ مبارک ہو۔لیکن جب انسان زندگی کے ایک دور کو چھوڑ کر دوسرے میں داخل ہوتا ہے تو اس میں اسکو ئی قسم کی دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ابتداء کی معمولی سی لغزش اکثر اوقات ساری عمر کی پشیمانی کا موجب ہو جاتی ہے۔اسلئے نئے دور میں قدم رکھتے ہوئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔اب تمھارا بہت سے آدمیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔جن کی طبیعت سے تم مانوس نہیں ہو۔بعض بزرگوں کے لئے اپنے خیالات اور جذبات کو قربان کرنا ہوگا اور بعض افراد کے لئے اپنی طبیعت کو مجبور کرکے پیار ومحبت کے جذبات پیدا کرنے ہونگے تاکہ نئے ماحول کے قالب میں تم اپنے آپکو ڈھال سکو۔بہر حال یہ ایک بڑا امتحان ہے۔یہاں تم ان لوگوں میں تھیں جو تم کو اپنے آرام وآسائش پر مقدم رکھتے تھے۔اب تم ان لوگوں میں جارہی ہو جن کا تم کو بھی خیال رکھنا پڑے گا۔

سب سے پہلے تم کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانا چاہئے اس نئے دور میں کامیاب رہنے کے لئے اس سے استقامت طلب کی جائے اس کا یقینی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر مشکل کے وقت وہ تمھاری رہنمائی کے لئے آن پہنچے گا اور اپنی تائید اور نصرت کے ساتھ تمہارا حامی و مددگار ہوگا۔اس کے بعد تم حتی الامکان وہ طرز اختیار کرنے کی کوشش کرو۔جس سے سب کو اپنا گرویدہ کرلو اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور محبت کے ساتھ پیش آؤ۔کسی کی ریس نہ کرو۔رشتہ داروں کے دکھ درد میں شریک رہو۔تاکہ تمہارا دکھ درد اپنا دکھ محسوس کریں۔

سچی خیر خواہی انجام کار دشمن کو بھی اپنا بنا دیتی ہے۔اور یہاں تو تم اپنے عزیزوں میں جارہی ہو۔لیکن اس امر کا خیال ضرور رہے کہ اس قدر اپنے آپکو نہ مٹالو کہ دوسرے تمھاری ہستی کو ہی نہ محسوس کریں۔انسان کو اپنی عزت نفس کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔جو اپنی عزت خود نہیں کرتا دوسرے بھی اس کی عزت نہیں کرتے۔اس لئے تسلیم اور رضا میں خودداری کا پہلو ضرور شامل ہونا چاہئے کہ نکما اور بیکار آدمی دوسروں کی نظر میں بالکل گر جاتا ہے اس لئے کام کرنا اور خدمت کرنا اپنا شیوہ بنالو۔اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالو۔

انسان کی حالت دنیا میں ایک طرح نہیں رہتی۔تنگی ترشی دونوں پہلو لگے ہوئے ہیں تنگی میں صبر کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑو۔بغیر کسی قسم کی گھبراہٹ کے اللہ کی نصرت صبر شکر کے ساتھ طلب کرتی رہو اور ایسی حالت میں اپنے میاں کے لئے امن اور سکینت کا فرشتہ بنی رہو۔اپنے مطالبات سے اسکو تنگ نہ کرو۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل آجائے۔لیکن ایسی حالت میں ایسی قناعت نہیں چاہئے کہ دونوں بیکار ہو کر بیٹھے رہو۔خود بھی اور میاں کو بھی خدا کے آگے جھکائے رکھو اور کام

کرنے اور محنت کرنے کی ترغیب ان کو دیتی رہو۔

فراخی میں کبھی غریبوں کی ضروریات کو نہ بھولو۔ اپنی ضروریات پر حتی الامکان ان کو مقدم رکھو۔ تم ایسے گھر میں جارہی ہو جس کا کام مخلوق اور غرباء کی خدمت کرنا ہے۔ اگر تم نے یہ اپنے ذمہ لے لی تو ہمیشہ مخدوم رہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے میں عزت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک عظیم الشان خسر دیا ہے اسکی خوشنودی اور خدمت کر کے دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے آگے تسلیم و رضا کے ساتھ جھکا رہنا چاہیئے۔ باوجود دعاؤں کے اگر وہ کوئی فیصلہ صادر فرمادے تو اسکو نہایت صبر و شکر سے قبول کرنا چاہیئے۔ اس نئے دور میں اکثر اوقات میاں بیوی اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جایا کرتے ہیں۔

تم کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر ایک محبت پر مقدم رکھو۔ اس نے جو فرائض تم پر عائد کئے ہوئے ہیں ان کو ہمیشہ مقدم رکھو۔ اپنی زندگی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے گزارو۔ تم دیکھو گی کہ وہ کلی طور پر تمہارا ہو جائے گا۔ جب وہ تمہارا ہو گیا تو پھر تم کو کس کی پرواہ۔ سب خود بخود تمہارے ہو جائیں گے۔ حضرت اماں جان ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ ان کی دعائیں اور محبت حاصل کرنے کی از حد کوشش کرو۔ یہ نہ پرواہ کرو کہ کسی وقت وہ کسی طرف توجہ ہونے کی وجہ سے متوجہ نہیں ہوتیں بلکہ اپنی خدمت سے محبت سے اُنکو اپنا بناؤ اور اُن کی دعائیں لو۔ اللہ نے چاہا تو یہ خدمت تمہاری از حد نیک نصیبی کا موجب ہوگی۔ ان کی خدمت کرنا تم کو اپنا شیوہ بنا لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہر نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ فقط خاکسار محمد عبداللہ خان

ایک عرب ماں کی اپنی بیٹی کو نصیحت

مرسلہ۔فرح دیبا۔ Portlaoise

مجلس انصاراللہ کینیڈا کے سہ ماہی ''نحن انصاراللہ'' جولائی تا ستمبر ۲۰۰۶ میں روزنامہ الفضل ربوہ کی ایک پُرانی اشاعت سے ایک دیہاتی عرب ماں امامہ بنت حارث کی اپنی بیٹی کو وہ نصائح درج کی گئی ہیں جو امامہ نے اپنی بیٹی کے رخصتی کے موقع پر اُسے کیں۔

''اے میری پیاری بیٹی! اگر کسی صاحب علم و فضل کو نصیحت کرنے کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تو یقیناً تیرے فضل و ادب کی بناء پر میں تجھے نصیحت ہرگز نہ کرتی۔ لیکن نصیحت کرنا ایک عقلمند انسان کی یاددہانی کا موجب ہوتا ہے۔

اگر کسی دوشیزہ کے ماں باپ کی خوشحالی اور اُن کا اپنی بیٹی سے انتہائی پیار تقاضا کرتا ہے کہ اُسے شادی کرنے کی ضرورت نہیں تو یقیناً سب لوگوں سے بڑھ کر تجھے شادی کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔ لیکن عورتوں کو مردوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور مردوں کو عورتوں کے لیے۔

اے میری پیاری بیٹی! تو اس ماحول سے جُدا ہو رہی ہے جس میں تو پیدا ہوئی اور جس گھونسلے میں تو پروان چڑھی۔ اسے پیچھے چھوڑ کر تو ایک ایسے گھونسلے کی طرف جارہی ہو جس سے تو نا آشنا ہے اور ایک ایسے ساتھی کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مانوس نہیں۔ وہ تیرا مالک بن کر تیرا نگران اور سرتاج بن گیا ہے۔ پس تو اُس کی لونڈی بن جا تو وہ تمہارا غلام بن جائے گا۔

اے میری پیاری بیٹی! تو مجھ سے چند نصیحتیں پلّے باندھ لے۔ یہ تیرے لیے قیمتی اندوختہ اور باعثِ شرف ہوں گی۔

۱۔ خاوند کا ساتھ ہمیشہ قناعت سے دینا۔

۲۔ خوش دلی سے اُس کی بات سننا اور اُس کا کہا ماننا ہمیشہ تمہارا طرزِ عمل ہو۔

۳۔ اُس کی نگاہوں کی پسندیدگی کا خیال رکھنا۔

۴۔ اُس کی نفرت و کراہت کے مواقع کا بغور جائزہ لینا۔ تیری کسی بدصورتی پر اُس کی نگاہ نہ پڑے۔ اور جسم سے ہمیشہ وہ پاکیزہ خوشبو ہی سونگھے۔

۵۔ اُس کے کھانے کے اوقات کا خاص خیال رکھنا۔

۶۔ اُس کی نیند و آرام کے دوران ماحول پُرسکون رکھنا، کیونکہ بھوک کی گرمی انسان کو مشتعل کر دیتی ہے اور نیند کا لطف خراب کرنا ناپسندیدگی کا موجب ہوتا ہے۔

۷۔ اُس کے گھر اور مال کی حفاظت کرنا۔

۸۔ اُس کی ذات، اُس کے لواحقین، اُس کے بچوں کا خیال رکھنا، اور اُن کی طرف پوری توجہ دینا۔ کیونکہ مال کی حفاظت کرنا تیری بہترین عزت افزائی کا باعث ہوگا اور بچوں اور اُس کے متعلقین کی طرف توجہ دینا تیرے حسن انتظام و سلیقہ شعاری پر دلالت کرے گا۔

۹۔ اُس کا بھید یا راز ہرگز فاش نہ کرنا۔

۱۰۔ اُس کے حکم کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ اگر تو نے اس کا راز فاش کیا تو پھر تو اُس کی بے وفائی سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ، اسی طرح اگر تو نے اس کی نافرمانی کی تو تُو اُس کے سینے کو غصہ سے بھر دے گی۔

۱۱۔ اگر تُو اسے غمزدہ دیکھے تو اس کے سامنے خوشی کے اظہار سے احتراز کر، کیونکہ یہ

بات تیری کوتاہی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح جب وہ خوش ہو تو اُس کے سامنے افسردہ ہونے سے پرہیز کر۔ کیونکہ اس طرح تو اُس کی خوشی کو بے لطف بنا دے گی۔

۱۲۔ تو جتنا اس سے اتفاقِ رائے اور اس کے مزاج سے موافقت اختیار کرے گی اتنا ہی زیادہ تیرا وہ ساتھ دے گا۔ تُو جان لے کہ اپنی پسند اور ناپسند کو چھوڑ کر اُس کی مرضی کو اپنی مرضی پر اور اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے گی۔

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے خیر و برکت کو مقدر کر دے۔ (آمین)

قومی زبان سے محبت

ابتدائے دُنیا سے لے کر آج تک خدا تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے۔ وہ اپنی قوم سے اسی زبان میں مخاطب ہوتے رہے جو وہاں بولی جاتی تھی تاکہ وہ اس مرسل من اللہ کے پیغام کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس کی شہادت ہمیں قرآن کریم سے ملتی ہے۔ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراھیم:۵)

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان دیکر بھیجا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عرب میں مبعوث فرمایا۔ اور آپ ﷺ عربی بولتے تھے۔ جو کہ اُمّ الالسنۃ (یعنی تمام زبانوں کی ماں) ہے کیونکہ تمام زبانیں اسی سے بنی ہیں اسی طرح آپ پر قرآن کریم بھی عربی زبان میں ہی نازل کیا گیا تاکہ اس میں موجود احکامات بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اعرب قوم پر اپنی تمام تر حکمتوں کے ساتھ واضح ہو سکیں۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے الٰہی نشانات کے ساتھ مہدی آخر الزمان کو مبعوث کیا تو اس وقت برصغیر جو متحد تھا اس میں اردو بکثرت بولی جاتی تھی، جو آج بھی ہماری قومی زبان کہلاتی ہے۔ لہٰذا یہی مسیح موعود علیہ السلام کی زبان قرار پائی۔ ایک احمدی ہونے کے ناطے اردو ہماری زبان ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اسے باقاعدہ قواعد و ضوابط کے تحت بولنے والے ہوں تاکہ اسکا حقیقی معنوں میں حق ادا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ (میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اردو کو نئی زندگی دو اور ایک لباس پہنا دو۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں ہی گفتگو کیا کریں۔ پس میری نصیحت تو یہ ہے کہ تم اردو کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور تمہارا لب ولہجہ اردو دانوں کا سا ہو جائے۔

(روزنامہ الفضل ۶ ستمبر ۱۹۶۶)

پیارے قارئین! ان مندرجہ بالا ارشادات سے آپ پر اردو زبان کی اہمیت تو ضرور واضح ہو گئی ہو گی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اگر ایسے خطے میں رہائش پذیر ہوں جہاں کوئی اور زبان بولی جاتی ہے تو وہ بھی سیکھی اور بولی جائے تاکہ روزمرہ معاملات میں آسانی ہو مگر بطور احمدی ہونے کے ہمیں عربی اور اردو سے بھی واقفیت ہونی چاہئے تاکہ ہم قرآن کریم، احادیث اور روحانی خزائن کو سمجھ کر ان پر عمل کر سکیں۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہی چیزیں ہماری دنیا اور آخرت کو سنوار سکتی ہیں۔

اردو کا ذکر ہو رہا ہو اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اردو کلاس کا ذکر رہ جائے تو مضمون ادھورہ رہ جاتا ہے۔ ایم ٹی اے پر حضور انورؒ کا بیٹھ کر بچوں کے ساتھ اردو میں پیاری پیاری احادیث کا تذکرہ، دیگر دینی اور دنیاوی باتیں کرنا کسے اچھا نہیں لگتا، جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان پیاری باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے اردو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ جس کے لئے ہمیں باقاعدگی سے اردو کلاس میں شریک ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبان سے محبت عطا فرمائے تاکہ ہم ان تحریرات پر عمل کرنے والے بنیں، جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے قرآن اور حدیث کی روشنی میں رقم فرمائی ہیں۔ آمین

چاہتے ہو تو....

جانا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ مقدس مقامات کی زیارت کو جاؤ۔

لینا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ والدین کی دعائیں لو۔

دینا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ خدا کی راہ میں دو۔

رونا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ اپنے اعمال پر رو۔

بولنا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ شیریں زبان سے بولو۔

بیٹھنا چاہتے ہو تو۔۔۔۔۔ اچھی صحبت میں بیٹھو۔

خاوند کے حقوق

سمیرا ملک ۔ ڈبلن

جیسا کہ تمام قارئین کو معلوم ہے کہ اِس بار رسالہ کا موضوع عائلی زندگی پر مبنی ہے۔خاکسار اِس ضمن میں کچھ لکھنے کی جسارت کرتی ہے۔ کچھ لکھنے سے پہلے سوچا کہ عورت کے حقوق کے بارے میں لکھوں یا مرد کے حقوق پر، پھر خیال آیا کہ یہ خواتین کا میگزین ہے اس میں اپنی بہنوں کے لئے خاوند کے حقوق کا مضمون قلمبند کروں۔

سب سے پہلے میں اپنی پیاری کتاب قرآن مجید سے حوالہ دیتی ہوں کہ ایک عورت پر مرد کے کیا حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سورۃ النساء میں فرماتا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

ترجمہ:۔مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں پس نیک عورتیں فرمانبردار ہیں اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا اِس آیت میں فرد کو ایک فیملی، کنبہ یا خاندان کا سربراہ قرار دیا گیا ہے اور اس کو عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔اس فضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر خدا کے بعد کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے''

(ترمذی ابواب الرضاعۃ)

اسی طرح ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے روزے رکھے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور آپس کا کہا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔(طبرانی)

اِس حدیث میں مرد کے حقوق کی اہمیت کا اِس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مرد کے کتنے حقوق ہیں کہ نماز اور روزے کے ساتھ ایک عورت کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کا کہا گیا ہے۔اگر ہم دیکھیں نماز اور روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہیں اِن دو اہم ارکانِ اسلام کے ساتھ خاوند کی فرمانبرداری کو رکھا گیا ہے جو اس کی اہمیت کو اور واضح اور روشن کرتا ہے۔

اس لئے عورت پے لازم ہے کہ وہ قرآن اور احادیث میں مذکور ایک صالحہ، قانتہ اور مومنہ عورت کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے اپنے خاوند کی مکمل طور مطیع و فرمانبردار رہے۔

عقلمند بیوی اپنے خاوند کے راز سے جلد واقف ہو جاتی ہے۔اس کی باتوں اور اشاروں پے کام کرتی ہے اس ادب و احترام سے باہر نہیں ہوتی اس لئے جلد اپنے میاں کے دل میں گھر کر جاتی ہے کیونکہ اگر ایک بار راز و امانت میں خیانت ہو جائے تو اعتماد ٹوٹ جاتا ہے اور زندگی ناخوشگوار ہو جاتی ہے۔

آنحضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات آپ کی طبیعت کے خلاف کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتی تھیں آپؐ کے کاموں اور معاملات میں بے جا مداخلت نہ کرتی۔آپؐ کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔آپ کا ہر بڑی خوشی سے کرتیں آپؐ کا بستر بچھانے میں فخر محسوس کرتیں گویا آپؐ کو گھرداری کی فکروں سے آزاد کر کے رکھا تھا تا آپؐ یک سوئی سے عبادت کر سکیں اور دین کے کاموں میں مصروف رہ سکیں۔

تمام ازواجِ مطہرات کو آنحضور ﷺ سے مثالی محبت تھی ایک دفعہ آنحضور ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت صفیہؓ انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں:''کاش آپؐ کے بجائے میں بیمار ہوتی۔'' آنحضور ﷺ کی دوسری بیویوں نے اس اظہارِ محبت پر جب تعجب کیا تو آپؐ نے فرمایا''دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہے۔''

آنحضورﷺ کے رُوحانی فرزند سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیگمات آپ حسنِ معاشرت اور اہلِ خانہ سے عمدہ سلوک کا اکثر ذکر کرتیں ۔حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کی وفات پر حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نعش مبارک کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا:

''تو نبیوں کا چاند تھا تیرے ذریعے میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے اور خدا کلام کرتا تھا۔'' (سیرت حضرت مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی صفحہ ۴۰۲)

حضرت اماں جان کا یہ فقرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے اہلِ بیت سے حُسنِ سلوک کی عکاسی کرتا ہے۔حضرت اماں جان بھی حضورؑ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتیں۔کھانا بھی اکثر خود پکاتیں یا پھر سامنے بیٹھ کر خود تیار کرواتیں ۔آپ کے دوسرے کاموں میں آپ کا ہاتھ بٹاتیں جسے کوئی دوست اپنے دوست کا کام کررہا ہے۔غرض یہ جوڑا بے مثال تھا۔اور آپس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان نے حضرت اقدسؑ سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ کا غم نہ دکھاوے اور مجھے آپ سے پہلے اُٹھالے۔''

یہ سُن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً بولے کہ:''اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں''۔

(سیرت حضرت اماں صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود نے متعدد بار عورتوں کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی تلقین فرمائی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''عورت پر اپنے خاوند کی فرمانبرداری فرض ہے۔نبی کریمﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر عورت کو اس کا خاوند کہے کہ یہ ڈھیر اینٹوں کا اُٹھا کر وہاں رکھ دے اور جب وہ عورت اِس بڑے اینٹوں کے انبار کو دوسری جگہ رکھ دے تو پھر اُس کا خاوند اُس کو کہے کہ پھر اُس کو اصل جگہ رکھ دے تو اس عورت کو چاہیے کہ چوں چراں نہ کرے بلکہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے''۔ (ملفوظات جلد۵ صفحہ ۳۰)

اس طرح آپؑ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

''عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا اُن کو ہر بلا سے بچاوے گا اور اُن کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔اِس لئے ہمیں چاہیے کہ اگر ہمارے اندر یہ کمزوری ہے تو اِسے اولاد کے خاطر، اولاد پر احسان کرتے ہوئے الوداع کہیں اور اپنے گھروں کو جنت نظیر بنادیں اور آنحضورﷺ کے اِس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خاوندوں کی مجسم اطاعت بن جائیں کہ ''اگر میں کسی کو اللہ کے سِوا سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔

خاوند کے حقوق اور اُس کی اطاعت اور اُس سے وفا کے سلسلہ میں تمام تعلیم کا خلاصہ ان نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو چاہیے کہ:

۱۔خاوند کے آرام واحترام اور جذبات کا خیال رکھے۔

۲۔خاوند کی عزت کی حفاظت کرے۔

۳۔خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔

۴۔خاوند کے رشتہ داروں سے ایسا سلوک کرے کہ گویا اپنے رشتہ دار ہیں۔

۵۔خاوند کی اولاد کی تربیت اور نگہداشت کرے۔

۶۔خاوند کے سوا کسی پر بھی اپنی زینت ظاہر نہ کرے۔

۷۔خاوند کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کا خیال رکھے۔

۸۔خاوند کی صحت کا خیال رکھے۔

۹۔خاوند اگر گھریلو یا باہر کے معاملات میں مشورہ کرے تو خالص نیک نیتی سے مشورہ دے۔

۱۰۔خاوند سے ایسے تقاضے نہ کرے جو اُس کی طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہوں۔

۱۱۔ہر دُکھ سُکھ کی گھڑی میں خاوند کا ساتھ دے اور دلجمعی کا باعث ہو۔

۱۲۔ہر کام میں خاوند کے وقار کو ملحوظ رکھے۔

۱۳۔صلح و آتشی کا رویہ ہر حالت میں قائم رکھے۔

(اسلامی معاشرے میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض صفحہ ۳۰)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو اپنے گھروں کو سنوارنے اور اپنے شریکِ حیات کے حقوق پورے کرنے کی ہمت و توفیق دے۔خدا تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور اپنا خاص فضل فرمائے (آمین)

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے“

بیویوں کے حقوق سے متعلق آنحضرتﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان اور اس پر عمل کرنے کی تلقین، یتیم کے مال کی حفاظت کرو کیونکہ تم ان کے امین ہو اور اسے ان کی بہتری کے لئے استعمال کرنا چاہئے، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2009ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو باتوں کی طرف بطور خاص احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ بیویوں کے حقوق کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ان کے حقوق کی ادائیگی کے اعلیٰ ترین معیار کس طرح آپ ﷺ نے قائم فرمائے اور دوسری بات کہ اس اسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے ہر احمدی کو ان حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا کس قدر ضروری ہے۔

حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت واسع کے تسلسل میں بعض آیات کی روشنی میں ایسے مضامین بیان کئے جن کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی اور ہماری اخلاقی و روحانی حالتوں سے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے وسیع تر علم کی وجہ سے ہمارے ہر عمل کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ہمیں تلقین فرمائی گئی ہے۔ عائلی معاملات میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔ فرمایا کہ ہمیشہ مثبت باتوں کو سامنے رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرنا چاہئے اور موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے اگر ایک سے زیادہ شادیوں کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ شرائط بھی عائد فرمائی ہیں کہ اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ تم ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر صرف ایک بیوی ہی کافی ہے، یہ طریق قریب تر ہے کہ تم ناانصافی سے بچو۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔ تمہاری ضرورت اصل اہمیت نہیں رکھتی بلکہ معاشرے کا امن، سکون اور انصاف اصل چیز ہے اور انصاف میں ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی شامل ہے۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں مالی کشائش اور دوسرے حقوق کی ادائیگی میں بے انصافی تو نہیں ہو رہی۔

حضور انور نے طلاق اور خلع کے معاملات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اصلاح کی کوئی بھی صورت نہ ہو تو کالمعلقہ یعنی لٹکتا ہوا نہ چھوڑ دو، پھر اس کا حق دے کر احسن طریق پر اسے رخصت کرو۔ کالمعلقہ کی صورت میں بیوی کو بھی اختیار ہے کہ قاضی کے ذریعے خلع لے لے۔ فرمایا گو طلاق ناپسندیدہ عمل ہے لیکن جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اکٹھے رہنے کی تمام تر کوششیں ناکام ہو جائیں تو علیحدگی کی صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنی وسیع تر رحمتوں اور فضلوں سے مرد اور عورت دونوں کیلئے بہتر سامان پیدا فرما دے گا اور انہیں اپنی جناب سے غنی اور بے احتیاج کر دے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ رشتوں کے فیصلے جذبات میں آ کر نہیں کرنے چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد لیتے ہوئے دعا کر کے سوچ سمجھ کر رشتے جوڑنے چاہئیں اور جب ایسے رشتے جڑتے ہیں تو ان میں پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وسعتیں بھی پیدا کر دیتا ہے، انہیں غنی کر دیتا ہے، ان کے مال میں کشائش اور ان کے تعلقات میں بھی کشادگی پیدا کر دیتا ہے۔ عورتوں سے حسن سلوک کے ضمن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایک مرد شادی کے بعد ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے قبل رشتے کو قائم رکھنا نہیں چاہتا تو مقررہ حق مہر کا نصف ادا کرنا ہوگا اور اگر ایسی صورت ہو کہ ابھی حق مہر نہ بھی مقرر کیا ہو تو بھی حکم ہے کہ عورت کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے بطور احسان اسے کچھ نہ کچھ مالی فائدہ پہنچاؤ۔

حضور انور نے آخر پر ایک امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ سوائے احسن طریق کے اور یتیموں کا مال جن کے پاس آتا ہے وہ اس کے امین ہیں اس لئے اسے ان یتیموں کی بہتری کیلئے استعمال کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو انصاف اور پورے ماپ تول کے ساتھ ان کے مال انہیں لوٹا دو اور عدل سے کام لو اور اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو، یہ وہ امر ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو، پس ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی وسیع تر رحمت اور شفقت کی وجہ سے ایمان میں بڑھنے اور نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماں کی عظمت

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے

شمیفہ ظہیر۔ڈبلن

دنیا کے سب مذاہب میں عورت کا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر ملتا ہے اور اگر اس پہلو سے دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لیں تو حقیقت یہ ہے کہ جو عزت، مقام اور مرتبہ قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو عطا فرمایا اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتا۔ جب انسان یہ موازنہ کرتا ہے تو تعجب میں پڑ جاتا ہے کہ یہ تمام مذاہب جن میں عورت کا یا مثبت رنگ میں ذکر ملتا ہے تو بہت معمولی اور بے حیثیت یا منفی رنگ میں ذکر ملتا ہے۔ اسلام پر حملے کرنے میں یہ سب سے زیادہ تیزی دکھاتے ہیں اور شوخی دکھاتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام اور مرتبہ نہیں لیکن درحقیقت اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں عورت کو ہر رشتے اور ہر روپ میں بے انتہا تحفظ، احترام اور حقوق ادا کئے گئے ہیں اور ایسا انصاف فراہم کر دیا ہے جس کی کسی دوسرے مذہب میں مثال نہیں ملتی۔

اگر دیکھا جائے تو عورت کے باقی تمام رشتوں میں سے ماں ایک ایسا رشتہ ہے جو سب سے انمول ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تحفہ ہے۔ خاکسارہ نے ماں کی عظمت کو اسلامی نقطۂ نظر سے بیان کرنے کی حقیر سی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ماں کی عظمت کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ مشکل سے اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں اس کو رکھا اور مشکل ہی سے اس کو جنا اور یہ مشکلات دور دراز مدت تک رہتی ہیں کہ اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کے دودھ کا چھوٹنا تیس مہینہ میں جا کر تمام ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ایک نیک انسان اپنی پوری قوت کو پہنچتا ہے تو دعا کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ تو نے جو مجھ اور میرے ماں باپ پر احسانات کئے ہیں تیرے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے اس بات کی بھی توفیق دے کہ میں کوئی ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے پر یہ احسان بھی کر میری اولاد نیک بخت ہو اور میرے لئے خوشی کا موجب ہو''۔ (الاحقاف۔16)

(حضرت اقدس مسیح موعود از چشمہ معرفت صفحہ 200 حاشیہ)

آنحضرت ﷺ نے ماں کی خدمت کو بہت اہم قرار دیا اور وہ شان جو حضرت محمد ﷺ نے ایک چھوٹے سے پاکیزہ جملے میں عورت کو عطا کر دی ہے حضرت اقدس محمد ﷺ نے فرمایا:۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَلْاَقْدَامِ الْاُمَّھَات

ترجمہ: جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

تمہاری جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ اتنا خوبصورت فقرہ ہے اور عورت کے لئے اتنا عظیم اظہارِ تحسین ہے کہ جس کے متعلق یہ فقرہ کہا جائے بلاشبہ اس کو آسمان کی بلند ترین رفعتیں عطا ہو جاتی ہیں۔ کسی مرد سے متعلق نہیں فرمایا یا مردوں کے کسی گروہ سے متعلق نہیں فرمایا کہ ان کے پاؤں تلے ان کی اولادوں کی جنت ہے یا قوم کی جنت ہے۔ آپ ﷺ نے صرف عورت کو مخاطب کرتے ہوئے ایسا سرٹیفیکیٹ ایسا لقب عطا فرما دیا ایسا مقام عطا فرمایا اور ایسا مطمع نظر اس کو بخشا جس کی کوئی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطہ بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔'' (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 289)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ اس مضمون کے تعلق میں فرماتے ہیں۔

پہلے ماں باپ ہر دو کی طرف توجہ دلا کر پھر ماں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر شروع کر دیا کیونکہ عموماً لوگ باپ کی عزت تو کرتے ہیں مگر ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے۔ (حقائق الفرقان جلد3 صفحہ 366)

اب اگر اس مضمون کے دوسرے پہلو کی طرف نظر دوڑائیں یعنی تمہاری جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی ہدایت ہے لیکن اس کے اندر مثبت رنگ کے بھی اور منفی رنگ کے بھی بہت گہرے مضامین ہیں اس لئے یہ محض ایک خوشخبری ہی نہیں بلکہ انذار کا پہلو بھی رکھتی ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا عورتوں کے متعلق مردوں کو یا تمام قوم کو یہ نصیحت کرنا

تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے،ایک بہت ہی معارف کا سمندر ہے جو ایک چھوٹے سے فقرے کے کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح الموعودؓ اس مضمون کی تشریح فرماتے ہیں۔

یہ حدیث کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یہ بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر ماں اچھی تربیت کرے تو اچھی نسل پیدا ہوگی۔اور جو انعامات باپ حاصل کرے گا وہ دائمی ہو جائیں گے۔لیکن اگر ماں اچھی تربیت نہیں کرے گی تو باپ کے کمالات باپ ختم ہو جائیں گیا ور دنیا کو جناتِ عدن حاصل نہیں ہو گی۔غرض عورت کا جنت میں ہونا ضروری ہے نہ صرف اگلی جنت میں بلکہ دنیوی جنت میں بھی۔کیونکہ اس کے بغیر کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔

(خلافت راشدہ۔صفحہ 118)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی تصنیف حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’پس جب یہ کہا گیا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہی جنت ہے۔مراد یہ ہے کہ اگر جنت مل سکتی ہے اگلی نسلوں کو تو ایسی ماؤں سے مل سکتی ہے جو خود جنت نشان بن چکی ہوں خود جنت ان کے آثار میں ظاہر ہو چکی ہو۔ایسی ماؤں کی اولاد لازماً جنتی بنتی ہے پس میں نے مردوں کو اس مضمون پر مخاطب کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ خواتین کو اس مضمون پر مخاطب کروں کیونکہ میں روشنی تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے پاتا ہوں۔اپنی عقل سے کلام نہیں کرتا،جو قرآن سکھاتا ہے وہ کہتا ہوں جو حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں وہ میں آپ کے سامنے اپنے رنگ میں پیش کرتا ہوں۔پس میں نے اس راز کو قرآن اور احادیث کے مطالعہ سے پایا کہ حقیقتاً آئندہ قوموں کی تقدیر کا فیصلہ کرنا عورتوں کا کام ہے اور یہ فیصلہ انہیں آج کرنا پڑے گا ورنہ مستقبل لازماً تاریک رہے گا۔

آج احمدی خواتین کو اپنے سینوں کو خدا کی محبت سے روشن کرنا ہوگا ورنہ ان کے سینے وہ نور ان کے بچوں کو نہیں پلائیں گے جو ماؤں کے دودھ کے ساتھ پلایا جاتا ہیا ور ہمیشہ جزو بدن اور جزو روح بن جایا کرتا ہے۔‘‘ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

’’خدا کی محبت ایک فرضی چیز نہیں اس کے آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں۔پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں تو آثار ظاہر ہوتے ہیں۔جب بارش ہونے لگے اس وقت بھی آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں اچانک نہیں آجایا کرتی۔جب موسم تبدیل ہوتے ہیں تو اس وقت بھی آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں،وقت سے پہلے ہی آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔‘‘(حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ میں آگے چل کر حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں۔باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔ (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول)

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29 اگست تا 4 ستمبر 2003ء صفحہ 5)

اگر صحیح معنوں میں غور کیا جائے تو جس جنت کا آنحضرت ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے اس کے اصلی حقدار ہم تبھی ہو سکتے ہیں جب ہم اپنی اولادوں کی نیک رنگ میں تربیت کر سکیں اور اچھی تربیت اور دعائیں ہی ہمیں اس جنت کی ضمانت فراہم کر سکتے ہیں۔اور ایسی تربیت ہوگی تو ہی یہ نسلیں آگے چل کر اپنے والدین کی عظمت کو سمجھ سکیں گی اور خادمِ دین بن سکیں گی۔

☆☆☆☆☆

آنحضور ﷺ کی تربیت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔’’جس طرح فاطمہؓ بہترین مخلوق خدا ہے اسی طرح بہترین گھر والی ہے۔اگر چہ میرے گھر میں دیباج اور حریر یعنی ریشم تو نہیں لیکن فاطمہؓ کی چکی پر گردوغبار نہیں اور ہمارے بچھونے پر خاک اور دھول نہیں ہوتی اگر چہ اس کی ردا یعنی چادر میں پیوند ہوتے ہیں مگر میلی نہیں ہوتی ان تمام امور میں حضرت فاطمہؓ کے سگھڑ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔‘‘

(از حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔از صادقہ فضل شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور)

امنِ عالم گھروں کی تعمیر نو سے ہی ممکن ہے

خطاب حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۰ بر موقع جلسہ سالانہ مستورات جماعت احمدیہ برطانیہ بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت ۲ کی تلاوت فرمائی پھر حضور نے فرمایا:

آج کے اس خطاب کے لئے میں نے گھر کا عنوان منتخب کیا ہے۔ آج کے اس جدید دور میں دنیا کو امن کی تلاش ہے اور امن کی تلاش میں دنیا سرگرداں ہر اُس امکانی گوشے پر نگاہ رکھ رہی ہے جہاں سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں امن کے حصول کی کوئی توقع ہوسکتی ہے اور اُس راہ پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ اُمید رکھتے ہیں کہ اس راہ پر آگے بڑھنے سے ہمیں امن نصیب ہو جائے گا لیکن امن کے قریب ہونے کے بجائے دن بدن امن سے دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ امن کی تلاش میں وہ گلیوں میں بھی نکلتے ہیں، اور ملکوں میں بھی سرگرداں پھرتے ہیں لیکن وہ امن جو گھروں میں نصیب ہوسکتا ہے وہ دن بدن اُن کے گھروں کو ویران چھوڑتا چلا جا رہا ہے جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ کر اُڑ جائے اسی طرح امن گھروں کو چھوڑ کر رخصت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آج کے معاشرہ میں خواہ دنیا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو مشرق سے تعلق رکھتی ہو یا مغرب سے تعلق رکھتی ہو، شمال سے یا جنوب سے، سب سے اہم ضرورت گھروں کی تعمیرِ نو ہے۔

گھروں کی بربادی کی وجوہات:۔

جب ہم گھر کی بربادی کا نقشہ سوچتے ہیں اور خاندانوں کے ٹوٹنے کا تصوّر باندھتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں بالعموم مغربی معاشرے کا خیال اُبھرتا ہے اور مغربی معاشرے کی بعض برائیاں ہیں جن پر نظر پڑتی ہے اور سمجھتے ہیں کہ گھروں کے ٹوٹنے کی بڑی ذمہّ داری مغربی تہذیب پر ہے لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو مشرق بھی بہت بڑی حد تک ذمہّ دار ہے اور بہت سی ایسی معاشرتی خرابیاں مشرق میں بھی پائی جاتی ہیں جن کا مغرب میں کوئی وجود نہیں اور وہ گھروں کے توڑنے میں بہت ہی زیادہ خطرناک کردار ادا کر رہی ہیں۔ میں نے اس مضمون سے پہلے تقویٰ کی نظر سے صورت حال کا جائزہ لیا تو مجھے بعض ایسی باتیں دکھائی دیں جن کے نتیجے میں میں سمجھتا ہوں کہ بعض پہلوؤں سے مشرقی معاشرہ زیادہ خطرناک صورتِ حال پیدا کر رہا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے بھی گھروں کو توڑا ہے اور دن بدن توڑتی چلی جا رہی ہے اور اس کے نتیجے میں دن بدن معاشرہ زیادہ دکھوں میں مبتلا ہو رہا ہے، لیکن ان کے گھر توڑنے کا انداز نفرت پر مبنی نہیں بلکہ بے حسی اور عدم توجہ کے نتیجہ میں ہے اور ذاتی خود غرضیوں کے نتیجہ میں ہے۔

ذاتی خود غرضیاں تو دنیا میں ہر جگہ اسی قسم کا کردار ادا کیا کرتی ہیں لیکن ہمارے مشرق میں جو تہذیبی خرابیاں پائی جاتی ہیں، جو معاشرتی خرابیاں پائی جاتی ہیں وہ محض تعلقات کو توڑتی نہیں بلکہ محبت کے بجائے ان میں نفرت کے رشتے قائم کرتی ہیں اور خاندانوں کے درمیان شریکے کا جو لفظ آپ نے سُن رکھا ہے جو صدیوں سے ہماری تہذیب کا ورثہ ہے ویسا کوئی تصور آپ کو مغرب میں دکھائی نہیں دے گا اور یہ جو ہمارے ہاں شریکے کا تصور پایا جاتا ہے یہ بہت سی معاشرتی خرابیوں کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جب نصیحت کی جائے تو پہلے صورتِ حال کا جائزہ لے کر بیماری کا تجزیہ کیا جائے پھر دونوں فریق کو، جہاں جہاں کوئی نقص دکھائی دے، اس نقص کی طرف متوجہ کیا جائے اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کے نام پر نیک نصیحت کی جائے۔

مشرقی معاشرے کی خرابیوں کا تجزیہ:۔

جہاں تک مشرقی معاشرے کی خرابیوں کا تعلق ہے اس میں ہمارے رشتوں کا بظاہر مضبوط ہونا عملاً ان رشتوں میں دوری پیدا کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ مغرب میں چونکہ گھر الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک بڑے خاندان کے اکھٹے بسنے کا تصور نہیں ہے۔ یا اگر تھا تو تاریخ میں بہت پیچھے رہ گیا ہے لیکن ہمارے ہاں اکثر مشرقی ممالک میں خاندان زیادہ وسیع ہیں اور اُن کے باہمی روابط دیکھنے میں مضبوط ہیں اور بعض صورتوں میں ایک ہی گھر میں صرف بہو، بیٹا اور ساس اور داماد

وغیرہ یہ سارے اکٹھے نہیں رہتے بلکہ چچا، تایا اور دوسرے رشتہ دار بھی رہتے ہیں اور بعض بڑے خاندانوں میں ان کی تجارتوں کے باہمی حساب کتاب بھی نہیں کئے جاتے اور نہ صرف یہ کہ غیر احمدی معاشرہ میں بلکہ احمدی معاشرہ میں بھی ایسی خرابیاں دیکھنے میں آئی ہیں کہ باپ فوت ہوگیا یا ماں فوت ہوگئی اور جائیداد بانٹی نہیں گئی بلکہ یہ سمجھا گیا کہ ہمارے خاندان کو اکٹھا رکھنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے اور کوئی شخص اس بات پر زبان نہ کھولے کہ میری ماں یا میرے باپ کی جائیداد کا مجھے بھی حصّہ دو۔ بڑے بھائی یا خاندان میں اگر کوئی بڑا ہے تو اسکے سپرد معاملات رہے اور خاموشی سے لوگوں کے سینوں میں شکوے پلتے رہے اور دن بدن تکلیف بڑھتی رہی۔ یہ احساس بڑھتا رہا کہ جس کے ہاتھ میں انتظامات ہیں یا جس کے نام پر جائیداد ہے وہ بانسبت دوسروں کے زیادہ استفادہ کر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں پہلی نسل اس بات کو برداشت کر بھی جاتی ہے۔ لیکن آئندہ جو بچے پیدا ہو رہے ہیں اور جوان ہوتے ہیں اُن کے دل میں یہ بظاہر محبت کا رشتہ، محبت کے رشتہ کے بجائے نفرت کے جذبہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ نیت اگر ابتدا میں نیک بھی تھی تو چونکہ غلط اقدام تھا اس لئے وہ نیک نیت اچھا پھل نہیں دے سکی اور اچھا پھل نہیں دے سکتی۔

یہ ایک مثال ہے لیکن عملاً میرے سامنے ایسے بہت سے معاملات آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کی غلط روایات جو شریعت کے خلاف ہیں وہ یقیناً بدنتائج پر منتج ہوتی ہے اور اس سے معاشرے میں محبت بڑھنے کے بجائے نفرت پھیلتی ہے۔ پس وہی معاشرہ صحیح معاشرہ ہے جو آپ کو دنیا میں پیش کرنا ہے ۔ جو (دینِ حق...ناقل) کی تعلیم پر مبنی ہے اور اس معاشرہ کا کوئی رنگ نہیں ہے نہ وہ مشرق کا ہے نہ وہ مغرب کا، نہ وہ سفید ہے نہ وہ سیاہ۔ وہ نورانی معاشرہ ہے پس اس حد تک معاشرے کو آفاقی کرنا چاہیے اسکو تمام دنیا میں پھیلانا چاہیے اور تمام بنی نوع انسان کی قدرِ مشترک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے جس حد تک کسی معاشرے کے پہلو اسلام سے روشنی پا رہے ہیں اور اس کی بنیادیں اسلام میں پیوستہ ہیں مگر ہمارے ہاں یہ غلط تصور پایا جاتا ہے کہ مشرقی معاشرہ گویا اسلامی معاشرہ ہے اور یہ تصور غلط ہے۔ مشرقی معاشرہ کے بعض پہلو اسلامی ہیں اور ان ہیں تہذیب اور مذہب باہم ایک دوسرے کے ساتھ جذب ہو کر ایک ہی شکل اختیار کر گئے ہیں لیکن کثرت سے ایسے پہلو ہیں جو نہ صرف یہ کہ اسلامی نہیں بلکہ مذہبی اقدار کے معاند اور مخالف ہیں اور مذہبی اقدار سے ٹکرانے والے ہیں اور بُت پرست تہذیب کا ورثہ ہیں۔ اس لئے احمدی خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے رہن سہن اور طرزِ معاشرت کو (دینِ حق کے مطابق...ناقل) بنائیں خواہ وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہوں خواہ مغرب سے تعلق رکھتی ہوں۔

اب مشرقی معاشرے کا ذکر چل رہا ہے لیکن یہ تو بڑا مشکل کام ہے کہ سارے مشرقی معاشرے کا ذکر کیا جائے مگر میں اب جب مشرقی معاشرے کی بات کروں گا تو میری مراد یہ ہے کہ وہ احمدی خواتین جو مشرقی ممالک میں پیدا ہوئیں اور وہیں پلیں اُن کا معاشرہ ایک پہلو سے مشرقی معاشرہ ہے لیکن لازم نہیں کہ ہر پہلو سے وہ اسلامی معاشرہ بھی ہو۔ اس لئے اگر اُنہوں نے دُنیا کی معلّمہ بننے کی کوشش کرنا ہے ، اگر انہوں نے تمام بنی نوع انسان کی اس شدید ضرورت کو پورا کرنے میں کوئی کردار ادا کرنا ہے کہ آج بنی نوع انسان کو گھر کی ضرورت ہے تو اچھا گھر بنا کر پھر اس گھر کے نمونے پیش کریں۔

ماڈل اسلامی معاشرہ کی ضرورت:۔

آپ نے دُنیا میں دیکھا ہوگا کہ جدید انجینئرنگ کے اثر کے نتیجہ میں آج کل بڑی بڑی خوبصورت عمارتیں تعمیر ہوتی ہیں اور بعض عمارتیں ماڈل کے طور بنائی جاتی ہیں تاکہ وسیع پیمانے پر ویسے ہی اور گھر بنائے جائیں۔ وہ ماڈل کہاں ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو مجھے پریشان کر رہا ہے۔ کون سا ایسا ماڈل ہے جس ماڈل کو ہم بنی نوع انسان کے سامنے اسلامی معاشرہ کے طور پر پیش کر سکیں، اگر احمدی خواتین نے وہ ماڈل پیش نہ کیا تو وقت کے ایک اہم تقاضے کو پورا کرنے سے محروم رہ جائیں گی اور تمام بنی نوع انسان کو وہ اُمتِ واحدہ میں اکٹھا کرنے اور اُمّتِ واحدہ کی کڑیوں میں منسلک کرنے میں ناکام رہیں گی اس لئے اس ضرورت کو جو میں آج آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں بہت اہمیت دیں۔ یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اس لئے میں حتی المقدور کوشش کروں گا کہ نکات کی صورت میں آپ کے سامنے باتیں رکھوں۔

مشرقی معاشرے کی کچھ بنیادی خرابیاں:۔

ہمارے معاشرے میں (ہمارے سے مراد میرا نہیں بلکہ میں تو (دینِ حق...ناقل) معاشرے کا علمبردار ہوں اور اسی کی نمائندگی کرتا ہوں۔ چونکہ میں مشرق سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے عادتاً ''ہمارے'' کا لفظ زبان پر جاری ہو جاتا ہے تو مشرقی معاشرے) میں بہت ہی گہری خرابیاں پائی جاتی ہیں جو ہماری یعنی احمدیوں کی روزمرّہ کی زندگی پر بھی اثر انداز ہیں۔

رشتہ ناتہ میں مالی منفعت پر نظر:۔

رشتوں کے معاملات میں ابھی تک ہماری خواتین کی اس حد تک اصلاح نہیں ہوسکی

کہ وہ رشتے کرتے وقت اچھی لڑکی یا اچھے لڑکے کی دولت پر نظر رکھنے کے بجائے اچھی لڑکی یا اچھے لڑکے پر نظر رکھیں۔ یہ جو عادت ہے یہ ہم نے بالعموم مشرقی معاشرے سے ورثہ میں پائی ہے اور اس کی بنیادیں مشرکانہ معاشروں میں قائم اور نصب ہیں۔ ہندو معاشرے میں یہ رسمیں بہت زیادہ پائی جاتی تھیں کہ رشتہ کے وقت منفعتیں بھی حاصل کی جائیں۔ چنانچہ اس بدنصیبی کا ورثہ آج ہمارے ملک پاکستان میں جاری وساری ہے اور ہندوستان کے بسنے والے مسلمانوں نے بھی اس سے حصّہ پایا ہے جبکہ ہندو قوم اب اس سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور ہندو قوم میں نئی تحریکات چل رہی ہیں کہ ان نہایت خطرناک رجحانات کا قلع قمع کرنا چاہیے اور اگر قانون بنانے کی ضرورت بھی پیش آئے تو قانون بنا کر ان بد رسموں کا استیصال کرنا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں روزمرہ ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ بیٹے کی ماں اس خیال سے کہ بیٹا چونکہ برسرِ روزگار ہے اور تعلیم یافتہ ہے بہو کی تلاش میں نکلتی ہے اور بہو کے اخلاق پر نظر رکھنے کے بجائے اس کے گھر پر نظر ڈالتی ہے۔ یہ دیکھتی ہے کہ وہاں کس قسم کے صوفہ سیٹس ہیں۔ دنیاوی زندگی کی سہولتیں موجود ہیں کہ نہیں۔ کار ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو کیا بیٹی کو کار جہیز میں بھی دیں گے یا نہیں دیں گے اور دیگر جائیداد پر نظر ڈالتی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ماں اپنی بہو کی تلاش میں نہیں نکلی بلکہ انکم ٹیکس کا کوئی انسپکٹر کسی جائیداد کا جائزہ لینے کے لئے نکل کھڑا ہوا ہے۔

اس کے ایسے خوفناک نتائج پیدا ہوتے ہیں کہ اگر ایسی شادیاں ہو بھی جائیں تو ان کی تعمیر میں ان کی تخریب کے سامان ڈال دیئے جاتے ہیں اور ایسی شادیاں ایسی شاخ پر بنا کرتی ہیں جس شاخ نے قائم نہیں رہنا، اس نے لازماً کاٹا جانا ہے۔ زیوروں پر نگاہ ہوتی ہے۔ یہ توقع ہوتی ہے کہ کس حد تک کوئی بہو زیور مانگ کر یا پہن کر اپنا بنا کر گھر آئے گی۔ مانگنے کا لفظ تو میں نے زائد کر دیا ہے۔ جہاں تک ان کی توقع کا تعلق ہے وہ سمجھتی ہیں کہ چاہے بیٹی والا اپنی ساری جائیداد بیچ دے اپنی بیٹی کو بہت بہت سے زیور سے آراستہ کر کے ہمارے گھر بھیجے اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ ان بیٹیوں کی مائیں جو بطور بہو کسی گھر بھجوائی جاتی ہیں بعض دفعہ مانگ کر زیور دیتی ہیں اور کوشش کرتی ہیں کہ دوسرے دن خفیہ طور پر وہ زیور واپس منگوا لیا جائے تا کہ جس کی امانت ہے اُس کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ بعد میں جو جھگڑے ہوتے ہیں اُن میں یہ باتیں بھی سامنے آتی ہیں۔ کیسی لغو بات ہے لیکن بڑی سنجیدگی کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ ہم سے دھوکہ کیا گیا۔ بہو کو جو جھومر پہنایا گیا وہ مانگا ہوا تھا۔ جو کانٹا پہنایا گیا وہ مانگا ہوا تھا اور یا یہ کہ مانتی نہیں کہ مانگا ہوا تھا۔ کہتی ہیں کہ دیا تھا اور واپس لے گئیں۔ ایسا ظالمانہ معاشرہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں محبت بڑھنے کے بجائے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مائیں جو یہ ظالمانہ طریق اختیار کرتی ہیں وہ اپنے بیٹے کی خوشیوں میں کانٹے بو دیتی ہیں اور معاشرے میں ہمیشہ کے لئے زہر گھول دیتی ہیں اور یہ باتیں پھر رُکا نہیں کرتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ شکووں پر شکوے اور نہایت کمینی باتیں۔

بہو کی کمائی پر نظر:۔

پھر بعض مائیں ہیں جو ان باتوں کی پرواہ نہ کرتی ہوں لیکن بیٹی کی تعلیم پر بہت زور دیتی ہیں اور اسکے پسِ پردہ ایک بدنیت چھپی ہوتی ہے ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ایسی بیٹی گھر آئے جس کی تعلیم اس کے لئے روزی کمانے کا ذریعہ بن سکے چنانچہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ مل کر روزی کمائے اور جو کچھ کمائے وہ ہمارے سپرد کر دے۔ اب یہ نیت تو زیادہ دیر چھپی نہیں رہ سکتی۔ جب شادی ہو جاتی ہے تو ان بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اب تم نوکریاں تلاش کرو۔ منتیں کرو اور جو کچھ کمائی ہے وہ ہمارے قدموں میں ڈال دو۔

یہ تمام غیر اسلامی رسمیں ہیں اور یہ رسمیں مغرب میں مفقود ہیں۔ مغرب میں اگر گھر ٹوٹ رہے ہیں تو نفرت کی بناء پر نہیں ٹوٹ رہے وہاں گھر اس لئے ٹوٹتے ہیں کہ مادی لذتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور انفرادیت نمو پا رہی ہے یعنی وہ پہلے سے بڑھ کر نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے اور دنیا کی لذتوں کی راہ میں یہ انفرادیت اس طرح رشتوں کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے کہ اگر مغرب میں ایک شخص شادی کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ بیوی کی ماں، یا بیوی یہ پسند نہیں کرتی کہ خاوند کی ماں، ان کے گھروں پر کسی قسم کا بھی بوجھ بنیں۔ اس سے ان کی آزادی پر ان کی لذت یابی پر فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ آزادی کا جو یہ رجحان ہے یہ سب سے پہلے گھر کو توڑ کر محض میاں بیوی میں تبدیل کر دیتا ہے۔

باقی رشتہ داروں سے تعلق محض اس حد تک استوار رہتا ہے جس حد تک دنیا کی رسموں میں یا بعض تقریبوں کے موقعوں پر جس طرح دوستوں کو بلایا جاتا ہے ایسے موقعوں پر خاندان کے دوسرے افراد بھی حصّہ لے لیتے ہیں لیکن چونکہ تقاضے نہیں ہیں اس لئے مایوسیاں بھی نہیں ہیں۔ رفتہ رفتہ خود غرضی کے اس معاشرے نے یہ شکل اختیار کر لی کہ بوڑھی مائیں جو مدد کی محتاج ہیں وہ بھی بچاری تنہا پڑی ہوئی اپنی زندگی کے دن کاٹتی ہیں اور موت کا انتظار کرتی ہیں۔ بوڑھے باپ کو دیکھنے والا کوئی نہیں چنانچہ سارا معاشرہ اپنی اجتماعی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے Old Homes (بوڑھوں کے گھر)

بنتے ہیں۔ دیکھ بھال کے لئے دوسرے سامان فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ معاشرہ سوسائٹی پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیتا ہے کہ پھر مزید تقاضے پورے نہیں ہوسکتے اور ایک عدم اطمینان اور بے چینی کا معاشرہ پیدا ہوتا ہے جوان چیزوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور دن بدن سارا معاشرہ بے چین ہوتا چلا جاتا ہے۔ انگلستان میں آپ دیکھ لیجئے یہی صورت ہے مگر یاد رکھیں کہ ان بُرائیوں کے نتیجہ میں نفرتیں نہیں پیدا ہوتیں۔

دکھاوا:۔

ہمارا یعنی مشرقی معاشرہ مجھے کہنا چاہیے، مشرقی معاشرے کی خرابیاں نفرتیں پیدا کرتی ہیں اور اسی کا نام شریکہ ہے اور یہ خرابیاں اور بھی کئی قسم کی عادتوں کے نتیجہ میں بڑھتی چلی جاتی ہیں، مثلاً دکھاوا ہے۔ بیاہ شادی کے موقع پر لوگوں نے خواہ مخواہ کا ناک بنایا ہوا ہے اور ناک کے کٹنے کی بڑی فکر ہے۔ ہماری خواتین کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اگر بیاہ شادی کے موقع پر ریاکاری سے کام نہیں لیا گیا تو لوگوں کے سامنے ہمارا ناک کٹ جائے گا۔ بھئی ناک تو اس وقت کٹ گیا جب خدا کے سامنے کٹ گیا۔ باقی ناک رہا کہاں جس کو کاٹو گی؟ جب خدا کی ہدایت سے روگردانی کی، جب اسلامی تعلیم کی طرف پیٹھ پھیر دی تو مومن کا ناک تو وہیں کٹ جاتا ہے۔ باقی رہا ہی کچھ نہیں۔ پھر اس بات کی کیا فکر ہے کہ کیا رہتا ہے اور کیا نہیں رہتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دکھاوے نے بھی ہمارے معاشرے میں بہت ہی خوفناک اثرات مرتب کئے ہیں۔

بھو کو طعن و تشنیع:۔

یہ باتیں ابتدا ہیں لیکن اس ابتدا کے بعد اُن کے بداثرات کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی باقاعدہ کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی کسی بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے کسی سے کوئی کوتاہی ہوگئی، کوئی دکھاوا نہ ہوسکا، کھانے میں کوئی کمی آگئی یا یہاں تک کہ کھانے میں نمک ہی زیادہ پڑ گیا، کوئی معمولی سی بھی خرابی ہو تو یہاں شریکہ فوراً سر اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں جگہ یہ خرابی ہوئی تھی اور پھر وہ باتیں کبھی بھولتے ہی نہیں اور وہ بیچاری بیٹی جو کسی نے کسی کے گھر میں رخصت کی ہے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ میں دشمنوں کے گھر آ گئی ہوں۔ ہر موقع پہ اُس کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔ کبھی اُس نے کھانا پکایا اور خراب ہوگیا تو کہا ہاں! ہمیں پتہ ہے کہ کس ماں کی بیٹی ہو۔ وہیں سے آئی تھیں نہ جہاں تمہاری شادی کے وقت یہ واقعہ ہوا تھا۔ مہمانوں نے اُف، توبہ توبہ کی۔ کسی نے لقمہ نہیں اٹھایا۔ اُٹھایا جاتا ہی نہیں تھا۔ اِس قسم کی مبالغہ آمیز باتیں اور پھر طعن و تشنیع کے ذریعہ وہ اس بیچاری بچی کی زندگی اجیرن کر دیتی ہیں۔

ساس کا بھو سے حسد:۔

پھر یہ باتیں معاشرے کی بدیوں کی شکل میں اور گہری ہو جاتی ہیں جب ماں اپنی بھو سے Jealous (حاسد) ہو جاتی ہے یہ چیز یہاں یورپ کے معاشرہ میں تو کہیں دکھائی نہیں دیتی لیکن مشرقی معاشرے میں ہر جگہ موجود ہے۔ ایک بیٹا جو اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے جس کو بظاہر بڑے شوق سے اور بڑے چاؤ سے اس کی ماں نے بیاہ کر اپنے گھر میں بسایا تو اس وقت کے بعد سے وہ ماں اس کو اُجاڑنے پر تُل جاتی ہے۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیتی جس سے اس بچاری بیٹی کا گھر نہ اُجڑے چنانچہ بیٹے نے اس کی طرف کیا تو ماں کو غصّہ آ گیا اور وہ سمجھتی ہے کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ میں قابو رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ بھو کی بُرائیاں کھوج کھوج کر نکالی جائیں اور بیٹے کو بتائی جائیں اور اگر وہ خرابیاں نہ ہوں تو پھر بنالی جائیں۔ وہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بعض لوگ بڑی آسانی سے قصّے گھڑ لیتے ہیں اور پھر اگر کبھی اس نوبیاہتا نے، اگر وہ غریب گھر سے امیر گھر میں آئی ہے، اپنے بھائیوں سے کوئی حُسنِ سلوک کر دیا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے حالانکہ ایسی صورتوں میں ایسی عورتیں احتیاط کرتی ہیں اور اگر حسنِ سلوک کرتی ہیں تو اپنی کمائی سے کرتی ہیں مگر یہ ساسیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، خدا کرے آپ میں سے کوئی ایسی ساس نہ ہو، یہ بھی برداشت نہیں کرتیں کہ ایک تعلیم یافتہ لڑکی جو آ کر اپنے خاوند پر تمام بوجھ نہیں ڈالتی بلکہ خود کماتی ہے۔ کچھ اپنے گھر پر خرچ کرتی ہے کچھ اپنے غریب بہن بھائیوں کو دیتی ہے تو یہ چیز ان کی برداشت سے باہر ہوتی ہے اور وہ خاوند کے کان بھرنے شروع کر دیتی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ اس طرح ہم نے اپنے بیٹے کو جیت لیا ہے اور وہ ہمارا بن کر رہ رہا ہے۔ وہ ہمارا تو بنا ہے یا نہیں بنا اپنا نہ بن سکے گا کیونکہ اس بیٹے کی زندگی تو اجیرن ہو جائے گی جس کا گھر ہی نہیں بس سکا۔

رحمی رشتوں کی حفاظت ضروری ھے:۔

اس مشرقی معاشرے میں جہاں بظاہر خاندان بڑے ہیں اور ظاہری روابط زیادہ مضبوط ہیں۔ وہاں اندرونی طور پر ایک ایسا نظام چل رہا ہے جو اُن روابط کو کاٹتا ہے اور نفرتوں کی تعلیم دیتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے بارہا ہمیں رحمی رشتوں کی طرف متوجہ فرمایا اور وہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے وہ آنحضرت ﷺ ہر نکاح کے موقع پر پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی ہی سُنّت میں اب ہمیشہ ہر مسلمان کے نکاح میں جو تین آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں پہلی وہی ہے جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ

اے بنی نوع انسان! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔اس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے۔ایک ہی جان سے پیدا کرنے کے بہت سے مفاہم ہیں۔اس موقعہ سے تعلق رکھنے والا ایک مفہوم یہ ہے کہ تم میں سے کوئی برتری نہیں رکھتا اور ایک جان میں اکٹھے ہونے کا مضمون پایا جاتا ہے۔اس لئے معاشرہ جو ایک جان سے پیدا کیا گیا ہے اس کو ایک جان والا معاشرہ بنا رہنا چاہیئے۔وہ معاشرہ جو بٹ کر کئی جانوں مین تبدیل ہو جاتا ہے وہ اپنی اصل کو بھول جاتا ہے اور اس میں افتراق پیدا ہو جاتا ہے۔فرمایا ہم نے تمہیں کثرت بھی عطا کی۔کثرت سے مرد بھی پیدا کئے اور عورتیں بھی پیدا کیں لیکن اس لئے نہیں کہ تم باہم افتراق اختیار کرو۔ایک دوسرے سے دلوں کے لحاظ سے پھٹ جاؤ بلکہ اس لئے کہ تم تعلقات کو دوبارہ باندھو اور پھر ایک ہونے کی کوشش کرو۔یہ پیغام اس آیت کے آخر میں یوں دیا گیا کہ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

ہم نے تمہیں تمام دنیا میں پھیلا دیا اور ایک جان سے بے شمار جانیں پیدا کیں مگر اس لئے کہ نہیں کہ رشتے ٹوٹ جائیں بلکہ اس لئے کہ رشتے قائم ہوں اور بڑے احترام کے ساتھ قائم ہوں۔فرمایا جس خدا سے تم منتیں کر کے اپنی مرادیں مانگتے ہو یاد رکھنا کہ وہ خدا تمہیں تعلیم دے رہا ہے کہ اپنے رحمی رشتوں کی حفاظت کرنا اور ان کا خیال رکھنا۔ان دونوں باتوں کو اس طرح باندھ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت یا مرد دونوں میں سے جو بھی رحمی رشتوں کا لحاظ نہیں کرتا اور صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی اختیار کرتا ہے تو اُس کے لئے پیغام ہے کہ ”تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی“۔اس نکتہ کو سمجھنا بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بے شمار خطوط ایسے ہیں جو مجھے دُعا کے لئے ملتے ہیں ان میں ایسے بھی بہت سے خطوط ہوتے ہیں کہ ہماری دُعائیں پتہ نہیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔دُعائیں قبول نہ ہونے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں مگر ایک وجہ جو یہاں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے خاندانی تعلقات کو مضبوط بنانے کے بجائے ایسی حرکتیں کیں کی یہ تعلقات قطع ہو جائیں تو یاد رکھنا کہ تم خدا سے اپنا تعلق منقطع کر لو گی اور جس منتیں کر کر کے اپنی مرادیں مانگتی ہو وہ تمہاری مرادیں پوری نہیں کرے گا۔

یہ تفسیر میری نہیں حضرت اقدس محمد ﷺ کی تفسیر ہے۔آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ خدا کا نام رحمان اسی مادہ سے ہے جس مادہ سے ماں کا وہ عضو ”رحم“ کہلاتا ہے جس میں بچّہ پیدا ہوتا ہے۔فرمایا، رحم ماں کے Uterus کے لئے بھی نام رکھا گیا ہے اور رحم ہی خدا کے رحمان نام کی بنیاد ہے۔فرمایا، اگر تم رحمی رشتوں کو کاٹو گے تو خدا کے رحم سے بھی کاٹے جاؤ گے اور ایک کا دوسرے سے بڑا گہرا تعلق ہے پس جو رحمانیت سے کاٹا گیا وہ کہیں کا بھی نہ رہا اور ایسے معاشرے کا رحمانیت سے کاٹے جانے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اس معاشرے میں محبت نہیں پل سکتی اور نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔جو رحم سے کاٹا گیا وہ رحمانیت سے کاٹا گیا۔اس کا ایک مفہوم تو وہی ہے جو میں نے بیان کیا کہ پھر خدا کی طرف سے تمہاری دعاؤں کی کے باوجود رحم کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔دوسرا یہ کہ ایسا معاشرہ رحمت سے عاری ہو جاتا ہے اور اس میں نفرتیں پلنے لگتی ہیں۔

صرف قرآن اورسُنّت پر مبنی معاشرہ دُنیا کے سامنے پیش کریں:۔

دیکھنے میں بہت بڑی بڑی خرابیاں ہمیں مغربی معاشرے میں بھی دکھائی دیتی ہیں اور اُن کا ازالہ بھی ضروری ہے، ان کا تدارک بھی ضروری ہے لیکن چونکہ اکثر احمدی خواتین سرِدست مشرقی معاشرہ سے تعلق رکھنے والی ہیں اس لئے میں ان کو متوجہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے محض تنقید کی نظر سے مغربی معاشرے کو دیکھا اور ان کو اپنے معاشرہ کی طرف بُلایا تو وہ بھی جواباً تنقید کی نظر سے آپ کے معاشرے کو دیکھیں گی اور یہ حق رکھیں گی کہ کہیں کہ یہ معاشرہ ہمیں قبول نہیں ہے۔کیونکہ یہ معاشرہ تقویٰ پر مبنی نہیں اور اس کے نتیجے میں پھر Racialism (نسلی تعصّب) پیدا ہوگا۔اس کے نتیجہ میں جغرافیائی اور قومی تفریقات پیدا ہوں گی اور نفرتیں پیدا ہوں گی جو قوموں کو قوموں سے الگ کریں گی۔اس کا صرف مغرب سے تعلق نہیں مشرق سے بھی تعلق ہے۔

میں جب افریقہ کے دورہ پر گیا تو وہاں کئی جگہوں پر مجھ سے بعض افریقن خواتین نے بعض پاکستانی خواتین کی شکایت کی کہ ان کا یہ طرزِ زندگی ہے اور وہ ہم پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ یہ اسلامی طرزِ زندگی ہے اور ہم اس کی نمائندہ اور علمبردار ہیں آپ بتائیں کہ کیا یہ اسلامی طرزِ زندگی ہے اور اگر نہیں تو کیا احمدیت پاکستانیت دنیا پر ٹھونسنے کے لئے اور نافذ کرنے کے لئے پیدا کی گئی تھی۔بعض جگہ غلط فہمیاں تھیں۔بعض جگہ ان کی شکایت میں حقیقت تھی میں نے جب ان کے سامنے کھول کر بات بیان کی تو بڑی اچھی طرح سمجھ گئیں اور میں نے ان کے اوپر یہ بات خوب روشن کر دی کہ احمدیت اور پاکستانیت ایک چیز کے دو نام نہیں ہیں۔احمدیت (دینِ حق...ناقل) ہے اور احمدیت کی ہر ادا مبنی بر قرآن اور

مبنی بر سنت ہونی چاہیے۔پس وہ ادا جو مبنی بر قرآن ہے اور مبنی بر سنت ہے وہ احمدیت ہے اور جس عورت میں وہ ادا پائی جاتی ہے اس کا حق ہے کہ (دین حق...ناقل) کی نمائندگی میں تمہیں تعلیم دے کہ اس عادت کو اپنا لو یا رہن سہن کی اس رسم کو اپنا لو اور اسکے علاوہ جو باقی باتیں ہیں اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ آپ تک پہنچائے اور یہ دعویٰ کرے کہ گویا وہ (دین حق...ناقل) کی نمائندہ بن کر آپ کو یہ سلیقے سکھانے کے لئے آئی ہے۔

انفرادیت۔مغربی معاشرہ کی سب سے بڑی خرابی:۔

مغربی دُنیا کی خرابیوں میں سے بہت بڑی خرابی وہی انفرادیت ہے۔معاشرے میں خودغرضی پیدا ہو چکی ہے اور خودغرضی کو مزید تقویت دینے کے لئے دُنیا کی لذتیں اور جدید آلات جو یہ لذتیں پیدا کرنے میں مدد بنے ہوئے ہیں یہ ایک بہت ہی بھیانک کردار ادا کر رہے ہیں دن بدن معاشرہ اس لئے بکھر رہا ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں جدید تر ترقیات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے لذت یابی کے ذرائع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کروں اور اس راہ میں کوئی رشتہ حائل نہیں ہوتا۔بیٹا جو کماتا ہے وہ اپنے تک محدود رکھتا ہے۔شاذ ہی وہ اس سے اپنی غریب بہن کو حصّہ دے گا یا غریب ماں کو حصّہ دے گا یا غریب بھائی پر خرچ کرے گا۔

پس اس پہلو سے یہ معاشرہ انفرادیت کا معاشرہ بنتا چلا جاتا ہے۔کیونکہ ہر شخص کی اپنی ضرورتیں پوری نہیں ہو رہیں۔ضرورتیں پوری ہونے کا مضمون غربت سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔یہ قناعت سے تعلق رکھتا ہے یعنی اکثر صورتوں میں قناعت سے تعلق رکھتا ہے۔مغربی معاشرہ جتنا امیر ہوتا چلا جا رہا ہے اتنی ہی زیادہ اُن کی طلب بڑھتی جا رہی ہے اور ھَلْ مِنْ مَزِیْد کی آواز اُٹھ رہی ہے۔لذت یابی کے جو کچھ بھی سامان ان کو مہیا ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کی عادت پڑ جاتی ہے۔وہ بنیادی حق بن جاتا ہے۔اس سے آگے مزید کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔یہاں کے ٹیلی ویژن، یہاں کے ریڈیو اور یہاں کے دوسرے ذرائع ابلاغ اس شکل میں ایک فرضی جنت کو ان کے سامنے رکھتے ہیں جو دور سے جنت ہی دکھائی دیتی ہے اور ہر انسان اس کی طرف دوڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عملاً وہ جنت نہیں ہے وہ سمندر کے پانی کی طرح کی ایک جنت ہے جو پیاس بجھانے کے بجائے اُسے بھڑکاتی چلی جاتی ہے۔

حقیقی جنّت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے:۔

حقیقی جنت گھر کی تعمیر میں ہے۔حقیقی جنت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اس مضمون پر اس آیت میں روشنی ڈالی جو میں نے آپ کے سامنے رکھا اور آنحضرتﷺ نے کمال فراست اور کمال عارفانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اس آیت کو نکاح کے موقع کے لئے منتخب فرما لیا۔یہ فراست کے نتیجے میں بھی تھا، آپ کے عرفان کے نتیجے میں بھی تھا لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ گویا میرے علم میں کوئی ایسی حدیث نہیں آئی کہ آنحضورﷺ نے ایسا خدا تعالیٰ کی واضح وحی کے نتیجہ میں کیا مگر چونکہ آپ کا دستور یہ تھا کہ وحی کے سوا کوئی قدم نہیں اُٹھاتے تھے اس لئے مجھے کامل ایمان اور یقین ہے کہ فراست کے علاوہ اس کا وحی سے بھی تعلق تھا۔ضمناً آپ یہ کہہ سکتی ہیں کہ اگر فراست سے تعلق تھا تو پھر وحی سے کیسے ہوا اور اگر وحی سے تھا تو پھر فراست سے کیسے ہوا؟

اس سوال کا جواب قرآن نے خود دے دیا ہے۔قرآن کریم آنحضرت ﷺ کے نور کی مثال یا خدا کے نور کی مثال آپ کی شکل میں یوں پیش کرتا ہے کہ گویا آپ ایک ایسا شفاف تیل تھے جو از خود بھڑک اٹھنے پر تیار بیٹھا تھا۔اس کے اندر ایسی پاکیزہ صفات تھیں کہ اگر خدا کی وحی نازل نہ بھی ہوتی تو اس نے دُنیا کے لئے روشنی کے ہی سامان کرنے تھے۔اس پر خدا کی وحی کا نور نازل ہوا اور محمدﷺ نورٌ علیٰ نور بن گئے۔پس وحی کا فراست سے بھی گہرا تعلق ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مختلف انبیاء کی وحی کے مرتبہ میں فرق ہے اور اس کی صفائی اور روشنی میں فرق ہے ورنہ خدا تو وہی ہے جس نے ہر نبی کی طرف وحی بھیجی۔پس آنحضرتﷺ کو جو روشن تعلیمات نصیب ہوئیں ان تعلیمات میں یقیناً آپ کی خداداد فراست کا دخل تھا جس پر نورِ وحی نے نازل ہو کر اُسے نُورٌ علیٰ نور بنا دیا۔

مغربی معاشرہ میں گھروں کی بربادی کے خوفناک نتائج:۔

بیاہ شادی کے موقعہ پر اس آیت کا انتخاب غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور گھروں کی تعمیر میں یہ آیت ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں یاد کراتا ہے کہ تم ایک جان سے پیدا ہوئے تھے۔اگرچہ تعداد میں بڑھ رہے ہو اور پھیلتے چلے جا رہے ہو لیکن ہمیشہ ایک جان کی طرف لوٹنے کی کوشش کرتے چلے جانا اور یہ تبھی نصیب ہو گا اگر گھر کے تعلقات کو مضبوط کرو گے اور رحمی رشتوں کو استوار کرو گے۔اس میں حکمت کا ایک بہت بڑا اور گہرا راز ہے کہ قومی تعمیر اور قومی یکجہتی پیدا کرنا ممکن ہے جب تک گھروں کی تعمیر نہ ہو اور گھروں میں یکجہتی نہ ہو۔جس قوم کے گھر منتشر ہو جائیں وہ قوم اکٹھی نہیں رہ سکتی۔اس کے مفادات بکھر جاتے ہیں۔جس

قوم کے گھروں میں امن نہیں اس قوم کی گلیاں بھی ہمیشہ امن سے محروم رہیں گی۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جسے دنیا کی طاقت بدل نہیں سکتی۔ آپ ان ممالک کے جرائم کا جائزہ لے کر دیکھیں جن ممالک میں آج کل باوجود اقتصادی ترقی کے ،باوجود علمی ترقی کے نہایت خوفناک قسم کے جرائم نشوونما پارہے ہیں اور دن بدن زیادہ بھیانک ہوتے چلے جارہے ہیں تو آپ کو اس کی آخری وجہ یہی معلوم ہوگی کہ گھر ٹوٹنے کے نتیجہ میں یہ جرائم بڑھے ہیں۔

انگلستان میں آج کل ایک نہایت ہی دردناک جرم کے تذکرے ہورہے ہیں۔ ہر خبر میں اور ریڈیو، ٹیلی ویژن کی ہر Announcement (نشریہ) میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض بدبختوں نے گندی فلمیں بنانے کے لئے معصوم بچوں کو اغوا کیا اور جس قسم کی خوفناک فلمیں بنانا چاہتے تھے ان فلموں کے بنانے کے دوران تقریباً ۴۰ بچے موت کے گھاٹ اتار دیے۔ کیسا کیسا بھیانک ظلم ان پر کیا ہوگا اور ان کی چیخیں سننے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ ایسا دردناک واقعہ ہے کہ ساری قوم کا سر شرم سے جھک جاتا ہے بلکہ انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے لیکن دیکھ لیجئے۔ اس کی آخری وجہ یہی ہے کہ انفرادیت کی وجہ سے گھر ٹوٹ رہے ہیں اور لذت یابی کے شوق نے قوم کو پاگل کر دیا اور چونکہ گھروں میں دلچسپی نہیں رہی اس لئے ایسے گھروں میں پلنے والے نوجوان گلیوں میں نکلتے ہیں لیکن امن کی تلاش میں نہیں بلکہ لذت کی تلاش میں اور اپنی لذت کی خاطر وہ دوسروں کے امن برباد کرتے ہیں۔ یہ Drug Addiction (نشے کی لت) یا دیگر Pornography (فحش نگاری، فحش فلمیں) ہر قسم کی جتنی بھی خرابیاں ہیں ان کی آخر وجہ یہی ہے۔

پس اگرچہ گھر توڑنے میں نفرت نے دخل نہیں دیا یا نفرت نے کوئی کردار ادا نہیں کیا مگر گھر کے ٹوٹنے کے نتیجے میں نفرت ہوئی ہے اور عملاً آخر نفرت پر بات ٹوٹتی ہے ۔گھر ٹوٹنے کے نتیجے میں سارے معاشرہ میں بے اطمینانی اور بے اعتباری اور نفرت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور چونکہ لذت یابی کی تلاش باہر گلیوں میں ہوتی ہے اس لئے قطعاً کوئی احساس نہیں رہتا کہ کسی کو کیا تکلیف پہنچے گی، کسی کو کیا دکھ ہوگا۔ تھوڑا سا روپیہ حاصل کرنے کے لئے Mugging (زبردستی بھیک مانگنا) کرتے وقت بعض دفعہ ہاتھ بھی کاٹ دیئے جاتے ہیں۔

یہ ۱۹۷۸ کی بات ہے کہ جب میں امریکہ گیا تو اپنی بیوی اور دو بچیوں کو لے کر میں ہارلم دیکھنے گیا۔ مجھے وہاں جانے سے لوگوں نے بڑا ڈرایا۔ انہوں نے کہا وہاں جاتے ہو، وہ تو بہت ہی خطرناک جگہ ہے۔ پھر اوپر سے بیوی اور بیٹیوں نے برقع پہنا ہوا ہوگا تو پتہ نہیں کہ زندہ بچ کر آتے ہو کہ نہیں، میں نے کہا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ دن دہاڑے کیا ہوگا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک ایسی ہی ایک مشرقی خاتون اپنے ہاتھ میں سونے کا موٹا کڑا پہنے ہوئے جارہی تھی تو چونکہ اتنا وقت نہیں تھا کہ چھینا جھپٹی کر کے وہ کڑا اتارا جاسکے اس لئے ایک شخص نے تیز چاقو سے اس کی کلائی کاٹ دی اور کڑا زمین پہ گرا تو وہ اُسے لے کر بھاگ گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں یہ حالت ہے، یہ حالت صرف وہاں نہیں بلکہ ہر جگہ یہ حالت بنتی چلی جارہی ہے اور سقا کی بڑھ رہی ہے وجہ یہ ہے کہ گھروں میں امن نہیں۔ اگر کسی سوسائٹی میں گھروں میں محبت موجود ہو، گھروں میں پیار ہو، صرف میاں بیوی کے تعلقات یا مرد وعورت کے تعلقات ہی لذت کا ذریعہ نہ ہوں بلکہ بہن بھائی کے تعلقات کو تقویت دی جائے، ماں بیٹے کے تعلقات کو تقویت ، باپ بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے اور رشتے داروں کے دیگر تعلقات کو بھی جو قرآنِ کریم کی اس آیت میں سب شامل ہیں۔ (رحمی رشتوں میں میاں کے رحمی رشتے بھی آجاتے ہیں اور بیوی کے رحمی رشتے بھی آجاتے ہیں اور ایک وسیع خاندان بن جاتا ہے۔ اس پہلو سے اگر گھروں کی تعمیر کی جائے تو گھر کے اندر ہی انسان کو ایسی لذت محسوس ہوتی ہے کہ بہت سے ایسے بچے جو ایسے خوش نصیب گھروں میں پلتے ہیں ان کو قطعاً کوئی شوق نہیں ہوتا کہ سکول سے آکر یا کام سے آکر دوبارہ جلدی سے باہر نکلیں یا Pubs (شراب خانوں) کا رُخ اختیار کریں یا دوسری گندی سوسائٹیوں میں جو آج کل انسان کو وقتی طور پر لذت دینے کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں جا کر اپنے وقت کو ضائع کرے۔ یہی وہ معاشرہ ہے جو دراصل بعد میں شراب کو تقویت دیتا ہے، جوئے کو تقویت دیتا ہے۔ ہر قسم کی برائیاں اس معاشرے میں پنپتی ہیں اور نتیجۃً گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

گھروں کی تعمیر نو صرف حضرت محمد ﷺ کی تعلیم سے ہی ممکن ہے:۔

پس گھر آج مغرب میں بھی ٹوٹ رہے ہیں اور مغرب میں بھی ٹوٹ رہے ہیں اور گھروں کو بنانے والا صرف ایک ہے اور وہ ہمارے آقا و مولا محمد ﷺ ہیں۔ آپ ہی کی تعلیم ہے جو مشرق کو بھی سدھار سکتی ہے اور مغرب کو بھی سدھار سکتی ہے اور آج کی دنیا میں امن کی ضمانت ناممکن ہے جب تک گھروں کے سکون اور گھروں کے اطمینان اور گھروں کے اندرونی امن کی ضمانت نہ دی جائے۔

پس گھروں کی اس تعمیرِ نو کی فکر کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ میں سے اکثر احمدی خواتین چونکہ مشرقی معاشرے سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے آپ اپنی

کمزوریوں کو دور کر کے اپنے گھر کو ایک ماڈل بنانے کی کوشش کریں۔

جہاں تک مغرب سے آنے والی احمدی خواتین کا تعلق ہے باوجود اس کے کہ یہاں بہت سی دقتیں ہیں اور ان کو اپنا رہن سہن بدلنا اور ایسے لباس پہننا جو ان کی سوسائٹی میں بے وقوفوں والے لباس سمجھے جاتے مشکل کام ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے خدا کے فضل سے ان میں احمدی ہونے والی اکثر خواتین پردے کی روح کی حفاظت کر رہی ہیں اور اپنے آپ کو سمیٹتی ہیں اور اپنے آپ کو بچا کر چلتی ہیں اور ان کا لازماً رُخ غیر اسلامی معاشرے سے (دینی...ناقل) معاشرے کی طرف ہو چکا ہے۔ آپ کو بھی لازماً ان سے زیادہ قدم ان کی طرف بڑھانے ہوں گے یعنی ان احمدی خواتین کو جو مشرقی معاشرے میں پلی ہیں اپنی تطہیر کرنی ہو گی۔ مشرق کی گندی عادتیں توڑنی ہوں گی اور ختم کرنی ہوں گی اور (دین حق...ناقل) کے پاکیزہ معاشرے کو از سرِ نو قائم کرنا ہوگا کیونکہ میرے نزدیک ابھی تک مشرقی دنیا کی احمدی خواتین خالصۃً (دین حق کا...ناقل) معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں۔ ان تمام بدرسموں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے جو ہمیں بعض غیر اسلامی معاشروں سے ورثے میں ملی ہیں، پاکیزہ اور صاف ستھرے ماحول قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے سے رشتوں میں منسلک ہو کر ان رشتوں کو تقویت دینے کی ضرورت ہے۔ بجائے اس کے کہ گھٹیا اور کمینی باتوں سے ان تعلقات کو مجروح کیا جائے وہ عورتیں جن کو طعن و تشنیع کی لذت کی عادت پڑ جاتی ہے۔

وہ عورتیں جو منفی کردار ادا کر کے ایک قسم کی بڑائی کا تصوّر قائم کرتی ہیں کی ہم اونچی ہوگئیں۔ ہم نے فلاں کو نیچا دکھا دیا، وہ ایک گندی قسم کی لذت میں مبتلا ہیں اور یہ لذت ان کو سکون نصیب نہیں کر سکتی۔ دن بدن ان کی تکلیفوں میں اور مصیبتوں میں اضافہ ہونا ضروری ہے اور اور اس کے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کی تکلیفوں میں اور مصیبتوں میں اضافہ کر رہی ہوتی ہیں۔ وہ نیکی کر کے بھی تو دیکھیں۔ وہ خدمت کر کے بھی تو دیکھیں۔ وہ پیار سے اپنی بہو کا دل جیتنے کی کوشش بھی تو کریں اور اسی طرح بہوئیں بھی یہ نہ سمجھیں کہ غیر کے گھر میں آئی ہیں اور وہاں آ کر وہ اپنے ہی گھر کے تذکرے کرتی رہیں اور اپنے ماں باپ کو یاد کرتی رہیں بلکہ قرآنی تعلیم کے مطابق جہاں دونوں کے رحمی رشتوں کا احترام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اگر وہ یہ کوشش کریں کہ میں اُن کی بیٹی بن کر رہوں اور اپنے ماں باپ کی طرح اُن کا خیال رکھوں اور ان کی خدمت کروں تو دونوں طرف سے یہ حُسنِ سلوک معاشرے کو جنت بنا سکتا ہے۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن اتنے بڑے بڑے بدنتائج پیدا کرتی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں سارا معاشرہ دکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، مصیبتوں میں اور عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گھر ٹوٹتے ہیں۔ شادیاں ناکام ہوتی ہیں اور پھر بعض دفعہ عدالتوں کے پھیرے لگانے پڑتے ہیں لیکن ہر دفعہ، ہر جگہ، ہر موقعہ پر خرابی کی جڑھ اسلامی تعلیم سے روگردانی ہی نظر آئے گی۔

ایک اهم پیغام :۔

پس اگر آپ نے دُنیا کو امن عطا کرنا ہے۔ تو احمدی خواتین کا فرض ہے خواہ وہ مشرق میں بسنے والی ہوں یا مغرب میں بسنے والی ہوں کہ اپنے گھروں کو (سچے دینی...ناقل) گھروں کا ماڈل بنائیں تا کہ باہر سے آنے والے جب اُن کو دیکھیں تو اُن کو پتہ لگے کہ انہوں نے کیا حاصل کیا ہے اور تمام دنیا میں وہ ایسے پاک نمونے پیش کریں جس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان دوبارہ گھر کی کھوئی ہوئی جنت کو حاصل کر لیں۔

وہ جنت جس کا قرآن کریم میں آدمؑ کی ابتدائی تاریخ میں ذکر ملتا ہے اس کا میں سمجھتا ہوں کہ گھر کی جنت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ بائیبل نے جو سزائیں تجویز کی ہیں اگرچہ قرآن کریم نے ان کا ذکر نہیں فرمایا لیکن ان سزاؤں کا گھروں سے ضرور تعلق ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے لئے آج کا بہت ہی اہم پیغام یہی ہے کہ

”آپ گھروں کی تعمیرِ نو کی کوشش کریں۔ اپنے گھروں کو جنت نشان بنائیں۔ اپنے تعلقات میں انکسار اور محبت پیدا کریں۔ ہر اُس بات سے احتراز کریں جس کے نتیجہ میں رشتے ٹوٹتے ہوں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہوں۔ آج دُنیا کو سب سے زیادہ گھر کی ضرورت ہے اس کو یاد رکھیں اور یہ گھر اگر احمدیوں نے دُنیا نے مہیّا نہ کیا تو دنیا کا کوئی معاشرہ بنی نوع انسان کو گھر مہیّا نہیں کر سکتا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) مرسلہ شازیہ مظفر۔ڈبلن

قلمی تعاون

قارئین کرام! مریم رسالہ کے لئے اپنے مضامین، دلچسپ حقائق، اپنے علاقے کی سیرگاہ، طبی حقائق، نظمیں، میری پسند، پکوان، لطائف، اور اپنی رائے اور خطوط سے قلمی تعاون کیجئے۔ مضامین میں حوالہ درج کرتے وقت کتاب، مصنف کا نام اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں۔ (مدیرہ)

میرا گھر

خالدہ افتخار۔ Athlone

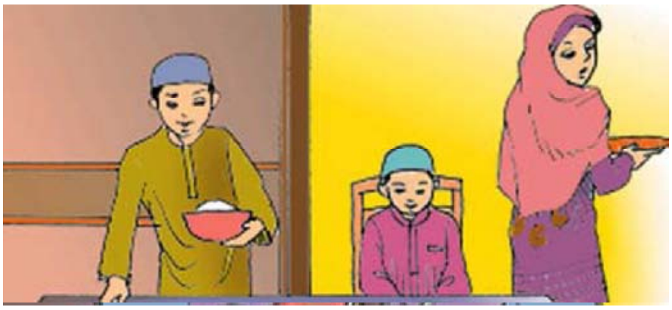

(نبیلہ صائمہ کے گھر جاتی ہے۔نبیلہ صائمہ کی بچپن کی سہیلی ہے اِس وقت دونوں بیٹھی باتیں کررہی ہیں۔)

نبیلہ:۔السلام علیکم صائمہ۔کیسی ہو؟

صائمہ:۔وعلیکم السلام۔بس ٹھیک ہوں۔

نبیلہ:۔کیا بات ہے بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہو؟

صائمہ:۔ نبیلہ کیا بتاؤں گھر کے اتنے کام اور پھر بچوں کی تعلیم وتربیت سب میں ہی نبھاتی ہوں۔مجھ میں بعض اوقات ہمت ہی ختم ہوجاتی ہے۔یورپ میں ہم رہ تو رہے ہیں لیکن ہمیں اس کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑ رہی ہے،اگرشوہر ساتھ دیں توزندگی آسان ہوجائے۔

نبیلہ:۔ہاں یہ تو آپ ٹھیک کہہ رہی ہو۔یاد ہے بچپن میں جب ہم پاکستان رہتے تھے joint family system ہوتے تھے۔کتنا مزہ آتا تھا سب اکھٹے رہتے تھے اور برکت بھی بہت ہوتی تھی ۔ یہاں تو زندگی بس اکیلے گزارنی پڑتی ہے، پاکستان میں اتنی بڑی فیملی ہوتی تھی،سب نے اپنے اپنے کام بانٹے ہوتے تھے پتہ بھی نہیں چلتا تھا اورسب کام مقررہ وقت پرختم ہو جاتے تھے کسی کوکوئی تھکن کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔

صائمہ:۔اور یہ بھی کہ رشتوں کی اہمیت کا بھی احساس ہوتا تھا۔ پیار محبت خلوص دلوں میں ہوتا تھا اور بڑوں کی عزت اوراحترام ۔اب تو یہ ساری باتیں ناپید ہو گئیں ہیں ۔ نہ وہ احساس رہا ہے اور نہ احساسِ ذمہ داری۔ مجھے یاد ہے کہ اگر خاندان میں کوئی بیمار پڑ جاتا تو تیمارداری کے لیے سب کی قطاریں لگ جاتی تھیں۔ ہماری زندگیوں میں واقعی یہ خلا ہے کہ ہم Joint family system میں نہیں رہتے۔لیکن میرے میاں پوری کوشش کرتے ہیں کہ میں ہر حالت میں خوش رہوں۔وہ میرا بہت ساتھ دیتے ہیں۔آفس سے جب گھر آئیں تو میرے ساتھ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کروادیتے ہیں،جس سے میرا کام بہت آسان ہوجاتا ہے۔ہماری زندگی میں چھوٹی چھوٹی خوشیاں بھی آئیں تو اِن کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن خوشیوں میں اپنے بہن بھائیوں کوشریک کریں اور پھر وہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں اتنی بڑی لگتیں ہیں بس صرف اِس احساس سے، کہ ہماری خوشیوں میں ہمارے بہن بھائی شریک ہیں۔

نبیلہ:۔ہاں بھئی آپ تو اس معاملے میں بہت لکی ہو۔بھائی جان تو بہت اچھے ہیں تمہارا بہت خیال رکھتے ہیں۔ایک میرے میاں ہیں کام سے واپس گھر آئیں تو شروع ہوگئے کہ سارا دن کرتی کیا ہو؟

ارے گھر کے سو کام اور پھر بچوں کی ذمہ داریاں۔اِن کو یہ بھی پتہ نہیں کہ بچوں کے اسکول سے واپس آنے کا وقت کیا ہے ؟

صائمہ:۔یہ تو واقعی غلط بات ہے مرد کو عورت کا احساس ہونا چاہئے۔ لیکن میری پیاری بہن!اپنے آپ پر بھی نظر ڈالو،کہیں آپ میں کوئی خامی تو نہیں؟ دیکھو اگر آپ ہر وقت جلتی کڑھتی رہوگی، اور جلی کٹی سُناؤ گی، تو پھر کیا اگلا آپ کی بات سنے گا؟ یا پھر آپ کی بات مانے گا؟ میری پیاری بہن! آپ اپنے اندر تحمل پیدا کرواگر بات کو تحمل مزاجی سے کروگی تو اگلا بھی آپ کو اچھا رسپانس دے گا۔

دیکھو نبیلہ! مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔اگر مرد میں کوئی خامی یا کمی ہے تو عورت کا فرض ہے کہ اس خامی کی پردہ پوشی کرے۔اسی طرح اگر عورت میں کوئی خامی ہے تو مرد کا فرض ہے کہ وہ اس خامی کی پردہ پوشی کرے۔

اگر آپ ہر ایک کو یہ کہتی رہوگی کہ بھائی تمہارا احساس نہیں کرتے یا پھر بچوں کا خیال نہیں کرتے،تو یہ غلط بات ہے آپ اچھے طریقے سے بھائی کو سمجھا سکتی ہو۔ آپ اُن کو بتاؤ کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ جو سب نبیوں کے سردار تھے۔آپ ﷺ کا رویہ اپنی بیویوں کے ساتھ کیسا تھا؟

گھر سے باہر،مسجدِ نبوی کے اندر،صحابہ کرام کی موجودگی میں آپ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ کیا تھا۔اسی طرح آپ ﷺ گھر کے اندر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے۔یہ سب باتیں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ظاہر ہیں،تا دنیا آپ ﷺ کے خلوت وجلوت کے نظاروں سے مستفیذ ہوسکے۔آپ ﷺ نے تو الٰہی فرمان وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اوران سے اچھا سلوک کرو،کی تعلیم دے کرازدواجی تعلقات کی حدود کا تعین فرمادیا۔اور

عائلی زندگی کو خوشیوں اور مسرتوں سے ہمکنار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے خود نمونہ بن کر دکھایا۔ احادیث میں کثرت کے ساتھ آپ ﷺ کی پاکیزہ گھریلو زندگی میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ محبت و شفقت اور حسنِ سلوک کے ایسے روح پرور واقعات ملتے ہیں جن کو پڑھ کر آج بھی روح وجد میں آنے لگتی ہے اور زبان صلّ علیٰ نبینا صلّے علیٰ مُحمّدٍ ورد کرنے لگتی ہے۔ آپ ﷺ ایک مثالی خاوند تھے۔ بے تکلفی اور انکساری کے ساتھ گھر کے کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگا لیتے۔ اپنے جوتے کی مرمت کر لیتے۔ اپنے ڈول کو ٹانکے لگا لیتے۔ بوجھ اٹھاتے۔ جانوروں کو چارہ ڈالتے کوئی خادم ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کام کرا لیتے۔

نبیلہ! جب آپ بھائی کو آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں بتاؤ گی تو ضرور وہ بھی اپنے اندر تبدیلی لائیں گے۔ انشاء اللہ

بس یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی اہلی زندگی کو اسوۂ رسول کے رنگ میں رنگین بنا کر جنت نظیر معاشرہ استوار کر سکیں۔

نبیلہ:۔ آمین

صائمہ: ۔اچھا اب میں چلتی ہوں۔ بچوں کے اسکول سے آنے کا وقت ہو گیا ہے ۔انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے

نبیلہ:۔ صائمہ آپ کا بہت شکریہ آپ میری بہترین دوست ہو اور آپ نے ہمیشہ دوستی کا فرض نبھایا ہے آج آپ کی باتوں سے دل کو بہت تسلی ہوئی ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گی کہ آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی کے واقعات بڑے پیارے انداز سے اِن کو بتاؤں اور خود بھی کوشش کروں گی کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے لئے سکون کا باعث ہوتیں تھیں ۔اسی طرح میں اپنے شوہر کے لئے سکون اور اطمینان کا باعث بنوں۔ اور اپنے گھر کو جنت نظیر بنا سکوں۔

صائمہ:۔ انشاء اللہ۔ اچھا اب اجازت اللہ حافظ

صائمہ۔ اللہ حافظ

درخواست:

قارئین کرام! برائے مہربانی مریم میگزین کے اگلے شمارہ کیلئے دی گئی deadline سے پہلے اپنے مضامین بھیجئے۔ (مدیرہ)

واعظوں کی باریک چالیں

بعض نہایت دلچسپ واقعات

طلاق نہ ہونے کا دلچسپ حلیہ

ایک مرتبہ ایک شخص نے مولوی وحیدالدین سلیم صاحب کے سامنے ذکر کیا اس نے غصہ میں اپنی بیوی سے کہہ دیا ہے کہ تجھ پر تین طلاق۔ مولوی لوگ کہتے ہیں کہ طلاق پڑ گئی اب صلح کی کوئی صورت نہیں۔ خدا کے لئے میری مشکل آسان فرمائیں۔ مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے طلاق ت سے دی تھی یا ط سے۔ اس شخص نے کہا میں تو ان پڑھ آدمی ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا بس معلوم ہو گیا کہ تو نے ت سے ''تلاق'' دی تھی اور ت سے کبھی طلاق نہیں پڑ سکتی۔ کیونکہ تلاق کے معنی ہیں آ محبت کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ تو بے فکر ہو کر اپنی بیوی کو گھر لے آ اور اگر کوئی اعتراض کرے تو صاف کہہ دینا کہ میں نے تو ''ت'' سے تلاق دی تھی۔ (''علمی مزاح صفحہ ۱۹۸ از پروفیسر منور حسین چیمہ ناشر اسلامک اکیڈیمی گکھڑ۔ طبع اول دسمبر ۱۹۹۲ء)

مفتی صدرالدین آزردہ کی ذہانت

جناب رحمت اللہ سبحانی لودھیانوی رقمطراز ہیں:۔

''بساط ہند سلطنت مغلیہ کے آخری مہرے اور برائے نام بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ کے عہد میں مفتی صدرالدین آزردہ قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور تھے۔ ایام غدر میں باغیوں نے تمام علمائے وقت سے فتویٰ جہاد پر دستخط کروائے جو ذرا بھی انکار کرتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ فتویٰ کو مکمل کرنے کے لئے سب سے آخر میں آپ کے سامنے بھی فتویٰ جہاد برائے دستخط پیش کیا گیا جس پر تمام علماء نے ''فتویٰ بالخیر'' کے الفاظ لکھ کر اپنے اپنے دستخط کئے ہوئے تھے۔ خوف جان سے آپ کو بھی مجبوراً انہی الفاظ۔۔۔ لکھ کر دستخط کرنے پڑے۔ غدر فرو ہونے کے بعد عدالتِ فوجی نے دوسرے مجرموں کی طرح آپ سے بھی دریافت کیا یہ دستخط آپ کے ہیں؟

آپ نے کہا دستخط تو ضرور میرے ہیں لیکن الفاظ نوشتہ کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ چنانچہ نانچنے پر معلوم ہوا کہ بالخیر کی خ کا نقطہ نہ تھا جس سے وہ الفاظ فتویٰ بالخیر کی بجائے فتویٰ بالجبر بن گئے اور ایک نقطہ کی کمی نے ان کی جان بچادی''۔

(''مخزن اخلاق'' صفحہ ۵۰۷، ۵۰۸۔ ناشر کتابستان پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور اشاعت ۱۹۶۲ء)

عائلی زندگی کی کامیابی کے سُنہری اُصول

شازیہ مظفر۔ڈبلن

انسانی زندگی میں وقت اورحالات بدلتے رہتے ہیں۔ جوانسان وقت اورحالات کے بدلتے ہوئے رموز سے خودکو ہم آہنگ کر لے وہ اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بناتا چلا جاتا ہے۔ نتیجۃً خودبھی تسکین پاتا ہے۔اوراس سے منسلک تمام رشتے بھی خدائی صفات سے حصہّ پاکرمبشر ومنصورزندگی گزارتے ہیں۔

آج کے موضوع کے حوالے سے سوچیں تو عائل کے لغوی معنی درویش یا فقیر کے ہیں جبکہ عائلہ عورت کوکہا گیا ہے۔تو بات بہت واضع ہو جاتی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں اُس وقت محسوس کر سکتے ہیں جب ہم اپنی ذات میں عائلہ اورصفات میں عائل بن جائیں۔

غورکریں تو معلوم ہوگا کہ درویشی کیا ہے؟

۱۔جومل جائے اس پرقناعت۔

۲۔ہرحال میں خداتعالیٰ کی اطاعت۔

۳۔اپنی ذات میں معاشرے کے لئے شفاعت۔

۴۔اپنی عادات میں مجسمِ رحمت۔

۵۔اپنے قول میں ہمیش صداقت۔

۶۔اپنے اعمال میں ہمیشہ ندامت۔

کیا یہی عورت کی وہ حقیقی تصویرنہیں جوگھروں کو جنت بنا کرمومنوں کے لیے دو جنتوں کے وعدہ کو پورا کرسکتی ہے۔

سورۃ رحمٰن میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (آیت ۴۷)

(اورجوشخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لیے دوجنتیں مقرر ہیں دینوی بھی اوراخروی بھی)۔

ہم نے اخروی جنت نہیں دیکھی مگر دنیاوی جنت تو ہمارے ہاتھ میں ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''حقیقی جنت گھر کی تعمیر میں ہے۔حقیقی جنت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے۔اِس لیے قرآن نے بار بار رحمی رشتوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔اگر تم رحمی رشتوں کو کاٹو گے تو خدا کے رحم سے بھی کاٹے جاؤ گےاور جو رحمانیت سے کاٹا گیا وہ کہیں کا نہ رہا پھر خدا کی طرف سے تمہاری دعاؤں کے باوجود رحم کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔(حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحہ نمبر۳۹)

ہر مرد چاہتا ہے کہ وہ کامیاب ازدواجی زندگی گزارے اور ہر عورت کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔لیکن بعض اوقات عدم علم اور معاشرے کی غلط روایات سے متاثر ہوکر گھریلو زندگی کامیابی کے بجائے ناکامی میں بدل جاتی ہے۔کہیں مرد کہتا ہے کہ میری عزت کا خیال نہیں رکھا گیا تو کہیں عورت کہتی ہے کہ میرے حقوق کا خیال نہیں رکھا گیا اور کہیں عورتیں اپنے مساویانہ حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں مرد اور عورت کو مساویانہ حقوق دیئے ہیں جس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔دینِ حق نے گھریلو زندگی کی کامیابی کے حصول کے اسلوب خود سکھائے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے کئی نکاح کئے اورنہایت ہی کامیاب ازدواجی زندگی کے شاندار نمونے ہمارے لیے چھوڑے۔

خوبصورت ازدواجی زندگی اور گھروں کو جنت بنانے کی زیادہ ذمہّ داری عورت پر عائد ہوتی ہے۔اگرعورت یعنی ہم اپنے وجود میں قناعت جیسی صفت پیدا کرلیں تو سوچیں کیا یہ دنیا جنت نہ بن جائے۔اگرعورت یعنی ہم اولاد میں اطاعت جیسی خوبی پیدا کردیں تو گھر اور معاشرہ لاکھوں گناہوں کے نام سے نا واقف ہوجائے گا۔اگر ہم اپنے وجود میں رحم داخل کرلیں تو تمام رحمی رشتوں کو ایک بندھ میں باندھ لیں۔اگر اقوال صداقت کا آئینہ ہوجائیں تو وجود صدیق بن کر حقائق کو پہچان لیں اور حق سے جاملیں۔

آئیں غور کریں کہ ازدواجی زندگی کی کامیابی کے سنہری اُصول کیا ہیں گھروں کو کس طرح جنت بنایا جاسکتا ہے۔گھروں کا امن وسکون اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی مشروط ہے۔گھر میرا پیارا گھر جہاں ہم رہتے ہیں۔جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے، پیار، محبت، صبر وقربانی سے بنتا ہے اور اِس

پیار بھرے گھر کو ہرا بھرا رکھنے میں جو ہستی سب سے زیادہ قربانی دیتی ہے وہ عورت ہے، ماں ہے، بیوی ہے، بہو ہے، بیٹی ہے، بہن ہے۔ عورت کے بغیر گھر گھر نہیں، عورت کے کئی روپ ہیں۔لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جو سب سے پیارا رتبہ ماں کو دیا اور جنت ماں کے قدموں تلے رکھ دی۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاؤں کے نیچے جنت کس طرح مل سکتی ہے؟

پس ہر گھر مثالی ہوسکتا ہے ہر گھر کو جنت نظیر بنایا جاسکتا ہے اگر ہر فرد اپنی تربیت دینی اقدار پر کرے، ہر فرد مثالی کردار ادا کرے۔گھر کیا ہے؟

اونچی دیواریں، بڑے بڑے گیٹ، خوبصورت لان، وال ٹو وال کارپٹ سے آراستہ ڈرائنگ روم، اعلیٰ فرنیچر، اور بڑی گاڑی سے مزین گھر ہی آئیڈیل اور جنتی نہیں ہوسکتا بلکہ گھر تو وہ پرسکون آشیانہ ہے جہاں راحت وخوشیوں کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے محسوس ہوں۔ جہاں ایک دوسرے کے جذبات اور خیالات کا احساس کرنے والے افراد ہوں جو خلوص واحترام سے برتاؤ کرسکیں۔

صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ نے کس خوبصورت انداز میں گھر کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے !

یہ گھر تو وہ مقام ہے

جہاں محبتیں بھی ہوں ، جہاں رفاقتیں بھی ہوں ، جہاں خلوصِ دل بھی ہو ،
جہاں صداقتیں بھی ہوں ، جہاں ہو احترام بھی ، جہاں عقیدتیں بھی ہوں ،
جہاں ہو کچھ لحاظ بھی ، جہاں مروتیں بھی ہوں ، جہاں نوازشیں بھی ہوں ،
جہاں عنایتیں بھی ہوں ، جہاں ہو ذکرِ یار بھی ، جہاں عبادتیں بھی ہوں ،
جہاں نہ ہوں کدورتیں ، جہاں نہ ہوں عداوتیں ،
دل ونگاہ وفکر کی جہاں نہ ہوں کثافتیں ،
یہ ایسی اک جگہ ہے کہ جسے میں اپنا کہہ سکوں
جہاں میں سُکھ سے جی سکوں جہاں سکوں سے رہ سکوں
جہاں کے رہنے والے ایک دوسرے پہ جان دیں
بھرم محبتوں کا اور عزتوں کا مان دیں
وہ جن کے سینے چاہتوں خلوص کا جہان ہوں
جبیں پہ جن کے ثبت پیار کے حسین نشان ہوں
جہاں نہ بدلحاظ ہو کوئی نہ بدزبان ہو
جہاں نہ بدسرشت ہو کوئی نہ بدگمان ہو
ہوں جسم گو تھکے ہوئے پہ روح نہ ملول ہو
کسی کے دل میں کھوٹ نہ کسی کے من پہ دھول ہو
مری یہ آرزو ہے جو بھی میرے گھر کا فرد ہو
نہ اُس کا لہجہ گرم ہو نہ اُس کا سینہ سرد ہو

آج گھر کی بنیادی اکائی اور گھر کو جنت یا دوزخ بنانے والی ہستی حوا کی بیٹی ہے۔یہ عورت گھر کی زینت نہیں گھر کی روح بھی ہے۔ جسے ہر حال میں گھر کو جنت بنانا اور موم کی وہ گڑیا بن کر گھر کو بچانا ہے۔ جو ہر ماحول میں ڈھل جاتی ہے ۔جو دوسروں کے لئے روشنی اور تسکین کا باعث بنتی ہے۔ وہ بہن کے روپ میں بھائیوں کے لئے، بیٹی کے روپ میں والدین کے لئے، بہو کے روپ میں سسرال کے لئے، اور ماں کے عظیم روپ میں اولاد کے لئے فرحت بخش اور ٹھنڈی چھاؤں بن سکتی ہے۔لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جو سب سے بڑا رتبہ ماں کو دیا ”وہ جنت اُس کے قدموں تلے رکھ دی“۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جنت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ گھر عورت کے دم سے ہے وہ چاہے جنت بنا دے چاہے جہنم بنا دے۔اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کی عورت ناسمجھی کا شکار ہوکر اپنے گھر کی جنت سے نکل کر باہر کی دنیا میں امن اور سکون ڈھونڈتی ہے۔مگر سکون تو خدا تعالیٰ کے فضل سے گھر کے اندر ہوتا ہے۔اور آج جو گھروں میں بے سکونی پائی جاتی ہے اُس کی سب سے بڑی وجہ خدا تعالیٰ سے دوری ہے اور اس کی ذمہ داری زیادہ تر عورت پر اور بعض حالات میں مرد پر عائد ہوتی ہے۔

خوبصورت ازدواجی زندگی کا تصور صرف عورت کے اچھا یا نیک بننے سے نہیں بلکہ مرد کو بھی اپنی ذمہ داریوں اور عادات کو دیکھنا ہوگا۔مرد کے دل میں احترامِ انسانیت کے ساتھ عورت کی عزت وخدمت کے لئے ایک مقام ہو۔وہ اپنے گھر میں مددگار، پُرخلوص دوست کی طرح ہمدرد اور غمگسار ہو وہ اپنے ساتھی کی خوبیوں کو سراہے اور خامیوں سے درگزر کرے۔وہ اپنے بچوں کو پیار وشفقت کا وجود بن کر دکھائے۔وہ تاجدارِ عرب کی طرح ”خیرکم خیرکم لاھلہ“ کا نمونہ پیش کرے۔جب زندگی کے راستے ایک ہیں تو قدم سے قدم ملا کر چلیں۔

خاوند بیوی کے رشتہ داروں سے عزت و احترام پیش آئے اور بیوی خاوند کے عزیزوں پر خلوص ومحبت اور خوش اخلاقی کے پھول نچھاور کرے۔دونوں ایک دوسرے کے لئے Give and Take کا معاملہ کریں۔جذبات واحساسات کی کچھ قربانیاں دیں کیونکہ کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔

ہر عورت اپنے گھر کو اپنے اخلاق اور کردار سے جنت بنائے، مثالی بنائے، ہر مرد اپنی حکمتِ عملی سے اپنے نشیمن کو پُر بہار کرے، ہر ماں ساس بن کر بھی دعاؤں کا سائبان بنے اور ہر بیٹی بہو ہو کر بھی مطیع وفرمانبردار رہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

خرابیوں کا آغاز گھر سے ہوتا ہے ماؤں کی کوکھ سے جنت بھی بن رہی ہوتی ہے اور جہنم بھی۔ اس لئے گھروں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ہر مرد ذمہ دار ہے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے اور ہر عورت ذمہ دار ہے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے۔ (خطبہ ۱۴ فروری ۱۹۸۶)

آج قناعت نام کی کوئی چیز ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ مادہ پرستی یعنی دنیا داری ہمارے ذہنوں میں کینسر کی طرح پھیل چکی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب ہماری شادی ہو تو گھر، گاڑی، پیسہ، نوکر چاکر سب خدمت کو حاضر ہوں۔ شوہر بوتل کا جن ہو ادھر خواہش جاگی تو اُدھر فوراً پوری ہو۔ ساس نندوں کا کوئی وجود نہ ہو۔ ایسی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ زندگی کا اصل فارمولا کچھ کھونے اور کچھ پانے کا نام ہے۔

اپنے گھروں کا امن وسکون حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے محبت، قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگی میں شامل کر کے اُس پر عمل کرنا، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد اختیار کرنا ہے اور ہر عورت کو یہ سوچنا چاہیے کہ اپنے گھر میں امن وسکون پیدا کرنے میں میرا کیا کردار ہے۔ اگر وہ ماں باپ کے گھر میں رہتی ہے تو کیا وہ ماں باپ کی فرمانبردار ہے؟ کیا وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے راستے پر چلا رہی ہے ؟ اگر وہ شوہر کے گھر میں ہے تو کیا اُس کا سلوک شوہر کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ رحم دلی والا ہے؟ کیا ہم اپنے گھروں کو جنت بنانے کے لئے دُعا کرتے ہیں ؟ کیونکہ دُعا انسان کی تقدیریں بدل دیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:

’’اپنے گھروں کی تعمیرِ نَو کی کوشش کریں۔ اپنے گھروں کو جنت نشان بنائیں۔ اپنے تعلقات میں انکسار اور محبت پیدا کریں۔ ہر اُس بات سے احتراز کریں جس کے نتیجہ میں رشتے ٹوٹتے ہیں۔ آج دُنیا کو سب سے زیادہ گھر کی ضرورت ہے۔ اُس کو یاد رکھیں اور یہ گھر احمدیوں نے دُنیا کو مہیا نہ کیا تو دُنیا کا کوئی معاشرہ بنی نوع انسان کو گھر مہیا نہیں کرسکتا۔ (حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحہ نمبر ۳۹)

صاف بات ہے وہی گھر بے سکون ہیں جہاں تقویٰ کی کمی، صبرو برداشت کی کمی، اور دین سے دوری ہے۔ نکاح مرد اور عورت کا ایک معاہدہ ہے۔ جسکی حفاظت دونوں پر لازم ہے۔ لیکن گھر کو جنت بنانے والی بنیادی اکائی عورت ہے۔ وہ ایک ایسا پودا ہے جسے ایک جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا جاتا ہے اور اپنی جڑیں مضبوط کرنے میں کسی پودے کو کم از کم سال بھر کا عرصہ چاہیے ہوتا ہے اور وہ اپنی جنت کی خاطر دھوپ چھاؤں کے ساتھ قربانی دیتی ہے۔

اس دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ مضبوط کریں۔ زندگی دُکھ اور سُکھ کا نام ہے۔ اگر ہمارے اندر سارا دن خوفِ خدا رہے اور ہم اُس کے سامنے عاجزی اور انکساری سے جھکے رہیں تو خدا تعالیٰ کی ذات ہر مشکل میں ہمیں سنبھال لے گی۔ ہر وقت یہ سوچیں کہ ہم جو کام بھی کر رہے ہیں اُس میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے کہ نہیں۔

قربانی وہ نسخہ ہے جس کا راز آپ کی مٹھی میں بند ہے۔ خوفِ خدا رکھتے ہوئے اور اپنے گھر کو جنت بنانے میں وسعتِ حوصلہ اور پاک اور نرم زبان کا استعمال کریں۔ اپنے شوہر کی بے پناہ عزت کریں۔ ہمیشہ حضرت امّاں جان کی اس نصیحت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھیں ’’کہ پہلے بیوی میاں کی لونڈی بنتی ہے تو پھر میاں بیوی کا غلام بنتا ہے‘‘۔

شادی کے بعد سسرال کو اپنا گھر سمجھیں، دوسروں کی عزت کریں، بہو بیٹیوں کا خدمت گذار ہونا اُن کی کامیابی کا راز ہے۔ نکتہ چینی اور عیب جوئی بہت بُری عادت ہے۔ شادی کے بعد اپنی نیت ہمیشہ نیک اور سوچ ہمیشہ مثبت رکھیں آج اگر آپ دوسروں کے ساتھ نیک سلوک کریں گے تو وہی سلوک کل آپ کے بچے آپ کے ساتھ کریں گے۔

میں اپنے مضمون کا اختتام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس پر کروں گی آپ فرماتے ہیں کہ:

پس خوبصورت ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ آپس کے کینے اور بغض کو نوچ پھینکیے کہ اسی میں مولیٰ کی رضا ہے۔ خاندانی وجاہت پر تکبر، رنگ و نسل کی برتری، علم اور عہدے پر فخر، کسی کی تحقیر یا غیبت، یہ سب ہمارے رب کو ناپسند ہے۔ اس لئے خدارا ان جہالت کی باتوں کو ختم کردیں۔ اپنے دلوں کو صاف کرلیں۔ بدظنی اور بدگمانی محبتوں کو کاٹ دیتی ہے۔ گھر میں ہر شخص کے جذبات کا خیال رکھیں۔ ہر رشتے کو معتبر جانیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں گھر کی ذمہ داری ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔ اِس لئے تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں

قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض ، نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصّہ اُن کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سوتم اپنی اِس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات اور قانتات میں گنی جاؤ۔ (آمین ثمہ آمین) (کشتئ نوح صفحہ نمبر ۷۰ا)

خدا کرے کہ ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ان نصیحتوں پر عمل کرنے والی بنیں اور آپ کی درد بھری آواز کو غور سے سُنیں اور لبیک ، لبیک کہتی ہوئی سامنے آئیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
برتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور وکبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے
تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بد گمان سے
ڈرتے رہو عِقابِ خُدائے جہان سے

☆☆☆☆☆☆

گھر کا نگران

مرد اپنی مخصوص صلاحیتوں کی وجہ سے گھر کے نگران بنائے گئے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت سے مرد اپنے اس مقام کا صحیح ادراک نہیں رکھتے۔ بعض ایسے ہیں جو اپنے آپ کو ایک حاکم سمجھتے ہیں اور گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ اُن کا رویّہ بھی تحکمانہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی مرد کسی محکمے میں اعلیٰ افسر ہو جس کے ماتحت ایک معقول تعداد کام کرنے والوں کی ہو تو وہ گھر میں بھی افسرانہ لب ولہجہ استعمال کرتا ہے۔ اور گر کوئی پولیس یا فوج میں اعلیٰ افسر ہو جس کے ایک اشارے سے سینکڑوں سپاہی حرکت میں آجاتے ہیں اور جدھر جاتا ہے سیلوٹوں سے اُس کا استقبال ہوتا ہے۔ اور سب ادب اور احترام سے خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے اکثر مرد بطورِ خاص گھروں میں بیوی بچوں پر بھی افسر بنے رہتے ہیں۔

اسکول کے استاد بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کیلئے باپ کم اور استاد زیادہ ہوتے ہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ بعض بڑے بڑے افسران جن کا اپنے اپنے محکموں میں بڑا رعب اور دبدبہ ہوتا ہے۔ اُن کی اپنے گھروں میں دال نہیں گلتی اور اپنی بیگمات کے سامنے بھیگی بلّی بنے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض بیچارے مرد اپنی مردانگی کو خیر باد کہہ چکے ہوتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بقول اپنی بیویوں کے گھروں میں یتیمی کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ مَردوں کا اس قسم کا طرزِ عمل افراط اور تفریط کا رنگ رکھتا ہے جو درست نہیں ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرد اپنے گھر والوں پر حاکم نہیں بلکہ نگران ہے۔ وہ افسر یا اُستاد نہیں بلکہ بیوی کا خاوند اور بچوں کا باپ ہے۔ ہر انسان کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں۔ گھر سے باہر اگر وہ ایس پی، ڈی سی، میجر یا استاد وغیرہ ہے تو گھر میں وہ بیٹا، خاوند اور باپ ہے اور گھر میں اُس کے سامنے سپاہی اور شاگرد نہیں ہوتے بلکہ اُس کے ماں باپ، جیون ساتھی اور پیارے بچے ہوتے ہیں۔ باہر کا افسرانہ طرزِ عمل گھر میں اختیار کرنا دانشمندی نہیں۔

گھر کے نگران کی حیثّیت سے اُس کے ذمہ اہلِ خانہ کے بہت سے حقوق ہیں جنہیں اُسے ادا کرنا ہے۔ اُن کی ہر طرح ضروریات کا خیال رکھنا اور اُن کی حفاظت کرنی ہے۔ ان فرائض کی ادائیگی کرتے وقت وہ کسی کی ملازمت نہیں کر رہا بلکہ وہ اُس کھیتی کا مالک ہے۔ اُس کا گھر والوں سے بہت قربت کا ایک جذباتی تعلق ہے۔ اُس کے سینے میں اُن کے لئے پیار، محبت اور ہمدردی کے قدرتی جذبات اُبلتے ہیں اور اُن کی بہتری اور فلاح و بہبود کیلئے وہ دن رات محنت کرتا ہے۔ اُس کے اپنی بیوی کے ساتھ قربت کے ایسے تعلقات ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی اور سے نہیں ہوسکتے۔

بیوی اُس کی خوشنودی اور سکونِ جان کیلئے بنتی سنورتی اور اُس پر اپنی محبت اور چاہت نثار کرتی ہے۔ بیوی کی وجہ سے اور اُس کے ذریعے سے اُسے گھر میں پیار، سکینت اور راحت ملتی ہے۔ وہ بچوں کی ماں اور مَرد کی زندگی کی واحد ساتھی ہوتی ہے جس کے ساتھ اُس نے سفرِ زندگی جاری رکھنا ہوتا ہے۔

اُس کے بچے اُس کی پدرانہ شفقت سے لطف اٹھاتے ہیں۔ پس مَرد اہلِ خانہ پر ہرگز ایک حاکم نہیں بلکہ وہ تو اُن کا ایسا محافظ اور سرپرست ہے جو نہایت مہربان اور شفیق ہے۔ (راکھا۔ صفحہ۔ ۱۷۹)

طلاق کی وجوہات

پر ایک ماہر نفسیات کی رائے

امریکہ کے ایک ماہر نفسیات ہاورڈ مارک مین نے لندن کی ایک کانفرنس میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ شادی سے پہلے ہی ہونے والی بیوی کی بات چیت سن کر اوران کے حالات دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ شادی نبھانے والی باتیں ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں تیرہ سال سے یہ کام کر رہا ہوں اور اب تک ۱۳۵ جوڑوں کے متعلق اندازے لگا کر انہیں بتا چکا ہوں۔ میرے ۹۰ فیصد اندازے درست نکلے ہیں۔

وہ کہتے ہیں طلاق کی بڑی وجہ بات چیت اور تعلقات کا یکسر ختم کر دینا ہوتا ہے (Breakdown Communication)۔ اگر تعلقات جلد بازی اور غصہ میں یکدم توڑے نہ جائیں اور تعلقات بگڑنے کے بعد بھی بول چال جاری رکھیں اور کچھ عرصہ اکٹھے رہتے رہیں تو طلاق ہوتے ہوتے بھی بچ جاتی ہے۔ جب وہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر سمجھنے سے انکار کر دیتے ہیں، اپنی ضد پر اڑ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سننے کے روادار نہیں رہتے تو اس کا نتیجہ طلاق ہوتا ہے۔

دوسری وجہ طلاق کے باہمی احترام کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے کردار پر حملہ کرتے ہیں اور ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو مسلسل نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اگر ایک نے دوسرے کے ہاتھ سے بیس میٹھی کاشیں کھائی ہوں اور ایک کڑوی آجائے تو پچھلی بیس کو یکسر بھلا کر ایک کڑوی کو بار بار دہراتا رہے گا اور ہمدردی حاصل کرنے کے لئے گھر کے باہر کے افراد کو بھی بتانا شروع کر دے گا (یا کر دے گی)۔ ایسے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر ڈٹ جاتے ہیں اور ان کے والدین بھی اسے اپنی عزت کا مسئلہ بنا کر صورت حال کو مزید گھمبیر بنا دیتے ہیں۔

طلاق کی ایک وجہ آزاد اور خود مختار رہنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ایسے لوگ شادی کے وقت کیا ہوا عہد کہ تنگی اور ترشی میں ایک دوسرے کا ساتھ نبا ہیں گے بھول جاتے ہیں۔ اور اگر وہ ضروریات زندگی اور بچوں کی پرورش کے لئے ایک دوسرے پر انحصار نہ رکھتے ہوں تو پھر کوئی چھوٹی موٹی بات بھی اگر بڑھ کر طلاق تک پہنچ جائے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۶۹۔۰۱۔۴۲)

باتیں تو پروفیسر صاحب نے درست کہی ہیں۔ طلاق کی اور بھی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن اس کا اصل علاج تو خدا کے حضور جواب دہی کا خوف، جوڑے کے والدین کا اپنے گھریلو حالات اور ان کا بچوں کے سامنے باہمی محبت و شفقت کا نمونہ اور بچپن میں کی ہوئی ان کی نیک تربیت ہے۔ مگر جب معاشرہ میں مادہ پرستی، حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی شخصی آزادی، جنسی بے راہ روی، انانیت، لالچ اور بخل کینسر کی طرح پھیل چکا ہو تو سیانوں اور بزرگوں کی باتیں کب مؤثر ہوتی ہیں اور پھر بات بات پر طلاق نہ ہو تو کیا ہو۔ اسلام میں طلاق کو حلال چیزوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اس میں جلد بازی سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''۔۔۔در اصل قرآن شریف میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ امر نہایت ہی ناگوار ہے کہ پرانے تعلقات والے خاوند اور بیوی آپس کے تعلقات کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے طلاق کے واسطے بڑی بڑی شرائط لگائی ہیں۔ وقفہ کے بعد تین طلاق کا دینا اور ان کو ایک ہی جگہ رہنا وغیرہ یہ امور سب اس واسطے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کے دلی رنج دور ہو کر آپس میں صلح ہو جاوے۔۔۔'' (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۰۹۲) (مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل 20 فروری 1998 تا 26 فروری 1998ء چوہدری خالد سیف اللہ خان، آسٹریلیا)

خوبصورت باتیں

☆ اللہ کی عظمت کا احساس، تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر و پست کر دے گا۔

☆ یاد رکھو فتح طاقت کی نہیں، صداقت کی ہوتی ہے۔

☆ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

☆ ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔

☆ دوسروں سے توقع رکھنا چھوڑ دو، زندگی سہل ہو جائے گی۔

☆ جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا، جسے توبہ کی توفیق ہو وہ مقبولیت سے محروم نہیں رہتا۔

کریں نہ کریں

گھر کے نگران کے بعض فرائض اور حقوق قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ روزمرّہ گھریلو زندگی میں میاں بیوی کو بیسیوں قسم کے حالات سے واسطہ پڑتا ہے جن میں بے احتیاطی اور نا درست ردِّ عمل کے نتیجے میں تلخیاں جنم لے کر گھر کی خوشیوں کو چاٹ جاتی ہیں۔ ذیل میں ''کریں نہ کریں'' کی طرز پر چند ایسے مشورہ جات اور تجاویز پیش کی جارہی ہیں جن کی بنیاد بھی دراصل سنّتِ ابرار پر ہی ہے۔ اگر اِن کے مطابق عمل کیا جائے تو امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ گھر کے ماحول کو پُر امن اور خوشگوار بنانے میں ضرور مدد ملے گی۔

خاوند کے لئے

کریں:

۱۔ آپ کا سلوک ایسا ہو کہ اہلِ خانہ آپ کو ایک شفیق اور مہربان تصّور کریں نہ کہ سخت گیر حاکم۔

۲۔ گھر اور کام کے اوقات میں توازن رکھیں۔ ملازمت یا دیگر سماجی و جماعتی مصروفیات کو اس طرح ترتیب دیں کہ گھر کے لئے مناسب وقت نکل سکے۔

۳۔ گھر میں آئیں تو بھرپور انداز میں سلام کہیں۔ بیوی اور دیگر اہلِ خانہ کی خیریت دریافت کریں۔

۴۔ اپنے پروگراموں سے اپنی اہلیہ کو آگاہ رکھیں۔

۵۔ گھر سے باہر جائیں تو بیوی کے علم میں ضرور لائیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ غیر معمولی دیر ہونے کی صورت میں گھر پر اطلاع کر دیں۔

۶۔ بیوی کی خوبیوں کا ذکر کریں، اکیلے میں اور دوسروں کے سامنے بھی۔ مثلاً کھانے ،لباس، صفائی، بچت کی عادت، مہمان نوازی، بچوں کی نگہداشت ، سچ کی عادت وغیرہ۔ ایسی باتوں کی ضرور تعریف کیا کریں۔

۷۔ بیوی کی پسند کی کوئی نہ کوئی چیز از خود خرید کر اُسے تحفہ میں دیتے رہیں۔

۸۔ بیوی کے والدین اور رشتہ داروں کو اہم تقاریب کے موقعہ پر یاد رکھیں۔ اُن کا واجبی احترام کریں اور ان سے محبت سے پیش آئیں۔

۹۔ گاہے بگاہے پکنک وغیرہ کے پروگرام بناتے رہیں۔ اگر توفیق ہو تو کبھی کبھی گھر سے باہر کسی ہوٹل میں اکٹھے کھانا کھائیں اور بطورِ خاص بیوی کی پسند کی ڈش منگوائیں۔

۱۰۔ وقتاً فوقتاً بیوی کے ساتھ سیر اور چہل قدمی کیلئے وقت نکالا کریں۔

۱۱۔ جہاں تک ممکن ہو گھر کے کام کاج میں بیوی کی مدد کریں۔

۱۲۔ اپنے چھوٹے موٹے کام خود بھی کر لیا کریں۔ مثلاً بستر درست کر دیں۔ دھونے والے کپڑے اور جرابیں وغیرہ یونہی اِدھر اُدھر پھینکنے کی بجائے مقررہ جگہ پر رکھ دیں۔ نہانے اور شیو کرنے کے بعد bath اور متعلقہ اشیاء صاف کر دیں۔ کبھی اپنے کپڑے خود بھی استری کر لیا کریں۔

۱۳۔ کبھی کبھی چائے بنا کر بیوی کو پیش کریں اور اُس کے ساتھ بیٹھ کر پیئیں۔

۱۴۔ بیوی کی بیماری کی صورت میں پوری توجہ سے اُس کا علاج کروائیں اور صحت بحال ہونے تک اُسے آرام پہنچائیں اور امورِ خانہ داری سے ممکنہ حد تک اُسے فارغ رکھنے کی کوشش کریں۔

۱۵۔ اگر آپ محسوس کریں کہ بیوی غیر معمولی کام کاج کی وجہ سے تھک گئی ہے یا خود ہی اس بات کا اظہار کرے تو اُس سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ حوصلہ افزائی کریں اور اسے آرام پہنچائیں۔

۱۶۔ بیوی سے کوئی شکایت ہو تو کسی تیسرے شخص سے بات کرنے کی بجائے جتنی جلدی ممکن ہو خود اُس سے بات کریں تا ایسا نہ ہو کہ شکایت سے غلط فہمی پیدا ہو کر تلخی کا باعث بن جائے۔

۱۷۔ خود اپنے غلطی ہو جائے تو واضح طور پر اُس کا اعتراف کریں اور بیوی سے معذرت کر لیں۔

۱۸۔ اخراجات کے بارے میں بیوی پر اعتماد کریں۔

۱۹۔ گاہے بگاہے بیوی اور اگر بچے شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں تو انہیں بھی شامل کر کے مل بیٹھا کریں اور گھریلو مسائل پر تبادلہ خیال کیا کریں۔

۲۰۔ بیوی یا گھر کا کوئی دوسرا فرد بات کرے تو اُس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں اور اُس کی طرف دیکھ کر اس کی بات سنیں، اُسے اہمیت دیں اور اسے مناسب رنگ میں جواب دیں۔

۲۱۔ اچھے اور نیک خاندانوں سے روابط رکھیں۔

۲۲۔ گھر میں ضرور کچھ اصول مقرر کریں اور پھر خود بھی اُن کی پابندی کریں اور اہلِ

خانہ سے بھی کروائیں۔

۲۳۔بچوں کی عزت کریں،مناسب مزاح اور لطائف سے گھریلو ماحول کو خوشگوار بنائیں۔

۲۴۔اپنی پسند ناپسند سے وضاحت سے بیوی کو مطلع کریں۔

۲۵۔بیوی کا حق مہر جلد ادا کردیں۔

۲۶۔بیوی سے گاہے بگاہے پوچھ لیا کریں کہ آیا اُسے آپ سے کوئی شکایت تو نہیں۔

۲۷۔نمازوں کی خود بھی پابندی کریں اور اہلِ خانہ سے بھی کروائیں۔

نہ کریں:

۱۔آپ گھر کے نگران اور محافظ ہیں۔خود کو اس مقام سے کبھی نہ گرائیں۔

۲۔ بیوی کے سامنے کسی بھی عورت کی تعریف اِس انداز میں نہ کریں کہ اُس میں تو فلاں خوبی ہے جو تم میں نہیں۔

۳۔کھانا پسند ہو یا کوئی کمی بیشی ہوگئی ہو تو اُس وقت کچھ نہ کہیں اور نہ ہی ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔بس کھالیں یا اگر دل نہیں چاہتا تو ہاتھ کھینچ لیں اور بعد میں مناسب رنگ میں اپنی پسند یا کمی بیشی کا ذکر کردیں۔کہ اکثر تو ٹھیک ہی پکتا ہے لیکن آج مجھے ایسا محسوس ہوا ہے۔

۴۔بیوی کی خامیوں کے اظہار سے اجتناب کریں۔خاص طور پر دوسروں کے سامنے تو ہرگز ذکر نہ کریں۔مناسب اور تعمیری رنگ میں توجہ دلائیں۔

۵۔باورچی خانے کے امور میں خواہ مخواہ دخل دینے سے اجتناب کریں۔

۶۔بیوی کو زبردستی اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش نہ کریں بلکہ دلیل اور اپنے نیک عملی نمونے سے سمجھائیں۔

۷۔معمولی باتوں پر چڑنے ، ناک منہ چڑھانے، اور ’’ٹوکا ٹاکی‘‘ سے پرہیز کریں۔اور خشک مزاجی سے مکمل اجتناب کریں۔

۸۔بیوی پر گرجنے اور برسنے اور بدزبانی سے کلیتاً اجتناب کریں۔

۹۔بیوی کے والدین اور رحمی رشتہ داروں سے ملنے جلنے پر ہرگز پابندی نہ لگائیں۔

۱۰۔بیوی پر قطعی طور پر ہاتھ نہ اٹھائیں کہ یہ شرفاء کا طریق نہیں۔

۱۱۔بچوں کی تعلیم وتربیت سے یہ سمجھ کر غفلت نہ برتیں کہ یہ صرف ماں کی ذمہ داری ہے۔

۱۲۔حتّی الوسع طلاق سے بچیں۔

بیوی کیلئے

کریں:

۱۔مرد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں گھر کا نگران مقرر فرمایا ہے۔اس حکمِ الٰہی کو دل وجان سے قبول کریں۔

۲۔خاوند کو مشورہ تو دیں لیکن حتمی فیصلہ اُسی پر چھوڑ دیں۔

۳۔گھر،بچوں اور خود اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کریں۔

۴۔اخراجات آمد کے مطابق رکھیں۔

۵۔مہمان نوازی نہایت اعلیٰ خلق ہے۔مہمانوں کی آمد پر خوش ہوں۔اُن کا اِکرام اور خدمت کریں۔

٦۔اپنے یا خاوند کے والدین اور رشتہ داروں پر خاوند کے مشورے سے خرچ کریں۔

۷۔خاوند کی ضروریات اور پسند ناپسند کا بطورِ خاص خیال رکھیں۔

۸۔اکثر وبیشتر خاوند کی پسند کا کھانا پکاتی رہیں۔

۹۔گھر میں ایسا اصول بنائیں کہ حتّی الوسع تمام اہلِ خانہ اکٹھے کھانا کھائیں۔

۱۰۔خاوند کے والدین اور رشتہ داروں کا ذکر ہمیشہ احترام سے کریں۔

۱۱۔خاوند کے والدین اور رشتہ دار گھر آئیں تو خوشی کا اظہار کریں اور اُن کی مناسب خدمت کریں۔

۱۲۔اگر خاوند کی کوئی عادت ناپسند ہے تو اُس سے پیار اور حکمت سے بات کریں۔

۱۳۔معمول کے اخراجات میں سے پس انداز کرنے کی کوشش کریں اور پھر کسی ضرورت کے وقت یہ رقم نکال کر خاوند کے سامنے پیش کردیں۔اعتماد کے قیام کا یہ بہترین نسخہ ہے۔

۱۴۔گھر میں باحیا اور مکمل لباس پہنیں۔اسلامی پردہ کی پابندی میں اپنی بیٹیوں کیلئے نمونہ بنیں۔

۱۵۔اچھی اور نیک خواتین سے روابط رکھیں۔

۱٦۔نامحرم مَردوں سے باوقار اور مضبوط لہجے میں مختصر بات کریں۔

۱۷۔غلطی ہوجائے تو صاف بتادیں اور خاوند سے معذرت کریں۔

۱۸۔غیر معمولی کام کی وجہ سے خاوند تھکا ہوا ہو تو اُسے دبادیں۔

۱۹۔بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی بنیادی دینی تعلیم، اچھے کلمات اور ضروری آداب دکھائیں۔

۲۰۔بیٹیوں کو چھوٹی عمر سے ہی امورِ خانہ داری میں ہاتھ بٹانا سکھائیں۔

۲۱۔نمازوں کی پابندی کریں، روزانہ باقاعدگی اور باترتیب قرآنِ پاک کی تلاوت کریں۔

۲۲۔گھر میں خاوند کی خاطر زینت اختیار کریں، خاوند کا احترام کریں اور اس کی مطیع اور فرمانبردار رہیں۔

نہ کریں:

۱۔خاوند سے کچھ نہ چھپائیں۔

۲۔کسی وقت اگر کوئی تکلیف پہنچے تو یوں نہ کہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

۳۔بلاضرورت اور بغیر کسی خاص مجبوری کے ملازمت نہ کریں۔

۴۔بھول کر بھی خاوند کے والدین کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ کلمہ نہ کہیں۔

۵۔خاوند سے معمولی معمولی اختلافات اپنے میکے میں کسی کو نہ بتائیں بلکہ انہیں ادھر ہی دور کرنے کی کوشش کریں۔

۶۔خاوند اور سسرال کے خلاف کبھی کوئی بات کسی دوسری عورت سے نہ کریں۔

۷۔دوسروں کے گھر اور حالات سے اپنا مقابلہ نہ کریں۔

۸۔بیٹیوں کو محلے کے لڑکوں سے نہ کھیلنے دیں۔

۹۔خصوصاً بچوں کے سامنے کسی بات پر خاوند سے تکرار نہ کریں۔

۱۰۔کوئی بھی اہم کام خاوند کے علم میں لائے بغیر ہرگز نہ کریں۔

۱۱۔خاوند کے کرنے کے کاموں میں بے جا دخل اندازی نہ کریں۔

۱۲۔خاوند گھر میں موجود ہو تو بلا اشد ضرورت گھر سے باہر نہ جائیں۔

۱۳۔نامحرم کو بغیر خاوند کی اجازت کے گھر میں نہ آنے دیں۔

۱۴۔بازار وغیرہ جاتے وقت بے جا زیب و زینت نہ کریں۔

۱۵۔خاوند سے ایسے تقاضے نہ کریں جو اُس کی طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہوں۔

۱۶۔ہر دُکھ سُکھ کی گھڑی میں خاوند کا ساتھ دیں اور دلجمعی کا باعث ہوں۔

۱۷۔خلع میں جلدی نہ کریں۔

(از کتاب راکھا، مصنف: مقصود احمد علوی)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اسلام کی پاکیزہ اور پُر حکمت تعلیم کو سمجھنے اور اپنے فرائض کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے گھروں کو امن، سلامتی، پیار اور محبت کا گہوارہ بنا دے اور ہماری زندگی کے ساتھیوں اور اولاد کے طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔

رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَ جِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان 75)

ترجمہ: ''اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ آمین۔

دعائیہ منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ

کر ان کو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

شیطاں سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر زِ نور رکھیو دل پُر سُرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے
کر انکے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

سُن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پنہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

(از درثمین)

اختلافِ رائے

یہ ممکن ہی نہیں کہ ہر معاملے میں تمام پہلوؤں سے میاں بیوی میں ہمیشہ اتفاق رائے ہی ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوتا اور کہیں نہیں ہوتا۔ عموماً عورتیں اپنے خاوند سے اختلاف کرتی ہیں اور یہ بھی اُن کا ایک مخصوص فطرتی تقاضا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔''عورت کو مرد سے رقابت ہوتی ہے اور وہ اس کے مخالف چلنے کی طبعاً خواہش مند ہوتی ہے۔۔۔ اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کی طبیعت میں ایک قسم کی کجی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عورتوں میں بے ایمانی ہوتی ہے بلکہ یہ ہے کہ عورت کو خاوند کی بات سے کسی قدر رقابت ہوتی ہے۔۔ اور خاوند کی بات پر ضرور اعتراض کرے گی اور جب وہ کوئی بات مانے گی بھی تو تھوڑی بحث کر کے اور یہ اس کی ایک انا کی حالت ہوتی ہے۔ اور اس میں وہ اپنی حکومت کا راز مستور پاتی ہے۔'' (سیر روحانی جلد اول صفحہ ۵۱۔۵۲)

اسی طرح لغت کی مشہور کتاب مجمع البحار کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں:

''یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یہ کلام استعارہ کی قسم سے ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ ان کے اخلاق میں ناز کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ یعنی خاوند سے اختلاف کر کے اُس سے اپنی بات منواتی ہے اور اس پر اثر ڈال کر اس پر حکومت کرتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ عورت پر جبری حکومت نہ کیا کرو بلکہ محبت سے اسے منوایا کرو اور اس کے احساسات کا خیال رکھا کرو کیونکہ وہ بہت باتوں میں مرد کے تابع ہوتی ہے۔ طبعاً مرد کے ہر حکم کو پرکھنا چاہتی ہے اور اس سے اختلاف ظاہر کرتی ہے تا کہ حقیقت کو معلوم کرے۔ پس مرد کو چاہئے کہ عورت سے جو بات منوائے دلیل اور محبت سے منوائے۔ اگر جبر اور زور سے منوائے گا تو عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا پیار کا تعلق مرد سے نہیں رہے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ا، صفحہ ۳۰۴)

''مرد کے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کو گھریلو معاملات میں ویٹو پاور کا درجہ حاصل ہے۔ جب میاں بیوی میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اس وقت مرد کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ لیکن جب اختلاف بڑھ جائے اور مرد ویٹو پاور کا ناجائز استعمال کرے تو عورت کو عدالت کی رُو سے اپنے حقوق لینے کی اجازت ہے۔ پس میں مردوں خصوصاً نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ عدل قائم کریں اور اسلام کے رستے میں دیوار حائل نہ کریں۔ (اوڑھنی والیوں کیلئے پھول، حصہ اول ص ۴۵۳۔۴۵۲)

دوسری اصولی بات ایک کامیاب ''راکھے'' کو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیوی کے اختلاف ظاہر کرنے کا مقصد جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ صرف اُس کی انا کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر صبر اور حوصلے سے اُس کی بات کو سنیں اور پیار اور دلیل سے بات کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ بے شک مرد قوّام ہیں اور آخری فیصلے کا حق انہی کو حاصل ہے لیکن ہر کام صرف اپنی مرضی کے مطابق ہی کرنا دانشمندی نہیں بلکہ ضروری امور کے متعلق اپنی شریکِ حیات سے بھی مشورہ کرنا چاہئے اور اُس کی رائے پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اور باہم مل کر سفرِ زندگی کے امور نپٹانے چاہئیں۔

خوبیاں اور خامیاں

ہر انسان میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ بعض خامیاں بھی ضرور موجود ہوتی ہیں۔ مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ ایسے لوگ جنہیں کسی پر نگران، ناظم یا افسر مقرر کیا گیا ہو اُنہیں عموماً اپنے سے کم درجہ والوں میں ہی خامیاں نظر آتی ہیں اور یہ خیال اُنہیں کبھی نہیں آتا کہ بعض کمزوریاں یا خامیاں خود اُن میں بھی لازماً موجود ہیں جن کی وجہ سے عین ممکن ہے کہ ماتحتوں کو بھی شکایت ہو۔ اگر کوئی نگران اس اصولی بات کا لحاظ رکھتا ہے تو پھر اُسے اہلِ خانہ کی کمزوریوں سے صرفِ نظر کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

گھر کا ''راکھا'' ہونے کی حیثیت سے اسے یہ اصول بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ جس طرح اسے اپنی بیوی میں بعض خامیاں نظر آتی ہیں بالکل اسی طرح اُسکی بیوی کو بھی اس کی بعض کمزوریاں ضرور نظر آتی ہونگی۔ اسی طرح بیوی میں کچھ خامیاں ہیں تو بہت سی خوبیاں بھی ضرور ہیں اور اُسے زیادہ تر خوبیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سورۃ النساء، آیت ۲۰ میں فرماتا ہے: ترجمہ:''اور اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے''۔ اسی حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔''جب شادی ہوگئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ ایک دوسرے کو سمجھیں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ نومبر ۲۰۰۶)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اُس کی ایک بات تجھے ناپسند ہے تو کچھ اچھی باتیں بھی ہونگی۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھو۔'' (مسلم)۔

(از کتاب راکھا، مصنف مقصود احمد علوی صاحب)

ازدواجی زندگی کے بارے میں اسلامی تعلیم

فرح دیبا۔ Portaoise

اسلامی معاشرے میں ایک نئے خاندان کی بنیاد خُدا کا نام لے کر ہی رکھی جاتی ہے۔نکاح کے موقع پر اگر خطبہ نکاح کے الفاظ پر غور کیا جائے تو اس میں سب سے زیادہ زور تقویٰ پر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کے نشانات میں سے ایک نشان یہ ہے کہ اُس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنائے ہیں ۔اور اُس کی علامات یہ ہیں کہ اِن جوڑوں سے تسکین، پیار اور راحت نصیب ہوتی ہے۔اور پھر وہ گھر جنت نظیر ہو جاتا ہے۔

اسلام کے نزدیک ایک حسین ازدواجی زندگی کا خمیر تقویٰ کے تخم سے اُٹھایا جاتا ہے۔اسے تقویٰ کے پانی سے پروان چڑھایا جاتا ہے۔اور اس کے گرد تقویٰ کی ہی باڑ لگائی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر کیے گئے گھر کو ایک مضبوط قلعہ قرار دیا ہے۔بصورتِ دیگر اولاد تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر جائے گی۔

اسلامی معاشرے میں عورت کو ایک مقام دیا گیا ہے۔اگر عورت نیک ہو،اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو،عبادت گزار ہو،بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا کہ ”ایسی عورت کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے“۔اور ایک جنّت ہم اس دنیا میں بھی حاصل کر سکتی ہیں،خاوند کی فرمانبردار ہو کر اور اُس کے رحمی رشتوں کی عزت و احترام کا خیال کر کے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ (آیت ۳۵ النساء)

پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار تب کہلاؤ گی اگر خاوند کی بھی فرمانبردار ہو گی۔فرمانبرداری کیا ہے؟ یعنی ہر وہ کام (علاوہ شرک کے) جس کے کرنے کا خاوند کہے،اُس کی خوشی کا خیال رکھنا،قناعت کے ساتھ خاوند کا ساتھ دینا،اپنے خاوند کی آمدنی کے مطابق سلیقہ شعاری سے گھر چلانا،خاوند کے آرام وسکون کا خیال رکھنا،اور اُس کا بھید یا راز ہر گز فاش نہ کرنا۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ”مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں“۔(البقرہ آیت ۱۸۸)

جس طرح لباس انسان کے عیوب کو چھپاتا ہے اسی طرح میاں بیوی بھی نہ تو ایک دوسرے کے عیب کا ذکر کریں۔اور نہ ہی طعن و تشنیع سے کام لیں۔لباس زینت کا موجب ہے اِسی طرح میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے خوشگوار تعلقات کی وجہ سے نہ صرف اپنے گھر کے ماحول کو خوبصورتی دیں بلکہ یہی خوشگوار تعلقات معاشرے میں بھی سکون پیدا کریں گے۔کیونکہ جب کوئی انسان اپنے گھر کے پُرامن ماحول سے نکلتا ہے تو بلاشُبہ وہ دوسروں کے لیے بھی امن کا باعث ہوگا نہ کہ بدامنی پھلانے والا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے ”لِبَاسُ التَّقوٰی“ فرما کر توجہ دلائی ہے کہ ”حیا اور اطاعت کے لباس سے ہی گھر کو سجایا جا سکتا ہے“۔

ظاہری زرق برق لباس کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”دنیا میں کتنی عورتیں ظاہری لباس کے لحاظ سے بہت خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن وہ اس سے عاری ہوں گی“۔(بخاری)

خدا کرے کہ ہم ہمیشہ تقویٰ اور حیا کا لباس پہنیں رہیں گی اور خُدا کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے اس کے بنائے ہوئے جوڑ کو محبت،وفاداری اور احترام کے ساتھ نبھانے والی ہوں۔(آمین) اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔(آمین)

اقوال زریں

١۔تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لئے کہتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ (قرآن کریم)

٢۔جس شخص کو سال بھر کوئی تکلیف یا رنج نہ پہنچے وہ جان لے کہ رب ناراض ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

٣۔جو شخص خوش دلی سے ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے قربانی کرے وہ اُس کے لئے جہنم سے رکاوٹ بن جائیگی۔ (حدیث)

٤۔آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پہ عمل پیرا نہ ہو۔(رسولِ اکرم ﷺ)

٤۔جو شخص تلاشِ علم میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ کی راہ پہ رہا۔(حدیث)

٥۔عورت کا میدانِ جہاد اس کا گھر ہے۔(حضرت فاطمہؓ)

٦۔جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

مرسلہ ڈاکٹر سندھو سلیم Dublin-

مرد کی نیکی جانچنے کا پیمانہ

اہل و عیال کے ساتھ حسنِ سلوک کی اس قدر اہمیت اور تاکید ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے مَردوں کے لئے نیکی اور اعلیٰ اخلاق کی کسوٹی قرار دیا ہے۔ انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ وہ لوگوں میں نیک اور اچھے اخلاق والا مشہور ہو۔ اس لئے بعض لوگ دوسروں کے سامنے ریا کاری سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن گھر میں چونکہ اُنہیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے وہاں اُن کے اخلاق کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے انسان کے گھر سے باہر سلوک اور برتاؤ کی بجائے اہلِ خانہ کے ساتھ نیک سلوک کو نیکی کا معیار قرار دیا ہے۔

فرمایا: خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِیۡ : تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے سلوک اچھا ہے اور مَیں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت مسیح موعودعیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جائے۔ نہیں نہیں، ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر کم خیر کم لا ھلہ، تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کیساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مرگئی ہے اس لئے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی پسند نہیں کرسکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا۔ (ملفوظات جلد۲صفحہ۱۴۷۔۱۴۸)

''چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر کم خیر کم لا ھلہ، تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے اچھا ہے۔ (ملفوظات جلد۵،۴۱۸)

آنحضرت ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث میں خود کو اپنے نمونے کو پیش فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا کہ مَیں تم میں سے اپنے اہل سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہوں۔ یعنی آپ نے صرف قال سے نہیں بلکہ حال سے عورتوں کے ساتھ نیک سلوک فرما کر دکھایا۔ انسان طبعاً نمونے کا محتاج ہوتا ہے اور عورتوں میں تو خاص طور پر قوتِ متاثرہ زیادہ ہوتی ہے اور وہ جلد اثر قبول کرلیتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ گھر کا نگران اپنے بیوی بچوں کیلئے نیکی اور اخلاق حسنہ کا نمونہ بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قال سے کسی کی مانتا ہے۔ اگر کوئی مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرضیکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے۔ اور وہ خود ہی اُسے خبیث اور طیّب بناتا ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہ ہی بداثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بداثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنی قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوتِ غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

مَرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں۔ جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اُسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا گیا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کرلیتی ہے۔ (ملفوظات جلد۵،۲۰۷۔۲۰۹)

طنز و مزاح

فکر کی بات

کبھی کبھار ایسے بھی ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک آپ کو ایسے دوست ایسے عزیز یا ایسی کتابیں پڑھنے کو ملتی ہیں جن سے آپ کو ایک ہی طرح کی کہانی قصہ یا واقعہ سننا یا پڑھنا پڑے۔ کچھ ایسی ہی میری آج کی بات ہے اور ہوسکتا ہے کہ آج آپکو بھی ایسے ہی باتیں بتانے والے ملے ہوں۔

آج میں کچھ اچھے موڈ میں تھی اور دل چاہ رہا تھا کہ کوئی مزیدار سا پروگرام بنا کر یا تو پکنک پر چلیں یا پھر کوئی اچھا پیار کرنے والا ہمارے گھر آجائے۔ اور ہم خوب مزے مزے کی چیزیں پکا کر کھائیں اور خوش گپیاں ہوں۔ گھنٹی بجنے پر جو میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ نبیلہ اور ماسی علم بی بی کھڑی ہیں۔ میں نے کہا کہ بس خدا نے میری آج کی تمام خواہشیں پوری کرنی ہیں۔ خوب آؤ بھگت کی خوش آمدید کہا اور سوچا کہ اب تو گھر میں ہی پک نک ہوجائے گی دونوں کی مزے مزے کی زندہ دلی کی باتیں ہنسی مزاح اور پھر چٹ پٹے کھانے پکانے والی، بس میں آرام ہی کروں گی مگر ادھر جو فون کی گھنٹی بجی تو بس دل دھک سے رہ گیا۔ انیسہ نے رو رو کر اپنے چہیتے خاوند سے علیحدگی کے قصے سنانے شروع کر دیئے اور گھنٹہ بھر مسلسل روتے ہوئے باتیں کرتی رہی کہ ''میں نے تو دھوکا کھایا مرد تو ہوتے ہی بے درد ہیں۔ میں دن رات کے ناز اٹھانے والے خاوند سے علیحدہ ہو کر تمہاری طرف آ رہی ہوں چند منٹوں میں''۔ میں نے اس کی فریاد پر کہہ دیا کہ اچھا تم اکیلی نہ آؤ زیور کپڑے بھی ساتھ لا رہی ہو میں خود تمہیں لینے کار میں آجاتی ہوں یہ بات ماسی علم بی بی نے کاٹ کر کہا کہ ''پہلے اپنی ماسی کے رہنے کے لئے تو سامان کرلو جو پہلے ہی اپنے بوڑھے کھوسٹ میاں کو دوسری شادی کرنے پر خدا حافظ کہنے کے بعد تمہاری طرف آئی ہے کہ تمہارا گھر بڑا ہے اور میاں تمہارا اکثر سفر پر رہتا ہے میں ایک طرف پڑی رہوں گی گھر کے کام کاج بھی کروں گی تم ملازمت تو کرتی ہو۔۔۔''

میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور خاموشی کی وجہ سے انیسہ پوچھنے لگی کیا بات ہے فون پکڑ کر کھڑی ہو بتاؤ کب آ رہی ہو۔ ورنہ میں گھر چلنے لگی ہوں۔ میں نے کہا ''تم ذرا ٹھہرو میں دوبارہ فون کرکے بتاتی ہوں کوئی ملنے والا آ گیا ہے''۔

دراصل میں نے بات بدل کر ایسے کہا تھا کہ ماسی کو کیا ہوا اس بڑھاپے میں اپنے گھر سے نکلنے اور خاوند کو چھوڑنے کی وجہ تو معلوم کروں۔ میرے اصرار پر ماسی نے بس یہ کہا کہ ''بوڑھا بہت تنگ کرتا ہے کہ اب تم بوڑھی ہوگئی ہو کوئی جوان بیاہ کر لاؤں گا۔ روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر جو میں نے کہہ دیا کہ اچھا جا لے آ۔۔۔بس کیا تھا نگوڑی جوان چار دن کے بعد ساتھ لیکر آ بنا، اب میں کاہے کو اس کے پاس رہوں، ٹھیک ہے نا۔ بی بی میری بنو تیری ماسی کیا کرے۔''

اب میں ذرا آنکھ اٹھا کر نبیلہ کی طرف دیکھا کہ اس کو ماسی پر رحم آ رہا ہے یا غصہ تو کیا دیکھتی ہوں کہ زارو قطار رو رہی ہے۔ میں نے جھٹ اٹھ کر اسکو گلے سے لگایا کہ نبیلہ تجھے کیا ہوا۔ کیا تو بھی کوئی ایسی کہانی لیکر آئی ہے آج قسمت کی ماری! اس پر وہ تو جانے آبلا بنی بیٹھی تھی۔ اور سارا ماحول اور گفتگو اس کے لئے روک بن رہا تھا جو وہ کہنا چاہتی تھی کہہ نہ پا رہی تھی۔ میرے دلاسہ دینے پر سسکیاں لیتے ہوئے بولی۔ ''میں اب کہاں جاؤں چھ بچوں کا ساتھ ہے اگر میرے پاس ڈگری نہیں اور میں ملازمت نہیں کرسکتی تو کیا ہے، گھر میں سو قسم کے بچت کے طریقے اور سلیقے سے گھر چلاتی ہوں۔ بچوں کے کپڑے خود سیتی ہوں، سویٹر بن لیتی ہوں کبھی بچوں نے فش اینڈ چپس کے لئے بھی ضد کی تو گھر میں بنا دیتی ہوں کہ باہر سے لاؤ گے تو خرچ زیادہ ہوگا مگر آج جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے اس کا تو کوئی حل نہیں ہے کہ نعیم نے مجھے طلاق نامہ دے کر نکاح فارم پر دستخط کئے ہوئے دکھا کر کہا ہے کہ اب تم اپنا حق برٹش گورمنٹ سے لو۔ میں نے تو ایک گریجویٹ لڑکی سے شادی کر لی ہے جو میرے ساتھ ملکر برابر کام کرے گی۔ اور ہم دونوں اب نئے ماحول میں سکون آرام کی زندگی گزاریں گے۔''

دیر کافی ہونے پر انیسہ نے ہی دوبارہ فون کیا کہ ''خیریت تو ہے تم نہیں آ رہی نہ آؤ میں نے خودکشی کرنے کی ٹھان لی ہے کہ میاں نے مجھے چوری کا الزام لگا کر مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی ہے جبکہ میں اپنا زیور لے کر تمہارے گھر پناہ لینے اور ہمدردی لینے آ رہی تھی۔'' بھلا اچھی بھلی چنگی انیسہ کے خاوند نے کیوں شادی کی۔ ابھی تو شادی کو صرف دو سال ہی ہوئے تھے۔ بچہ ہو ہی جائے گا ایسی

بھی کیا بات تھی، کچھ زیادہ دیر بھی نہ ہوئی تھی۔

دوپہر کی ڈاک میں کافی خط تھے میں نے جو ایک لفافہ کھولا تو بس سر چکرا گیا کہ خدایا آج کا دن کیسا چڑھا ہے کہ ایسے ہی واقعات سننے اور پڑھنے میں آرہے ہیں۔ دل تھام کر رہ گئی اور وہیں سیڑھیوں میں بیٹھ کر خط پڑھنے لگی جو کئی صفحوں پر مشتمل تھا۔ یہ میری ایک سہیلی نویدہ کا تھا جو کئی سالوں سے دوبئی گئی ہوئی تھی۔ اور اکثر پوسٹ کارڈ بھجوایا کرتی تھی۔ آج اتنا بھاری لفافہ پاکر میں بھی حیران ہوگئی، لکھا گیا تھا کہ تمہارے دولہا بھائی کی تو آزاد طبیعت سے تم بخوبی واقف تھیں۔ اب تو آج کے بعد کے واقعہ کے بعد تم کو کوئی اور دولہا بھائی ڈھونڈنا پڑے گا۔ وجہ یہ لکھی تھی کہ ہم دونوں چھٹیاں گزارنے قطر گئے ہوئے تھے، ندیم کی ایک ضد تھی کہ تم یہاں چھٹی گزارنے آئی ہو خوب مزے کرو اور آزاد پھرو، پردہ بالکل نہ کرو، خاص طور پر میرا برقعہ ان کی دوسری شادی کی دھمکی بنا۔ آج جبکہ وہ ایک دوشیزہ کے ساتھ بہت خوش ہیں اور میں اپنی علیحدگی کے کاغذات سامنے رکھ کر تمہیں یہ دکھیا کہانی لکھ کر سب کچھ بتانا چاہتی ہوں کہ میرا یہ حال ہے دنیا اندھیر ہوگئی ہے، آخر مردوں کی عقل پر پردے کیوں پڑ گئے ہیں، پردے تو عورتوں کی زینت اور حیا کی بنیاد ہوتے ہیں۔

میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اپنے ماحول کا جائزہ لے ہی رہی تھی کہ میرے میاں وہ تصاویر لے کر آگئے جو ان ایک پرانے دوست نے اپنی شادی کی بھجوائی تھیں اور اب تازہ تصاویر جو البم میں لگا رکھی تھیں دکھانے لگے کہ دیکھو انجم نے تو دوسری شادی صرف اس لئے کی تھی کہ اس بیوی سے بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوتی ہیں۔ اور اب دیکھو تصویر میں مزید چار بیٹیوں کے ساتھ بیٹھا ہے۔۔۔

اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے، دوپہر کے کھانے کا وقت ہورہا تھا مجھے کچھ شاپنگ کرنے جانا تھا میں سب سے اجازت لے کر بس کے انتظار میں کھڑی تھی کہ مسز حسین بھی لائن میں کھڑی نظر آئیں، سلام کیا اور بات کرنے لگی کہ کبھی تو کوئی کام کردیا کرو، میں نے پوچھا کیا کام؟ کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے لئے کوئی رشتہ بتاؤ۔ گزشتہ سال جس کی شادی کی تھی وہ بیوی بڑی ہی بداخلاق اور پھوہڑ نکلی۔ نہ خاوند کی عزت کرتی تھی نہ گھر کو سلیقے سے سنبھالنا آتا تھا۔ بیٹا بے چارہ تنگ آکر طلاق دے چکا ہے۔ یہ ساری باتیں وہ ایک ہی سانس میں کہہ گئیں اور میں ان کا منہ تکتی رہ گئی۔ اتنے میں بس آگئی اور میں نے اپنی راہ لی وہ رشتہ مانگتی گئیں۔

واپسی پر شاپنگ سینٹر سے ہی ایک دور کی رشتہ دار کو دیکھا جو زیورات کی دوکان سے انگوٹھی خرید رہی تھیں۔ میں حیران ہوئی کہ بھلا کس کیلئے انگوٹھی ہوگی۔ حالانکہ ان کے اکلوتے بیٹے کی شادی کو ایک سال ہوگیا ہے، شاید شادی کی سالگرہ منا رہے ہوں گے۔ میں نے سوچا مگر گھر پہنچ کر ان کے فون سے منگنی پر آنے کی دعوت سے سارا علم ہوا کہ بیٹے نے بہو کو چھوڑ کر دوسری لڑکی سے شادی کرنا ہے۔ اور آج اس کی منگنی ہے۔ وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ جھگڑے تو پہلے دن سے ہی چل رہے تھے کہ علیحدہ گھر خرید و ساز وسامان رکھنے کے لئے ایک کمرہ کافی نہیں ہے۔ تمہارے پاس کار بھی نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر علیحدگی کروالی ہے۔

بھلا قصوروار کون ہے یہ فیصلہ کرنا کچھ آسان نہیں ہے ایک نہیں بیسیوں مثالیں ایسی مل جائیں گی کہ دونوں فریقین اپنی اپنی جگہ پر جگہ برحق اور بے قصور ہیں اس لئے میں اس مضمون کو ایک واقعہ لکھ کر ختم کرتی ہوں کہ میاں بیوی 25 سال اکٹھے رہ رہے ہیں ان کے پیار سے بنائے ہوئے دو پھول بھی ہیں جواب اپنی جوانی کی اٹھارہ انیس بہاریں دیکھ رہے ہیں، مگر عورت نے اپنے خاوند کی بد زبانی اور شکّی نگاہوں سے تنگ آکر علیحدگی اختیار کرنا قبول کیا ہے جبکہ نوجوان بچے ماں کو طعنے دیتے ہیں کہ ماں کاش تم یہ فیصلہ نہ کرتیں۔ ہم کسے اپنا باپ کہیں، ہماری شادی ہوجانے پر تم نے انتظار کیا ہوتا اور اب بچوں کے رشتوں میں بھی یہ چیز روک بن گئی ہے کاش ایسا نہ ہوتا، اب بتایئے، قصور کس کا ہے؟

میں ایک عورت ہوں، عورت کی طرفداری کرنا فطری امر ہے مگر آج کل ہماری عورتوں کی قوت برداشت سعادتمندی اور نیکی اور اطاعت مفقود ہو کر رہ گئی ہے۔ اور یہ سب ہم سب کا باہمی مسئلہ بن گیا ہے۔ اس کا فیصلہ قارئین خود کریں کہ مرد کی دوسری شادی میں قصوروار عورت ہے یا مرد۔۔۔

میرے خیال میں یہ بات دونوں طرف کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(از نشین، مصنف: امتہ الباسط ایاز صاحبہ، صفحہ ۲۳۷-۲۴۲)

مسکرائیں:

☆ ایک نوجوان کو نجومی نے بتایا کہ تم چالیس سال تک غربت کا شکار رہو گے۔

نوجوان نے پوچھا۔ اس کے بعد؟

نجومی نے جواب دیا: اس کے بعد تم عادی ہوجاؤ گے۔

☆ ایک دوست دوسرے سے: یار جب میں سوٹ پہن کر سبزی لینے جاتا ہوں تو مہنگی ملتی ہے اور جب میں پھٹا ہوا کرتا پاجامہ پہن کر جاتا ہوں تو سبزی سستی ملتی ہے۔

دوسرا بول اٹھا۔ تم پیالہ لے کر جایا کرو سبزی مفت ملے گی۔

وزن کنٹرول کرنا

موٹاپا اکثر موذی بیماریوں کی جڑ ہے۔اس لئے اسے اُم الامراض بھی کہتے ہیں۔ اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔وزن کم کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کریں۔ وزن کم کرنے کے لئے ماہر غذا کا مشورہ بہت ضروری ہے۔کیونکہ 'خود ساختہ ڈائٹنگ' آپ کی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

یادرکھیں کہ آپ کے وزن میں تدریجاً اضافہ ہوا ہے۔اس لئے اس میں کمی بھی تدریجاً ہونی چاہئے۔ایک بہتر لائف سٹائل اور کھانے کی عادات کی وجہ سے وزن میں کونٹرول کیا جاسکتا ہے۔

خوراک میں تبدیلی کے ساتھ لائف سٹائل کو توانا بنائیں۔نیز ورزش کو معمول بنانا آپ کو فٹ رہنے میں مدد کرتا ہے۔

ہمیشہ اچھا ناشتہ کریں جس میں انڈا، دودھ، ڈبل روٹی ہو یا سادہ پھلکا بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔پراٹھے سے اجتناب کریں۔دوپہر کا کھانا بے شک ہلکا رکھیں۔جس میں سالاد اور پھل، دہی یا ابلی ہوئی سبزیاں ہوں۔میٹھے اور چکنائی والی چیزوں سے پرہیز کریں۔چپاتی، چاول اور دیگر اشیاء کے استعمال میں بھی کمی لائیں۔کھانے کے ساتھ fizzy drinks نہ پئیں۔بلکہ قہوہ یا سبز چائے پئیں۔

پھل، سلاد، ابلی یا سٹیم سبزیاں، نیز چوکر چکی کے آٹے کا استعمال کریں۔اس سے آپ کا پیٹ بھرے گا۔قبض سے بچاؤ میں مدد ملے گی۔

مناسب مقدار میں پروٹین استعمال کرنے سے muscles کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے جو اکثر ڈائٹنگ میں واقع ہوتا ہے۔

حدیث کے مطابق کھانا بھوک رکھ کر کھائیں۔رات کا کھانا مغرب کے بعد جلدی کھالیں۔رات کو سونے سے پہلے اگر بھوک لگے تو کوئی پھل کھالیں یا دودھ بغیر بلائی کے پی لیں۔پانی کا استعمال دن میں کم از کم ۸ گلاس ہونا چاہئے۔

یورپ میں تو بازار سے ملنے والی تقریباً ہر چیز پر اشیاء کی کیلوریز کی تفصیل لکھی ہوتی ہے۔اس کو ہمیشہ دیکھ کر استعمال میں لائیں۔ایک عام انسان کو قد، عمر کے حساب سے تقریباً 2000 کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن اگر آپ وزن کم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ان میں سے کچھ کم کیلوریز لینی ہونگیں۔اور ورزش کر کے جو کیلوریز آپ لیتے ہیں انکو burn کرنا ہوگا۔اس طرح سے آپ صحت مند طریق سے اپنا وزن کنٹرول کر سکتے ہیں۔

چند غذائی اشیاء کی کیلوریز

اشیاء	مقدار	کیلوریز Calories
چپاتی	ایک عدد	160 kcal
سفید ڈبل روٹی	ایک سلائس	80 kcal
براؤن بریڈ	ایک سلائس	65 kcal
دال ابلی ہوئی	ایک کپ	80 kcal
چاول ابلے ہوئے	ایک کپ	205 kcal
انڈا	ایک عدد	75 kcal
گھی	ایک درمیانہ چمچ	120 kcal
سیب	ایک عدد	81 kcal
کیلا	ایک عدد	109 kcal
کھیرا	ایک کپ	14 kcal
ٹماٹر	ایک عدد	26 kcal
سلاد کے پتے	ایک کپ	8 kcal
گاجر	ایک عدد	29 kcal
پنیر cheddar	ایک سلائس	114 kcal
پیزا	50 grams	134 kcal
jam	ایک چمچ	18 kcal
کھجور	ایک عدد	24 kcal

ٹوٹکے

☆ گلا خراب ہونے کی صورت میں ادرک کے رس میں شہد ملا کر تھوڑا تھوڑا سا چاٹیں سوزش ختم ہوجائے گی۔

☆ ایک آلو چھیل کر باریک کدّو کش کرلیں اور خوب یخ پانی میں پانچ منٹ کے لئے بھگو دیں پھر نکال کر ایک چائے کا چمچ شہد ملا کر آنکھوں کے حلقوں کے لئے بہترین چیز ہے۔

☆ سفید سرکہ کے چند قطرے ایک کھانے کا چمچ دہی میں ملا کر چہرے پر لگا کر ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔چہرہ فریش ہوجائے گا۔

☆ نہانے کے بعد چوتھائی چائے کا چمچ زیتون کا تیل اور دو قطرے لیموں کے ملا کر گیلے بالوں میں مساج کرلیں۔خشکی دور ہوجائے گی اور بالوں میں چمک آئے گی۔

☆ ایک چائے کا چمچ پیاز کا جوس پی لینے سے سانس کی تکلیف کو فوراً آرام آجاتا ہے۔

☆ شہد کو سرکہ میں گھولیں اور اس کی کلیاں کریں، دانت اور مسوڑھے مظبوط ہوجائیں گے۔

انٹرویو

ایک شام ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے ساتھ

ارشاد عرشی ملک صاحبہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اکثر جماعتی کُتب و رسائل میں اُن کا پُر لطف و پُر حکمت کلام چھپتا رہتا ہے۔ ادارہ مریم میگزین کے لئے یہ ایک بہت اعزاز کی بات ہے کہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر ہمیں انٹرویو دیا۔ یہ کسی بھی جماعتی رسالہ میں اِن کا پہلا انٹرویو ہے، جس کے لئے ہم ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے بے حد مشکور ہیں۔ (مدیرہ)

سوال: کیا ارشاد عرشی آپکا اصل نام ہے ؟

جواب: میرا اصلی نام ارشاد اختر تھا۔ جو کہ مجھے بہت ناپسند تھا۔ جب میں نے شاعری شروع کی تو میں نے اپنے نام کی مناسبت سے اپنا تخلص ''ارشی'' رکھ لیا۔ سالہا سال تک یہی تخلص چلتا رہا۔ پھر مجھے اس کے بے معنی ہونے کا احساس ہوا اور میں نے اسے ''عرشی'' کر لیا اور جب سے تخلص با معنی ہوا مجھے ایسا لگا کہ تب سے میری زندگی بھی با معنی ہو گئی۔

سوال: آپ کی پیدائش کہاں کی ہے ؟

جواب: میں لاہور کے ایک محلے ''کرشن نگر'' میں پیدا ہوئی۔

سوال: آپکا بچپن کہاں گزرا ؟ کیا گھر میں شاعری کی طرف کسی اور کا بھی رجحان تھا ؟

جواب: والد صاحب ایئر فورس میں تھے اور ان کی پوسٹنگ مختلف شہروں میں ہوتی رہتی تھی اس لئے بچپن کا کچھ حصہ لاہور میں، کچھ پشاور میں، کچھ راولپنڈی میں اور کچھ کوئٹہ میں گذرا۔

سوال: آپکے خاندان میں آپ سے پہلے کوئی شاعر تھا ؟ (کوئی خاتون شاعرہ تھیں؟)

جواب: نہ کوئی مرد شاعر تھا، نہ کوئی خاتون شاعرہ تھیں۔

سوال: سب سے پہلے کس نے احساس دلایا کہ آپ اچھے شعر کہتی ہیں ؟

جواب: والد مرحوم حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ لیکن غزلوں اور عشقیہ شاعری کے خلاف تھے۔

سوال: آپکی سب سے پہلی غزل یا نظم کون سی تھی؟ کس احساس نے آپکو پہلا شعر کہنے پر مجبور کیا ؟

جواب: میں شروع سے تنہائی پسند اور اپنے آپ میں گم رہنے والی طبیعت کی مالک تھی۔ شائد یہ احساسِ تنہائی ہی تھا۔

سوال: کیا آپ کو اپنا پہلا شعر یاد ہے ؟

جواب: میں شائد چھٹی یا ساتویں جماعت میں تھی تو میں نے کچے پکے سے دو تین شعر کہے اور اپنی کاپی پر لکھ لئے۔ وہ یہ تھے:

میری چاہت بھی ہے خاموش زباں بھی خاموش
یہ خموشی بھی محبت کا اک انداز ہوا کرتی ہے
میری خاموشی کو تم نے مری فطرت سمجھا
یہ نہ جانا کہ محبت کی یہ آواز ہوا کرتی ہے

یہ اشعار میرے والد صاحب نے پڑھ لئے اور مجھے کافی ڈانٹ پڑی کہ یہ کیا بکواس لکھی ہے۔ لکھنا ہی ہے تو کوئی حمد یا نعت وغیرہ لکھا کرو۔

سوال: آپ نے سب سے پہلے کہاں کلام پڑھا تھا (کس مشاعرے میں) اور کیا آپکو یاد ہے کہ آپ نے کیا پڑھا تھا ؟

جواب: کالج کی طرف سے کسی بین الکلیاتی مقابلے کے مشاعرے میں شرکت کے لئے گئی تھی لیکن اب یاد نہیں

سوال: غزل یا نظم کے علاوہ کیا آپ نے دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی ہے

جواب: جی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔

سوال: سب سے پہلے کس جماعتی رسالہ میں آپکا کلام شائع ہوا ؟

جواب: جماعتی رسالوں میں تو بہت بعد میں چھپنا شروع کیا۔ لیکن کالج کے زمانے سے ہی صف اول کے ادبی رسالوں مثلاً فنون۔ سیپ، اوراق۔ ادب لطیف اور نیرنگِ خیال وغیرہ ۔ میں میرا کلام شائع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور ہاں ثاقب زیروی صاحب بھی میرے کالج کے زمانے سے ہی اپنے پرچے ''لاہور'' میں مجھے چھاپنے لگ گئے تھے۔

سوال: کیا شروع شروع میں شاعری میں آپکا کوئی استاد تھا ؟

جواب: باقاعدہ استاد تو کوئی نہیں تھا لیکن کسی نے بھی کوئی مفید مشورہ دیا تو میں نے خوشدلی سے اسے قبول کرلیا۔

سوال: یقیناً خلیفۃ المسیح نے بھی آپ کی شاعری کو پڑھا ہوگا ؟ کیا خلیفۃ المسیح نے بھی آپ کی شاعری کو سراہا ؟

جواب: جی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں جب ناچیز نے اپنا پہلا شعری مجموعہ ''تیرے در کے فقیر ہیں مولا'' بھجوایا تو حضورِ اقدس نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور خط میں لکھا کہ ''اس کتاب سے مجھ پر یہ تاثر پڑتا ہے کہ کسی بُت کی بے وفائی نے آپ کو خدا دے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت میں گندھا ہوا کلام دل کی گہرائی سے نکلا ہے اوردل کی گہرائی پراُترا ہے۔'' اس کے بعد بھی جب کبھی حضور کو اپنی کوئی غزل یا نظم ارسال کرتی تو آپؒ ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے۔اسی طرح جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں کوئی کلام بھیجتی ہوں تو آپ بھی بہت حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔

میرے پانچویں شعری مجموعے ''ماں کا پیغام، بچوں کے نام'' میں ناچیز کی مختلف نظموں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے بیس تعریفی خط موجود ہیں جو ہر نظم کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں۔اوران کے علاوہ مزید نظموں کے بارے میں پینتیس مزید خطوط موجود ہیں جو انشاء اللہ خاکسار کے چھٹے شعری مجموعے ''سوا نیزے پر سورج'' کی زینت بنیں گے۔

سوال: آپکے خیال میں اچھی شاعری کے لیے کونسے معیارات کا تعین ضروری ہے

جواب: میرے خیال میں اچھے شعر کی یہ تعریف بالکل درست ہے کہ دل سے نکلے اوردل پراثر کرے۔

سوال: کس شاعر یا شاعرہ کی شاعری نے آپکو متاثر کیا ہے؟

جواب: بے شمار ہیں کس کس کا نام لوں۔

سوال: کون سے شعراء کا کلام شوق سے پڑھتی ہیں ؟

جواب: یہ بھی بے شمار ہیں۔

سوال: کیا موجودہ شعراء نے پرانی شعری روایات کو برقرار رکھا ہے ؟

جواب: جی ہاں پرانی روایات کو بھی لے کر چل رہے ہیں اور آئندہ کے لئے نئی روایات بھی بن رہی ہیں۔

سوال: نوجوان شعراء کی شاعری سے آپ کس حد تک متفق ہیں ؟

جواب: نوجوان شعراء میں جوش ہے۔نئی نئی امنگیں ہیں وہ نئے نئے تجربے کر رہے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے۔

سوال: نئے نوجوان شعراء میں سے کس کو پسند کرتی ہیں ؟

جواب: یہاں بھی کسی ایک کا نام نہیں لیا جاسکتا۔کسی کا کوئی شعر اچھا ہے تو کسی اور کا کوئی اور شعر اچھا ہے۔

سوال: آپ نے جرنلزم میں ماسٹرز کی توفیق پائی ہے ؟ کیا آپ صحافت کے شعبہ سے بھی منسلک رہی ہیں ؟

جواب: جی ہاں میں نے پانچ سال تک ایک جرنلسٹ کے طور پر کام کیا۔

سوال: بیرونِ ملک سفر کا کبھی اتفاق ہوا ؟ اگر ہوا تو کس ملک نے سب سے زیادہ متاثر کیا ؟ اور کیوں؟

جواب: بہت دنیا گھومنے کا اتفاق ہوا لیکن مجھے اپنا پیارا پاکستان ہی سب سے زیادہ پسند ہے۔

سوال: موجودہ دور میں جب کہ انٹرنیٹ اور میڈیا کی بھرمار ہے کیا آپکو لگتا ہے کہ لوگوں میں پڑھنے کا رجحان کم ہوگیا ہے ؟

جواب: پڑھنے والے اب بھی پڑھتے ہیں۔انٹرنیٹ پر بھی پڑھنے والوں کے لئے ایک جہان آباد ہے

سوال: کیا آپکو لگتا ہے نوجوان نسل اچھا شعری ذوق رکھتی ہے ؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: آپ کی شادی کب اور کس سے ہوئی ؟

جواب: میری شادی ایک بہت اچھے شاعر، ادیب تنقید نگار اور ٹی وی ڈرامہ رائیٹر سے ہوئی۔ جو پیشے کے لحاظ سے انکم ٹیکس کے محکمے سے ریجنل کمشنر کی حیثت سے ریٹائیر ہوئے۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں ؟ کیا بچوں میں سے کوئی شعر وشاعری سے شغف رکھتا ہے ؟

جواب: میری دو بیٹیاں ہیں۔ بڑی بیٹی ثناء ملک کبھی کبھار انگریزی میں شاعری کرتی ہے۔

سوال: نئے آنے والے شعراء کے لیے آپکا کیا پیغام ہے ؟

جواب: بامقصد شاعری کریں اور خلوص ومحنت سے لکھیں۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خُشک سیروں تنِ شاعر میں لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرعِ تر کی صورت

سوال: اب تک آپکے کتنے شعری مجموعے چھپ چکے ہیں ؟

جواب: پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور چھٹا زیرِ اشاعت ہے۔

(۱) تیرے در کے فقیر ہیں مولا ۲۰۰۱ء

(۲) پُل صراط پر ایک قدم ۲۰۰۳ء

(۳) فریادِ درد ۲۰۰۵ء

(۴) بھرے شہر میں بن باس ۲۰۰۸ء

(۵) ماں کا پیغام، بچوں کے نام ۲۰۱۰ء

(۶) سوا نیزے پر سورج ۲۰۱۱ء

سوال: ذاتی طور پر آپکو اپنا کونسا مجموعہ بہت پسند ہے ؟

جواب: آپ کسی ماں سے پوچھیں اسے اپنا کون سا بچہ زیادہ پسند ہے۔

سوال: آپکا پسندیدہ شعر کونسا ہے ؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر:۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

سوال: کس کا کلام اکثر زبان پر رہتا ہے ؟

جواب: مختلف اوقات میں مختلف شعراء کا۔

سوال: تعریف تو اکثر سنتی ہوں گی کیا کبھی تنقید کا سامنا بھی کیا اور ایسی کونسی تنقید تھی جو صرف تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے تعمیر تھی ؟

جواب: تنقید برائے تنقید بھی بہت سنی اور تنقید برائے تعمیر بھی بہت سنی۔ پہلی نے صبر اور حوصلہ کرنا سکھایا اور دوسری نے آگے بڑھنے کا راستہ دکھایا۔ اس لئے دونوں ہی بہت مفید ثابت ہوئیں۔

☆☆☆☆

سب ھار دیا

لہجے کی کھنک لفظوں کی چمک ، سب گزرے دور کا قصہ ہے
وہ تانا شاہی ، ناز و ادا ، وہ شوکت و شاں سب ہار دیا
وہ دن بھی عرشی بیت گئے جب طرزِ بیاں میں جادو تھا
اب لفظ ہیں گونگے ، ہونٹوں پر نہ ہوں نہ ہاں سب ہار دیا

خوشیوں کا راز

(راشدہ کرن خان)

اس دنیا میں کون ایسا ہوگا جسے سکھ ہی سکھ ملے ہوں، خوشیاں ہی خوشیاں ملی ہونگیں اور جس پر کبھی بھی دکھوں اور غموں کا سایہ نہ پڑا ہوا ہو۔

بعض دیکھنے والے یہ محسوس کرتے ہیں کہ فلاں شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ اسے تو کوئی غم نہیں بلکہ اُسے خوشیاں ہی خوشیاں حاصل ہیں۔ لیکن یہ نقطۂ نظر قطعی نادرست اور انتہائی نا مناسب ہے۔ ہر کوئی اپنے مسائل اور پریشانیاں دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن خود اُسے اپنی مشکلات کا اچھی طرح ادراک ہوتا ہے۔ آسانی کے بعد تنگی اور تنگی کے بعد آسانی ارشادِ الٰہی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان بہت ہی ناشکرا ہے۔ یعنی مجموعی طور پر انسانوں میں شکر نہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ سکھ ملنے پر شکر کم ادا کرتا ہے۔ لیکن جوں ہی کوئی دکھ پہنچے، ناشکری کے کلمات اُس کی زبان سے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو ہماری زندگی کے زیادہ تر لمحے سکھ کے ہوتے ہیں، لیکن افسوس ہم اِن خوشیوں کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اُن چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو معمول کا نام دے کر اِن کو اپنی زندگی میں نظر انداز کرتے ہیں۔ ہم آنے والے وقت کو اپنے لئے زیادہ خوشگوار تصور کرتے ہیں۔ اُس وقت کا شدت سے انتظار کرتے ہیں جس کو ہم نے کبھی دیکھا نہیں۔ آپ نے اکثر ایسے جملے سنے ہونگے کہ: ''پتہ نہیں کب ہمارے گھر کے حالات بہتر ہونگے ۔۔ کب میرا بچہ بڑا ہوگا تو میرے کام کم ہوں ۔۔ پتہ نہیں کب ہمارے پاس اپنا گھر ہوگا، تب ہی ہماری زندگی خوشگوار گزرے گی ۔۔ کب یہ ہوگا، تب وہ ہوگا ۔۔ جب یہ ہوگا، !''

حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ ''جب، تب اور کب'' ہماری زندگی سے کبھی جاتے نہیں ہیں۔ یہ الفاظ ہماری زندگیوں کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ہم اپنے ہزاروں قیمتی، چھوٹے چھوٹے خوشگوار لمحوں کو ضائع کرتے چلے جاتے ہیں۔

افسوس تب ہوتا ہے جب یہ لمحے گزر کر پھر کبھی واپس نہیں آتے اور تب ان لمحوں کی قدر آجاتی ہے اور احساس ہوتا ہے کہ یہ گزرا ہوا وقت تو بہت اچھا تھا۔ گزرے ہوئے وقت اور آنے والے وقت پر آپ کا بس نہیں، لیکن حال

کو بہتر بنانے کا ہنر آپ کے پاس ہے۔ ایسا کرنے سے آپکا آنے والا وقت بھی اچھا ہوگا اور گزرتا ہوا ہر پل بھی خوشیوں کا ہوگا۔ ہر پل کو خوشی سے گزاریں، خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے، اُس کے احسانات، اور انعامات کو یاد کریں، اُس کا شکر ادا کرتے چلے جائیں۔ اِن خوشیوں کو بھرپور انداز میں جینے کی کوشش کریں، جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں اور جو شاید کسی دوسرے کے نصیب میں نہیں۔

یقین کریں، اگر آج آپ خوش نہیں ہیں، تو کل سب ملنے پر بھی خوش نہیں ہونگیں۔ آپ کو یہ احساس ہمیشہ رہے گا کہ آپ کے پاس ابھی بھی وہ سب نہیں ہے جس کی آپ نے خواہش کی ہے۔ خوشیوں کا راستہ آپ کے قدموں میں ہے۔ اس پر چلنا اور منزل کو پانا آپ کے بس میں ہے۔

آپ کو یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے اِس دنیا کے سب سے خوش قسمت انسان ہیں، جس پر خدا تعالیٰ کے بے شمار فضل ہیں۔ اور آپ اُن لاکھوں لوگوں سے زیادہ خوشحال ہیں جو زندگی میں بہت سی آزمائشوں سے گزر رہے ہیں۔

آج آپ کو ایک چھوٹی سی جھلک آپ کی خوش نصیبی کی دیکھانے جارہی ہوں۔ یہ انٹرنیٹ کی مدد سے لیا گیا ایک چھوٹا سا جائزہ ہے، جس کو پڑھ کر آپ اپنے آپ کو اس دنیا کا سب سے زیادہ خوش نصیب اور خوشحال انسان مانیں گے۔

1﴾ اگر آپ کے فریج میں خوراک موجود ہے، جسم پر کپڑے ہیں، سر پر چھت ہے اور سونے کے لئے کوئی جگہ ہے، تو پھر آپ اس دنیا کے 75% لوگوں سے زیادہ خوشحال ہیں۔

2﴾ اگر آپ کے بینک میں پیسے ہیں اور آپ کے پرس میں بھی کچھ رقم ہے اور آپ اپنی کھانے کی میز پر مختلف کھانے اور چیزوں کا انتظام کرنے کے قابل ہیں، تب آپ دنیا کے 8% چوٹی کے امیر لوگوں میں شامل ہیں۔

3﴾ اگر آپ صبح جاگنے پر اپنے آپکو بیمار ہونے کی نسبت زیادہ صحت مند محسوس کرتے ہیں۔۔تو آپ پر اُن لاکھوں لوگوں سے زیادہ فضل کیا گیا ہے جو اس ہفتے زندہ نہیں رہیں گے۔

4﴾ اگر آپ کو کبھی جنگ کا خطرہ، قید کی تنہائی، تشدد کی تکلیف یا بھوک کا درد برداشت نہیں کرنا پڑا۔۔۔ تو آپ اس دنیا کے 500 ملین انسانوں سے زیادہ بہتر حالت میں ہیں۔

5﴾ اگر آپ تکلیف پہنچائے جانے، گرفتاری، تشدد یا موت کے خوف کے بغیر مسجد میں عبادت کر سکتے ہیں۔۔۔تو آپ پر اس دنیا کے 10 ملین انسانوں سے زیادہ فضل کیا گیا ہے۔

6﴾ اگر آپ کے والدین ابھی حیات ہیں تو آپ بہت خوش قسمت ہیں۔

7﴾ اگر آپ اپنے چہرے پر مخلصانہ مسکراہٹ رکھتے ہیں اور ایک حقیقی شکر گزار ہیں۔۔۔تب بھی آپ پر اللہ کا فضل ہے، کیونکہ زیادہ تر لوگ ایسا کر سکتے ہیں لیکن (ان میں سے) اکثر ایسا نہیں کرتے۔

8﴾ آپ اس پیغام کو پڑھ سکتے ہیں، اس طرح سے آپ پر دو طرح سے فضل کیا گیا ہے، اوّل یہ کہ آپ اس دنیا کے اُن 100 ملین افراد سے زیادہ خوش قسمت ہیں جو پڑھنے لکھنے کی صلاحیت سے مرحوم ہیں۔ دوم یہ کہ آپ کو یہ پڑھ کر خدا تعالیٰ کا شکر اور حمد کرنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔

قارئین کرام! اِس امید کے ساتھ اپنا مضمون ختم کرتی ہوں کہ یہ پیغام ضائع نہیں جائے گا اور ہم اپنی زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو بھرپور انداز میں جینے کی پوری کوشش کریں گیں۔ انشاءاللہ۔

اچھی باتیں

(۱) انسان کو لفظ نہیں روّیے مارتے ہیں۔

(۲) جو خیر کے راستے پر چلتے ہیں اللہ بھی اُن کا ساتھ دیتا ہے۔

(۳) ہر مرض کا سر چشمہ ہماری بے جا خواہشات ہوتی ہیں۔

(۴) حسد حاسد کو مرنے سے پہلے مار دیتا ہے۔

(۵) جب صورت حال خطرناک ہو تو دانا لوگ خاموش رہتے ہیں۔

(۶) غلطی مان لینے سے انسان کا ذہنی بوجھ کم ہو جاتا ہے۔

(۷) جس چیز کی ضرورت نہیں اُس کی جستجو مت کرو۔

(۸) ٹھوکر لگنے سے پہلے جو ہوشیار ہو جاے وہ جلد کامیاب ہوتا ہے۔

(۹) تم صرف مصیبت اور ضرورت کے وقت دُعا ہیں مانگتے ہو کیا خوشحالی اور فراغت کے دونوں میں بھی تمھارے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھتے ہیں۔

(۱۰) اگر انسان بننا چاہتے ہو تو انسانیت کا احترام کرو۔

(مرسلہ ثمینہ نواز، Cork)

آپ کے خطوط

مکرمہ محترمہ طیبہ مشہود صاحبہ وراشدہ کرن خان صاحبہ، اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکتہ

آپ دونوں کی طرف سے رسالہ مریم کا شاندار نمبر موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ نمبر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اس کو پڑھ کر اس سے بھی زیادہ ماشااللہ بڑی محنت سے مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔

تعلیمی تبلیغی اور تربیتی ہر طرح کے مضامین شامل ہیں۔ یہ بہت مفید طریق جو جاری رکھنا چاہئے، پھر آئرلینڈ کی تاریخ اور تعارف کا بھی ذکر ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاریخی اور کے تاریخی سفر آئرلینڈ (جس میں پہلی احمدیہ مسجد مریم کا سنگِ بنیاد گالوے میں رکھا) کی تفاصیل اس نمبر میں شامل ہیں۔ آپ نے بہت مفید تاریخی ریکارڈ جمع کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ میری طرف سے مبارکباد اور دلی دعائیں اللہ تعالیٰ آپ کو مزید بہتر سے بہتر خدمات کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

خاکسار عطاالمجیب راشد۔لنڈن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترمہ مدیرہ صاحبہ، اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکتہ

آپ کا شاندار رسالہ مریم کا دوسرا شمارہ موصول ہونے پر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میرے خیال میں یہ ایک بہترین عملی نمونہ ہے جو لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ نے پیش کیا ہے۔ اور اس شاندار کام کے لئے آپ بہت تعریف کی مستحق ہیں۔

مضامین، مختصر اور مختلف انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ قارئین کے لئے پڑھتے وقت دلچسپی قائم رہتی ہے۔

لے آوٹ سادا اور مظبوط انداز میں نظر آتا ہے۔ تمام تصاویر انتہائی اعلیٰ درجہ کی لگائی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مستقل اسی طرح سے عالی میگزین مریم شائع کرتے چلے جائیں گیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام، خاکسار منصور احمد شاہ (قائم مقام امیر جماعت UK)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مکرمہ محترمہ صدر صاحبہ، لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ! اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکتہ

امید ہے آپ بفضل خدا کے بخیریت ہوں گی اور دین کی خدمتِ دین میں مصروف، باری تعالیٰ آپکی دینی مساعی میں بے انداز برکت ڈالے۔ آمین

پچھلے دنوں آپکی جانب سے لجنہ آئرلینڈ کا علمی مجلّہ مریم موصول ہوا۔ جزاک اللہ۔ تمام مضامین بہت عمدہ اور علمی رنگ لئے ہوئے ہیں۔ اور لجنہ آئرلینڈ کی کاوشوں کا مظہر ہیں۔ خدا تعالیٰ آپکی علمی استعداد میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار امتہ النور داؤد، صدر لجنہ اماء اللہ۔کینڈا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترمہ ایڈیٹر صاحبہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی عنایت اور کرم فرمائی سے، لجنہ اِماء اللہ آئیرلینڈ کے ترجمان میگزین کے دو شمارے، پی ڈی ایف فائل میں نظر سے گزرے۔

دیکھ کر دل عش عش کرا اٹھا۔ علمی اور ادبی ذوق کو تسکین ملی۔ بلاشُبہ دونوں شمارے بہت ہی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کئے گئے ہیں۔ یوں محسوس ہوا کہ ہم موسمِ بہار میں ایک خوبصورت چمن میں آ گئے ہیں۔ جہاں کی فضائیں گل ہائے رنگا رنگ کے کھلنے سے معطر ہیں۔ ہر کلی، ہر غنچہ، ہر پھول، ہر پھل، ہر پودا اور ہر پیڑ اس بھری بہار میں اپنے جوبن پر ہے۔

ہر تحریر خواہ مختصر ہے یا طویل ایک انوکھی لذت لئے ہوئے ہے۔ سارا میگزین سادگی اور آرائش کا انوکھا امتزاج ہے۔ ہر ورق اور ہر سطر کو ایک مشاق ہاتھ سے سنوارا گیا ہے۔ ناچیز کو مطالعے کا شوق ہے۔

مختلف جماعتی میگزین نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا ایک مزاج ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ''مریم'' کا اپنا ایک منفرد رنگ اور منفرد انداز ہے جو اسے دلچسپ اور جاذبِ توجہ بناتا ہے۔

میرے ناچیز خیال میں اس میں ہر علمی حیثیت کے قاری کے لئے روحانی مائدہ موجود ہے۔ سادہ مزاج اور ادبی ذوق رکھنے والے سبھی قارئین اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایسے رسالے کا اجراء لجنہ میں علمی اور ادبی ذوق پیدا کرنے کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ خدا کرے کہ لجنہ میں مطالعے کا ذوق پیدا ہو، جن ہاتھوں تک بھی یہ میگزین پہنچے وہ اس کا مطالعہ کریں اور اپنے علم کو بڑھائیں۔

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر بڑھائیں
جس سے ملے، جہاں سے ملے، جس قدر ملے

یہ تو تھے میگزین کے مثبت پہلو، اب میں اس کے منفی پہلو کی طرف آتی ہوں، جس نے میری طبیعت کو کافی بدمزہ کیا، وہ ایک دو بے وزن نظمیں تھیں۔ کیونکہ ہر چیز کا

ایک حسن ہوتا ہے۔شاعری کا حسن ندرتِ خیال،اعلیٰ مضامین اور قافیہ ردیف اور بحر وغیرہ کی پابندی میں ہے۔

اگر یہ سب کچھ موجود نہ ہوں تو شاعری کے نام پر چھپی ہوئی چیز طبیعت کو خوشی اور مسرت دینے کی بجائے اسے بور اور بدمزہ کر دیتی ہے۔اور رسالے کے معیار کو گرا دیتی ہے۔بقول شاعر ایک دو نظموں کا تو یہ حال تھا کہ:

یوں ”بحر“ سے خارج ہیں کہ خشکی میں پڑی ہیں
شعروں میں ”سکتہ“ ہے کہ کچھ ہو نہیں سکتا

امید ہے کہ مریم کی ٹیم جس طرح اپنی مجموعی کامیابی پر خاکسار کی طرف سے مبارکباد کو خوشی سے قبول کرے گی،اسی طرح تنقید کو بھی حوصلے سے برداشت کرے گی۔

والسلام ۔ خاکسار عرشی ملک، اسلام آباد، پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترمہ مدیرہ صاحبہ، اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکتہ

آپ کا دوسرا شمارہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ جسے پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی۔

ماشاللہ پہلے کی طرح بہت ہی خوبصورت اور شاندار نمبر نکالنے کی توفیق آپ کو ملی ہے۔آپ کے والد صاحب کی یاد میں آپ کا مضمون پڑھ کر بہت اچھا لگا،آنکھوں میں آنسو آگئے اور دل بہت افسردہ ہوا۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔آمین۔

پیارے آقا کی بابرکت تصاویر آپ کے رسالہ کی شان میں اضافہ کر رہی تھیں۔سب مضامین بہت دلچسپ لگے۔ٹائٹل کور، تصاویر، لے آؤٹ بھی بہت خوبصورت اور منفرد انداز میں تھا۔تمام مضامین معیاری اور ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔اور جس بات نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مختلف لجنہ کے اپنے پیارے آقا کی آمد پر اپنے جذبات کا اظہار کرنا تھا۔ وہ سب پڑھتے ہوئے جذبات سے آنکھوں میں آنسو آگئے۔اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں بھی وہاں ہی کہیں تھی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد مسجد مریم کی تکمیل احسن رنگ میں مکمل فرمائے اور پیارے آقا پھر اس موقع پر دوبارہ آپ کے پاس آئرلینڈ تشریف لائیں۔میری دُعا ہے کہ آپ اسی طرح سے شاندار اور خوبصورت رسالہ شائع کرتے چلے جائیں۔آمین

والسلام،خاکسار حبّہ عزیز۔ Belgium

کر نہ کر

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل)

☆ بجز خدا کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اسی کی طرف راجع ہیں بجز اس کے کسی کو اس کا وسیلہ مت سمجھ۔کہ وہ تجھ سے تیری رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔

☆ تو اپنے نوافل اور سنن حتی الوسع اپنے گھر میں ادا کرتا کہ تیرے بیوی اور بچے صحیح طور پر نماز پڑھنا سیکھیں۔

☆ تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تیری پرورش کی، بھائی کا حق ہے محسن کا حق ہے، سچے دوست کا حق ہے، ہمسایہ کا حق ہے۔ہم وطنوں کا حق ہے۔تمام دنیا کا حق ہے۔سب سے رتبہ بہ رتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

☆ اپنے ہمسفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان سے تواضع سے پیش آ،سوال کرنے والے کو خالی مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر۔

☆ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال،نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے

☆ یاد رکھ کہ نکاح کی غرض بیوی کا حاصل کرنا ہے نہ کہ مال کا۔

☆ اے خاتون! تیرا کام خدا تعالیٰ کی عبادت،خاوند کی اطاعت اور بچوں کی تربیت ہے۔

☆ اے خاتون! تو بلا اجازت اپنے خاوند کے نفلی روزہ نہ رکھ۔

☆ تو اور تیرے بیوی بچے ایک جگہ اور ایک وقت میں اکٹھے دسترخوان پر کھانا کھائیں۔

☆ اے خاتون! تو یاد رکھ کہ خدا نے مرد کو عورت پر فضیلت بخشی۔

☆ اے مرد! تو یاد رکھ کہ بیوی کے ساتھ نیک سلوک کرنا تیرا فرض ہے۔

☆ جو شخص عیالداری کے بوجھ کے خیال سے شادی نہ کرے وہ بھی آنحضورﷺ کی امت میں سے نہیں۔

☆ تو لڑکیوں کی پیدائش پر برا نہ منا،کیونکہ وہ بھی دنیا کے لیے ایسی ہی ضروری ہیں جیسے لڑکے۔

☆ تجھ میں اور تیرے خاندان میں جو کمزوریاں اور جو بیماریاں ہیں تو ویسی کمزوریوں والے خاندان میں شادی نہ کر۔

☆ اے خاتون! تو بوقت ضرورت غیر مردوں سے برعائت پردہ وحیا بات کر سکتی ہے مگر اس میں نرمی، لجاجت اور ڈر نہ ہو۔تو اپنے گھر کی خوبصورتی کو برباد نہ کر، خواہ وہ کرائے ہی کا ہو۔

مرسلہ ندرت افشاں۔جماعت ساؤتھ ویسٹ

بالوں کی حفاظت

کے جدید طریقے

بال قدرت کا حسین اور انمول تحفہ ہیں۔ چہرے کی خوبصورتی بالوں کی مرہون منت ہے۔ بال اگر خوبصورت گھنے اور سیاہ ہوں تو ہر کوئی ان کو سراہتا ہے۔ بال اصل میں جلدی خرابی کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

بالوں کی مناسب صفائی اور دیکھ بھال بہت سے پیچیدہ مسائل سے بچا سکتی ہے۔ بالوں کو خشکی وسکری سب سے زیادہ تباہ کرتی ہے۔ خشکی وسکری سے بچاؤ کے لئے اور خوبصورت بالوں کے لئے 2 لٹر پانی روزانہ پییں۔ سلاد، سبزیاں اور تازہ پھل کھائیں۔ بالوں کو روزانہ کنگھی کریں اور کنگھی کو بھی ہفتے میں دو مرتبہ دھوئیں۔ خشکی وسکری کا خاتمہ نہایت آسان ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں پر عمل کر کے خشکی وسکری سیت ہمیشہ کے لئے چھٹکارا ممکن ہے۔

1۔ بہت کم اور بہت زیادہ تیل خشکی کا باعث بنتا ہے۔ ہفتے میں ایک دفعہ بالوں میں اچھی طرح انگلیوں کی مدد سے تیل لگائیں۔

2۔ دو چمچے سرکہ، 6 چمچے پانی میں ڈالیں اور خشک جلد کے اوپر لگا کر سر کے گرد تولیہ لپیٹ لیں۔ اگلی صبح سر کو دھولیں، شیمپو کرنے کے بعد سر کے والے پانی سے بالوں کو نتھار لیں۔ تین ماہ تک ہفتے میں ایک بار ضرور کریں۔

3۔ ایک چمچہ لیموں کا رس 2 چمچے سرکہ ملا کر خشکی کے اوپر رگڑیں پھر شیمپو سے بالوں کو دھولیں۔

4۔ ایک چمچہ بادام کا تیل اور چار چمچے گلاب کا عرق ملا کر مساج کریں۔

5۔ بادام کا تیل کھوپڑی پر ملیں گرم پانی میں تولیہ بھگو کر سر کے گرد لپیٹیں۔ جب تولیہ ٹھنڈا ہو جائیں تو اتار لیں۔ ہفتے میں تین دفعہ یہ عمل دہرائیں۔

6۔ دو اسپرین کی گولیاں کسی بھی ڈینڈرف شیمپو میں ملا کر سر دھوئیں۔

7۔ آملہ، ریٹھہ، سکا کائی تینوں 100،100 گرام لے کر 2 کلو پانی میں ابالیں یہاں تک کہ پانی آدھا رہ جائے اس پانی سے سر کو دھوئیں۔ بہت جلد خشکی ختم ہو جائے گی اور بال گھنے اور سیاہ ہو جائیں گے۔

8۔ بالوں میں چمک کے لئے رات کو سوتے وقت روغن زیتون یا ناریل سے بالوں میں مساج کریں اور صبح شیمپو کریں۔ اس سے بال خوبصورت اور ریشم کی طرح نرم ہو جائیں گے۔

گھر کی سجاوٹ میں

اپنا فن آزمائیں

آپ جانتی ہیں کہ گھر کو خوبصورت اور سلیقے سے سجانے میں ہی آپ کی سلیقہ شعاری کی لوگ تعریف کریں گے۔ جس طرح آپ اپنے آپ کو سنوارنے کے لئے طرح طرح کے طریقے آزماتی ہیں بالکل اسی طرح گھر کو بھی توجہ اور نفاست سے سنواریں گی تو ''ایک جنت جیسے گھر' کی مالکن بن جائیں گی۔

اس کیلئے آپ کو چاہئے کہ گھر کی موجودہ سیٹنگ میں آپ جو تبدیلیاں لانے کی خواہش مند ہیں۔ سب سے پہلے ان کی ایک فہرست تیار کرلیں مثلاً کن کونوں کو خالی رکھنا ہے اور کن رنگوں کا انتخاب کرنا ہے۔

باری باری ہر کمرے کا جائزہ ضرور لیتی رہیں کہ کس کمرے میں کس چیز کا اضافہ کرنا ہے اور کس چیز کی کمی۔ گھر کے ہر کمرے کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ آپ ہر کمرے کی سیٹنگ اسی کی مناسبت سے کیجئے۔

مثال کے طور پر کچن گھر کا وہ حصہ ہے جہاں زیادہ تر وقت آپ نے ہی گزارنا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے رنگ و روغن کا انتخاب اپنی پسند کے مطابق کیجئے۔ اسی طرح بچے کے کمرے کی سیٹنگ کریں تو بچے کی پسند و ناپسند کو ضرور شامل کریں۔ لیونگ روم گھر کے تمام افراد کے بیٹھنے کی مشترکہ جگہ ہے۔ لہٰذا اس کی سجاوٹ میں گھر کے تمام افراد کی پسند اور دلچسپی کو ضرور مدنظر رکھیں۔

فرنیچر تبدیل کرنا ہو تو ضروری نہیں کہ آپ سارا فرنیچر ایک ہی دفعہ تبدیل کر دیں بلکہ آپ کو چاہئے کہ کمرے کے فرنیچر کی جگہ اس طریقے سے تبدیل کریں کہ کمرہ بالکل نیا دکھائی دے یا پھر نئے فرنیچر کی جگہ نیا رنگ و روغن کر کے، نئے کورز اور نئے میز پوش تبدیل کر کے بھی گھر میں جدت لا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک چھوٹی ٹیبل یا ڈائننگ ٹیبل کا اضافہ کر دینے سے ہی اپنے گھر میں ایک زبردست تبدیلی لا سکتی ہیں۔ گھر کی سجاوٹ کے دوران یہ بات مدنظر رکھیں کہ ہر شے میں زبردستی اضافہ کہیں دکھائی نہ دے۔

پکوان

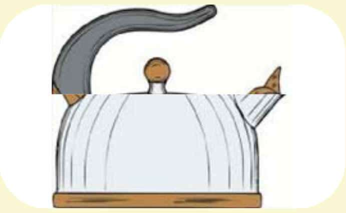

دھواں گوشت

اشیاء:

گوشت (بکرے کا بغیر ہڈی کے): 1 کلو
پیاز: 1/2 کلو
دہی: 1/2 کلو
لہسن ادرک (پسا ہوا): 3 چمچ
پودینہ: ایک گٹھی
ہری مرچ: 3 عدد
گھی: 1 پیالی
سرخ مرچ، نمک حسبِ ذائقہ
کوئلہ: 1 عدد

ترکیب: گوشت کو دھو کر اس میں تین عدد پیاز، ادرک، لہسن، نمک، مرچ و خشک دھنیا، دو پیالی پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر پکنے کے لئے رکھ دیں۔ جب پانی خشک ہو جائے تو گھی ڈال کر خوب اچھی طرح بھون لیں یہاں تک کہ گوشت گھی چھوڑنے لگے۔ دہی پھینٹ لیں بقایا پیاز کو بہت باریک باریک کاٹ لیں، پودینہ کے پتے اور ہری مرچ دھو کر باریک باریک کاٹ لیں۔ گوشت کے اوپر ایک تہہ دہی اور ایک تہہ پیاز اور پودینے کی باری باری لگائیں۔ سب سے اوپر درمیان میں ایک روٹی کا ٹکڑا رکھیں اور اس پر دہکتا ہوا کوئلہ رکھیں۔ اور اس پر چند قطرے گھی ڈالیں جب دھواں اٹھنے لگے تو فوراً دیگچی کا ڈھکن بند کر دیں۔ پانچ منٹ کے بعد ڈھکن کھولیں اور احتیاط سے روٹی کا ٹکڑا اور کوئلہ اٹھا لیں۔ مزیدار دھواں گوشت تیار ہے۔ گرم گرم روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

☆☆☆☆

انڈوں کا حلوہ

اشیاء:

کھویا: 1 کپ
زعفران: چٹکی بھر
گھی: 3/4 کپ
چھوٹی الائچی: (پاؤڈر) 2 چائے کے چمچ
بیسن: 3 چمچے
انڈے: 8 عدد
پستہ اور بادام (باریک کٹے ہوئے): حسبِ ضرورت
چینی: 1 کپ

ترکیب:
زعفران کو پیس کر بھگو دیں۔ تھوڑے سے گھی میں کھویا ڈال کر بھون لیں۔ الگ پین میں گھی گرم کریں۔ اس میں الائچی پاؤڈر اور بیسن ڈال کر اچھی طرح انڈے پھینٹ کر مکس کر لیں۔ مکس کرنے کے بعد ہلکی آنچ پر بھونیں اسی دوران بھگویا ہوا زعفران اور چینی ڈال دیں۔ اور اچھی طرح بھون کر چولہے سے اتار لیں۔ آخر میں کھویا ڈال کر مکس کر لیں۔ پستہ بادام سے گارنش کریں۔ مزیدار حلوہ تیار ہے۔

کلونجی ایک شفاء بخش دوائی

کلونجی کا پودا سونف کے پودے سے ملتا سے ملتا جلتا ہے یہ پودا ساری دنیا میں کاشت ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے کلونجی کی بے حد تعریف فرمائی اور فرمایا کہ کلونجی میں اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی شفاء رکھی ہے سوائے موت کے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے اور معدہ ان دانوں کو تین گھنٹوں میں ہضم کر لیتا ہے۔ یہ حراروں اور لحمیات سے بھرپور بیج معدہ غذائی نالی، جگر، گردوں اور اعصاب کو طاقت دینے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ یہ زود ہضم اور بھوک کو بڑھاتے ہیں۔ پھل یا اچار کو دیر تک محفوظ رکھنے کے لئے بنیادی جزو کے طور پر شامل کئے جاتے ہیں۔ کلونجی بلغمی رطوبتوں کو خشک کرتی ہے۔ معدے میں رکے ہوئے اور بوجھل کرنے والے مادوں کو کاٹ کر تھوک اور بلغم بنا کر بدن سے باہر نکال دیتی ہے۔ آنتوں میں جمے ہوئے فاسد فضلات کو آسانی سے خارج کرنے میں مدد دیتی ہے۔ دائمی قبض دور ہو جاتی ہے۔ آنتوں میں پیدا ہونے والے کیڑے خارج ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جوڑوں اور کمر درد میں بھی یہ بیج جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت میں بیشمار بیماروں کا علاج چھپا رکھا ہے۔ کلونجی زیادتی پیشاب مریضوں کے لئے بھی پیغام شفاء ہے۔ روغن کلونجی پانچ سے پندرہ قطرے صبح و شام نیم گرم دودھ یا چائے میں ملا کر پینے سے فالج، لقوہ، جوڑوں کے درد اور رعشہ، اعصابی کمزوری کو فائدہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو صحت و عافیت سے رکھے۔ آمین

ھانڈی کباب

اجزاء:

گائے یا بکری کا قیمہ: ایک کلو

لال مرچ کٹی ہوئی: ایک چمچ (حسبِ ذائقہ)

نمک: ایک چمچ (حسبِ ذائقہ)

لیموں: دوعدد

ہری مرچ: تین ثابت تین باریک کٹی ہوئی

پیاز: ایک درمیانی (کچا پیاز پیس لیں)

تیل: ایک پیالی اور تلنے کیلئے حسبِ ضرورت

بیسن: دو کھانے کے چمچ

کالی مرچ کٹی ہوئی: ایک چائے کا چمچ

ڈبل روٹی کے سلائس: دو عدد (کنارے کاٹ لیں)

ادرک پسا ہوا: ایک کھانے کا چمچ

لہسن پسا ہوا: ایک کھانے کا چمچ

ٹماٹر: (آدھا کلو) باریک کاٹ لیں

ہرا دھنیا: ایک گٹھی

انڈا: ایک عدد

ترکیب:

ایک چمچ گھی میں بیسن کو بھون لیں سب سے پہلے قیمہ میں سلائس ،بیسن، کٹی ہوئی لال مرچ اور نمک ڈال کر چوپر میں پیس لیں ۔اس کے بعد چوپر سے نکال کر قیمہ میں ایک انڈا ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں ۔ پھر اس قیمہ کے چھوٹے چھوٹے سیخ کباب بنا کر ہلکی آنچ پر ڈیپ فرائی کر لیں ۔ اور گولڈن براوَن ہونے پر نکال لیں ۔ایک کھلے پیندے کی دیگچی یا پین میں ایک پیالی تیل ڈالیں اور اس میں پسی ہوئی پیاز کو ہلکا سا بھون لیں پھر اس میں ٹماٹر،سرخ مرچ ، کالی مرچ ، ادرک لہسن ، نمک اور ہری مرچیں ڈال کر پکنے دیں۔

جب پانی خشک ہوجائے تو اچھی طرح بھون لیں۔اور تلے ہوئے کباب اس میں پھیلا کر ڈال دیں اور اوپر سے لیموں کا رس اور ہرا دھنیا ڈال کر دس منٹ کے لئے دم دے دیں ۔ مزیدار ہانڈی کباب تیار ہیں ۔نان یا پراٹھوں کے ساتھ تناول کریں۔

چنے کی دال کا حلوہ

اجزاء:

چنے کی دال: آدھا کلو۔(نیم گرم پانی سے دھو کر ایک گھنٹے کے لئے بھگو دیں)

پستے بادام: بیس عدد (گرم پانی میں بھگو کر چھیل لیں اور باریک کاٹ لیں)

چھوٹی الائچی: دس عدد (ایک چائے کا چمچ چینی کے ساتھ پیس لیں)

اخروٹ چھلے ہوئے: آدھی پیالی (باریک کاٹ)

کش مش: پندرہ عدد

چینی: دو پیالی

خشک دودھ: دو پیالی

گھی: ڈھائی پیالی

ترکیب:

بھیگی ہوئی دال ابال لیں دھیان رہے دال ابل کر زیادہ نہ گل جائے بکھری بکھری رہے۔ جب دال گل جائے تو پانی نکال دیں اور ٹھنڈی کر کے چاپر میں پیس لیں ۔ ایک کڑاہی میں گھی گرم کریں۔ جب گرم ہو جائے تو الائچی ڈال دیں،خوشبو آنے لگے تو دال ڈالکر بھونیں آنچ ہلکی رکھیں۔ جب دال کا رنگ براوَن سا ہونے لگے تو دودھ چینی، اخروٹ اور کش مش ڈال دیں اور چمچ چلاتے رہیں۔حلوے کو اتنا بھونیں کہ گھی الگ ہونے لگے۔

جب گھی بالکل الگ ہو جائے تو چولھا بند کر دیں ایک بڑی تھالی میں چکنائی لگا دیں اور حلوہ پھیلا کر ڈال دیں۔

پستے بادام اوپر سے سجائیں اور پسند ہو تو چاندی کے ورق بھی سجا دیں۔ جب حلوہ بالکل ٹھنڈا ہوجائے تو چھری سے ٹکڑے کاٹ لیں۔اب ایک ڈھکن والا ڈبہ لیں نیچے براوَن کاغذ بچھا لیں۔

حلوے کے ٹکڑوں کی ایک تہہ لگا کر دوبارہ براوَن کاغذ بچھائیں پھر ٹکڑے رکھیں اس طریقے سے چکنائی بھی جذب ہو جائیگی اور حلوہ کئی دن تک خشک اور خستہ رہے گا۔

سبزیوں کے خواص

☆ سلاد: سرد اور مقوی دماغ ہے۔

☆ ٹماٹر: زود ہضم، مقوی جگر اور خون پیدا کرتا ہے۔

☆ شکرقندی: دیر ہضم، مقوی دماغ ہے۔

☆ گوبھی: خون پیدا کرتی ہے۔

☆ شلجم: بینائی کے لئے بہترین ہے۔

☆ توری: ٹھنڈی، مفرح قلب ہے۔

☆ بینگن: گرم و خشک ہے۔

☆ کریلا: مقوی معدہ اور ذیابیطس کے مریضوں کے لئے اکسیر ہے۔

﴾بزمِ ناصرات﴿

پیاری ناصرات، السلام علیکم

مریم میگزین کے ناصرات کارنر میں خوش آمدید۔ یہ کارنر آپکا اپنا کارنر ہے، تو اس کو اچھا اور دلچسپ بنانے کے لیے آپکی کوشش اور کاوش کی ضرورت ہے۔ تو دیر کس بات کی اُٹھائیں کاغذ قلم اور کوئی اچھا سا واقعہ، لطیفہ، مضمون اپنے میگزین کے لیے لکھ بھیجیں۔ آپ چاہیں تو اس میں اپنی پسندیدہ اور آسان کھانے کی ڈش یا ایسا کوئی فن جو آپ کو آتا ہو اور آپ اپنی دوسری ناصرات بہنوں سے share کرنا چاہیں، بلا جھجک بھیج ڈالیں۔ مریم میگزین کو آپ کی کاوشوں کا انتظار رہے گا۔ والسلام۔ ناجیہ نصرت

ماریہ کا Robot toy

ماریہ نے ایک نہایت خوشحال گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ جہاں اسے دنیا کی ہر نعمت اور آسائش میسر تھی۔ جس چیز کو مانگا والدین نے لے دی۔ جس چیز کی خواہش کی وہ بغیر کوشش کے مل گئی۔ اس چیز نے اسے ایک طرح سے لاپروا بنا دیا تھا۔ اسے چیزوں کو سنبھالنے کا بالکل شوق نہ تھا۔ ہر چیز شوق پورا ہونے کے بعد گھر میں اِدھر اُدھر رُلتی رہتی۔

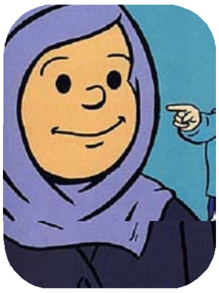

ماریہ کے امی ابو اُس کی اس عادت سے بہت پریشان تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ اُن کی بیٹی چیزوں کی قدر کرنا سیکھے۔ آخر اُنہوں نے ایک ایسی ترکیب سوچی جس سے ماریہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اور اگلے دن ماریہ کے امی ابو نے اسے بتایا کہ وہ اُس کے لیے ایک بہت ہی خاص کھلونا لائے ہیں۔ ماریہ تو کھلونے کا نام سنتے ہی بے چین ہوگئی اور اُس کی خوشی کی حد ہی نہ تھی جب اس کے امی ابو نے اسے ایک Robot toy تحفہ دیا، وہ Robot تو ایک جادوئی کھلونا تھا اس کا کام گھر میں صفائی کرنا تھا۔ خاص کر ماریہ کے کمرے کی۔ جہاں دنیا جہاں کی چیزیں بے ترتیب پڑی رہتی تھیں۔ دو ہی دن میں اس روبوٹ نے ماریہ کے کمرے کا نقشہ ہی بدل ہی دیا۔ ماریہ بھی بے حد خوش تھی کہ اب اس کے کمرے میں جگہ جگہ کپڑے اور کھلونے نہیں ہوتے۔ مگر دو تین دن بعد ہی اس کی خوشی ماند پڑ گئی کیوں کہ اب تو اس کی پسندیدہ چیزیں بھی اِس صفائی میں غائب ہونے لگ گئی تھیں۔ اس کو روبوٹ اب اچھا لگنے کے بجائے بُرا لگنے لگ گیا تھا کیوں کہ اُسے لگتا تھا کہ یہ روبوٹ اب اس کی پسندیدہ چیزیں چرانے لگا ہے۔

تنگ آکر اس نے اپنے امی ابو سے روبوٹ کی شکایت کی کہ امی ابو:''یہ کھلونا نہیں بلکہ چور ہے''۔ امی ابو نے اس کی بات نہ سنی بلکہ اس کو سمجھایا کہ اس روبوٹ میں ایسا کوئی پروگرام نہیں بلکہ یہ تو صفائی کے لئے ہے۔ مگر ماریہ کو اب اس روبوٹ سے نفرت ہونے لگی۔ آخر اس نے ایک دن خود ہی اس کو توڑنے کا پلان بنایا۔ ایک رات جب امی ابو سو رہے تھے۔ ماریہ اسے توڑنے لگی تو اس روبوٹ سے آواز سنی۔ روبوٹ کہہ رہا تھا:۔''میں نے سنا ہے کہ تم مجھے اب پسند نہیں کرتی''۔

ماریہ: ''ہاں تم چور ہو میری چیزیں چراتے ہو اور امی ابو میری بات کا یقین نہیں کرتے۔'' روبوٹ:''مگر میری پروگرامنگ ہی ایسی ہوئی ہے کہ گھر میں ہر بیکار چیز کو اٹھالوں۔ اور ایسے لوگوں کو دے دوں جن کو اس کی ضرورت ہو۔ جب میں نے دیکھا کہ تمہارے کمرے میں بہت سی چیزیں بیکار یہاں وہاں پڑی ہیں۔ تو میں نے ان کو اٹھا کر تمہارے امی ابو کو دیدیا، تاکہ وہ اُن چیزوں کو کسی صحیح مستحق کو دیدیں''۔

ماریہ:''مگر کیوں''۔۔۔۔ روبوٹ:''کیونکہ دنیا کے بہت سے لوگوں کو ایسی چیزیں میسر نہیں اور ان لوگوں کو ان چیزوں کی قدر ہے''۔

اب ماریہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا کہ اس نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا اور نہ ہی کبھی چیزوں کی قدر کی ہے اب اس کو عقل آ گئی تھی۔ اگلے دن اس کو اس کے امی ابو نے بتایا کہ یہ سب انہوں نے جان کے کیا تھا تاکہ اس کو احساس ہو کہ ہر چیز کو سنبھال کے رکھنا چاہیے اور ہر چیز کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اب ماریہ سب چیزوں کی قدر کرتی ہے ان کو سنبھال کر رکھتی ہے اور اپنے کپڑوں اور کھلونوں کو وقتاً فوقتاً Charity میں دیتی رہتی ہے تاکہ اللہ میاں بھی اُس سے خوش ہو اور لوگ اسے دعائیں دیں۔

پہیلیاں

۱۔ اپنے دیس میں پلی پلائی
جانے کیوں مصری کہلائی

۲۔ ہے شرط اس میں خاموش ہونا
چاندی تو کیا پھر ملتا سونا

۳۔ بے شک ہو نہ ہاتھ میں ہاتھ
چلتا ہے وہ آپکے ساتھ

۴۔ اک شے دونوں رنگ دکھائے
کڑوی یا میٹھی بن جائے

۵۔ کہہ دیں اُس کو آتا جاتا
نہ وہ جاتا ہے نہ آتا

جوابات: (۱) چینی (۲) سونا یا نیند (۳) سایہ (۴) زبان (۵) راستہ

2011 SECOND EDITION - VOL. 3

Magazine MARYAM

A MAGAZINE BY LAJNA IMAILLAH IRELAND

World Peace	Make your Homes heavenly	Shared Values of Religion	An Exclusive Interview
Address by Hadhrat Khalifa tul Massih IV r.a to Lajna Imaillah UK, 1990	*Guidance from Hadhrat Khalīfatul Masīh V(atba)*	*by Hania Ahmad*	*of famous poet, Irshaad Arshi Malik sahiba, by Maryam Magazine*
Page 12	**Page 21**	**Page 35**	**Page 39**

Chief Editor
Rasheda Kiran Khan

National President Lajna Ireland
Tayyaba Mashood

Missionary In-charge
Maulana Ibrahim Noonan

Assistance
Najia Malik, Khalida Ifthikar, Shazia Muzaffar, Nazia Zafar, Naureen Shahid

Layout, Graphic Designs & Cover page
Rasheda Kiran Khan

Editor Email Contact:

maryam.magazine@gmail.com

kirankh2@yahoo.de

Ahmadiyya Muslim Community

The Ahmadiyya Muslim Community is a religious organization, international in its scope, with branches in 189 countries in Africa, North America, South America, Asia, Australasia, and Europe. The Ahmadiyya Muslim Community was established in 1889 by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad as (1835-1908) in Qadian, a small and remote village in the Punjabi province of India. He claimed to be the expected reformer of the latter days, the Awaited One of the world community of religions (The Mahdi and Messiah). The Movement he started is an embodiment of the benevolent message of Islam – peace, universal brotherhood, and submission to the Will of God – in its pristine purity. Hadhrat Ahmad (as) proclaimed Islam as the religion of man: "The religion of the people of the right path" (98:6).The Ahmadiyya Muslim Community was created under divine guidance with the objective to rejuvenate Islamic moral and spiritual values. It encourages interfaith dialogue, diligently defends Islam and tries to correct misunderstandings about Islam in the West. It advocates peace, tolerance, love and understanding among followers of different faiths. It firmly believes in and acts upon the Qur'anic teaching: "There is no compulsion in religion" (2:257). It strongly rejects violence and terrorism in any form and for any reason.
After the passing of its founder, the Ahmadiyya Muslim Community has been headed by his elected successors. The present Head of the Community, Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, was elected in 2003. His official title is Khalifatul Masih V or Fifth Successor of the Promised Messiah.

Submitting an Article

All articles must be the author's own original work and by submitting an article to Maryam Magazine the author is granting full rights to the Maryam Magazine for publication in Maryam Magazine. Additionally, unless otherwise specified on submission, the author is giving Maryam Magazine full editorial control over the article. The Editorial Board may seek to amend the article as it sees fit whilst seeking to retain the meaning implied by the author.

Please note by submitting the article it does not guarantee to be published in the Maryam Magazine. The decision not to publish an article is up to the Editorial board of Maryam Magazine without any notice.

Articles published in the Maryam Magazine reflect the views of their respective authors and may not reflect the views, beliefs and tenets of the Ahmadiyya Muslim Jamā`at Ireland.

Quranic Verses

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

Translation: "They are a sort of garment for you and you are a sort of garment for them".... (2:188)

And of HIS Signs is that HE has created wives for you from among yourselves that you may find peace of mind in them, and HE has put love and tenderness between you. In that, surely, are Signs for a people who reflect (30:22)

HE it is Who created you from a single soul and made therefrom its mate, that he might find comfort in her. (7:190)

O company of the youth! he who can afford to marry should marry, for it keeps the eyes cast down and keeps the man chaste; and he who cannot afford to marry should take to fasting for it will have a sobering effect upon him.

And marry not idolatrous women until they believe; even a believing bond women is better than an idolatress, although she may please you. And give not believing women in marriage to idolaters until they believe; even a believing slave is better than an idolater, although he may please you.... (2:222)

Ahadith: Prophecies of the Holy Prophet (pbuh)

Piety Must be a Priority

The Holy Prophet Muhammad (peace and blessings of Allāh be on him) said : "A woman is married for four things: her wealth, her family status, her beauty and her religion. So, you should marry a religious woman, otherwise you will be a loser." (Bukhārī, Kitābun-Nikāḥ)

"Surely, the whole world is a provision, and there is no greater provision of the world than a pious woman."
(Ibn Mājah, Abwābun-Nikāḥ)

"If I were to order someone to prostrate before any other human being, I would have ordered women to prostrate before their husbands." (Tirmidhī, Kitābun-Nikāḥ)

"Among the believers, most perfect in faith are those who have the best disposition, and the best among you are those who are kindest to their wives." (Tirmidhī, Kitābun-Nikāḥ)

Writings of the Promised Messiah (as)

The relationship between husband and wife

The relationship between husband and wife should be as between two true and sincere friends. The primary witness of a person's high moral qualities and of his relationship with God is his wife. If his relationship with his wife is not good, it is not possible that he should be at peace with God. The Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, has said,"The best of you are those who behave best towards their wives."
(Malfūẓāt, Vol. V, pp. 417-418)

The Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, is a perfect exemplar for us in every respect. Study his life and see how he behaved towards women. I esteem a person who stands up against a woman is a coward and unmanly. If you study the life of the Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, you will find that he was so courteous, that despite his high dignity, if an old woman stopped to talk to him, he continued to listen to her till she let him go." (Malfūẓāt, Vol. IV, p. 44)

FRIDAY SERMON

"The best of you, is the one who is best to his wives"

Address by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (atba) - Head of the Ahmadiyya Muslim Community.

Hazoor gave a discourse on the Islamic teachings on marital rights and obligations with reference to the Divine attribute Al Wasi (The Benevolent, the All-Embracing).

Hazoor said today he would cite various subjects that relate to our daily life as well as to our moral and spiritual state. By virtue of His All-Embracing knowledge God is aware of our each action and by mentioning these subjects He has guided us so that we may, in accordance to our individual capacity, make endeavours to attain beneficence and seek His pleasure. The aspects that guide us range from marital matters to societal issues to reformation of our religious ways, to adapting our moral and spiritual condition in accordance with the pleasure of God.

He has also commanded man to adopt His attributes on a human level and has thus enjoined to espouse the attribute of Al Wasi to expand and enhance one's spiritual state to attain God's pleasure. He has also informed us that He is indeed well aware of our capacity and therefore whatever He has assigned us is not beyond our capacity.

Indeed capacity varies from person to person and His commandment is also in accordance to this, however, it is not for man to determine the limits of one's capacity; this God alone knows. Therefore it cannot be said about His commandments that they are beyond one's capacity. He has granted hidden capacity to everyone and it is man's task to bring it out and develop that capacity.

God also gave us the perfect model of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) and enjoined us to tread in his footsteps. He was indeed the only perfect man who had tremendous capacities.

Reflecting on any aspect of his blessed model one observes exceedingly great standards. We are enjoined to aspire to follow his blessed model. This perfect and blessed model also encompasses marital issues and we observe the supremely excellent standards that he set in this regard. He once said, *'The best of you, is the one who is best to his wives, and I am the best of you toward my wives.'*

He also said if there is any quality a husband dislikes in his wife he should be mindful of another that he likes and thus generate an environment of harmony. Hazoor said this commandment is applicable to both men and women. The blessed wives of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) were witness to the fact that his deportment with them was most excellent in all aspects of daily life. Yet he would pray to God that indeed He was aware that as far as human limitations allowed he was just and fair with all his blessed wives.

However, he had no control over his heart, and if his heart was inclined to one of them more than the others due to a particular quality, he sought God's forgiveness. Explaining to Hadhrat Aisha (may Allah be pleased with her) the qualities of Hadhrat Khadija (may Allah be pleased with her), he said that she had become his companion when he was all alone and helpless. She gave him all her wealth and bore him children. When the world rejected him, she validated him.

Despite the presence of living and young wives, indeed the presence of his beloved wife, who was the beloved because he had received most of his Divine revelations whilst in her apartment and who wondered why the Prophet often remembered the elderly Khadija, he responded by lovingly telling them not be narrow-minded, to inculcate fortitude and explained the reasons why he reminisced about his early wife. Hazoor remarked that do those who make baseless allegations on 'my master' not observe this excellent model? While his evident deportment with his living wives was fair and equal, with no control over his heart that was inclined to his wife who had made immense sacrifices in the early days,

he explained this was because he was appreciative and if he was not grateful in this regard he could not be a grateful servant of God, Who had never left him wanting. His kind and gentle deportment with his wives was in obedience to God's commandment of fairness.

Hazoor explained that the Islamic injunction of marrying more than one wife is conditional and is not cruelty on women as it is commonly perceived. Hazoor cited verse four of Surah Al Nisa, '*And if you fear that you, the society, may fail to do justice in matters concerning orphans in the aftermath of war then marry women of your choice, two, or three, or four. And if you fear you will not deal justly, then marry only one or what your right hands possess. That is the nearest way for you to avoid injustice.'* (4:4)

Hazoor said this verse safeguards orphan girls and ensures that their emotions are taken care of after marriage and it is not deemed that there is no one watching over them. Elucidating this verse and citing the taking of more than one wife the Promised Messiah (on whom be peace) used the phrase 'even if the need is felt', thus confirming that one's personal need to take more than one wife is not of significance, rather, the key aspect is the peace and concord of society.

Hazoor said at times he receives complaints that despite having families men want to bring a second wife. Hazoor said if one cannot be fair then one should not marry a second wife. If one has no choice but to marry a second wife then one has to take care of the first wife more than before – unlike the instances that one hears of where the rights of the first wife are slowly eroded in flagrant disobedience of God's commandments. Indeed one has to be very wary that there is no unfairness in the financial and other rights of the first wife because any such injustice has been likened by the Promised Messiah (on whom be peace) to a trial.

Hazoor reiterated that the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) would pray to God that on an apparent level he tried to fulfil the rights of all his wives, however, if due to a quality of a certain wife, at times he expressed about it, he sought God's forgiveness. Hazoor said this is precisely in accordance with human nature and God knows everything, He created man and gave the permission of more than one marriage and has declared that a situation can arise that one may be more inclined towards one wife. In such an instance He commands that it is imperative that the apparent rights of all wives are fulfilled.

It is stated in verse 130 of Surah Al Nisa, *'And you cannot keep perfect balance between wives, despite your best intentions, so incline not entirely to one, lest the other should be left suspended, unattended and uncared for. And if you amend and act righteously, surely Allah is Most Forgiving, Merciful.'* (4:130)

Hazoor said indeed the welfare of a wife is the completely the obligation of a husband. He said he receives complaints from wives that husbands do not pay attention to their needs and are predisposed to the other. In instances where there is only one wife, husbands maintain that they will neither leave the wife nor look after her.

Then matters are unnecessarily lengthened in Qadha; some do not give divorce so that in desperation the wife seeks 'khula' (divorce) and the man thus escapes paying the 'Haq Mehar' (dower). All these matters distant one from taqwa (righteousness). If one seeks God's mercy then one has to demonstrate mercy, if one wishes to partake a measure of God's mercy one has to expand one's mercy.

Hazoor said the verse following the aforementioned verse states, *'And if they separate, Allah will make both independent out of His abundance; and Allah is Bountiful, Wise.'* (4:131)

Here God commands that if there is no way to reconcile then do not leave them suspended, rather separate in the best manner. Ahadith cite divorce as a most unpleasant act, however, if a relationship cannot be maintained on taqwa, then God knows what is in hearts and if separation is sought while inclined to Him, the All-Embracing God makes bountiful arrangements for all concerned.

Hazoor said this verse also establishes the principle that matrimonial relations should not be decided on emotions; rather they should be decided after careful consideration and seeking the help of God who is All-Embracing. Such matches are blessed by God and He graces them with great scope.

Hazoor said as he mentioned earlier, at times men make matters of divorce drag on. There are clear and distinct commandments regarding the rights of the wife after marriage that has lasted a period of

time and also where there are children. However, God commands man to fulfil the rights of a wife in the instance of a divorce even where the 'going-away' ceremony has not taken place and the marriage has not been consummated. It is stated in Surah Al Baqarah, *'It shall be no sin for you if you divorce women while you have not touched them, nor settled for them a dowry. But provide for them — the rich man according to his means and the poor man according to his means — a provision in a becoming manner, an obligation upon the virtuous.'* (2:237).

Hazoor explained that the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) was most specific about this matter. Once the matter of an Ansari man was brought before the Prophet. The man said that he had divorced his wife before settling on Haq Mehr and without consummating the marriage.

The Prophet asked him if he had paid anything to the wife out of kindness. The man replied he did not have anything to give. The Prophet told him if he had nothing else to give then he should give her the cap that he wore. This illustrates the significance of the rights of women in marriage. This of course is an instance where Haq Mehr was not settled on. In the instance where it is settled but the marriage has not been consummated then the command is to pay half of it.

Hazoor said there are thus clear and unambiguous command-ments pertaining to the rights of wives and children as well as the rights of husbands. In citing these commandments God states that they are not beyond one's capacity therefore they should be fulfilled. Hazoor said there is another detail about this which he would not cite; two matters were sufficient. Firstly, the blessed model of supremely excellent treatment of wives to follow and secondly the significance to put this blessed model in practice by every Ahmadi Muslim, especially the obligations given to men.

Another issue, which although is not common, but which can be heard of at the odd place in our Community is the matter cited in the verse 153 of Surah Al An'am, *'And approach not the property of the orphan, except in a way which is best, till he attains his maturity. And give full measure and weight with equity. We task not any soul except according to its capacity. And when you speak, observe justice, even if the concerned person be a relative, and fulfil the covenant of Allah. That is what He enjoins upon you, that you may remember.'* (6:153).

Hazoor said this verse declares that no responsibility is given to one beyond one's capacity. The All-Embracing, All-Knowing God is fully aware of our capacities and thus gives us commandments well within our capabilities. The verse commands to only handle the property of the orphan in a good, kind way.

Those in whose care the property of the orphan comes are its trustees. A few verses preceding this verse state that the endeavour should be to protect the property of the orphan and their upbringing should be afforded by those looking after them but if one cannot afford to do so then one should avail of the property of the orphan for this purpose most carefully.

The rightful dues are paid in this instance when one has the same empathy for the property of the orphan as one has for one's own property. Hazoor said those who are unjust in handling the property of the orphan should remember that by doing so they will never be able to enhance their property. Even if they make a temporary gain in this life, they will come under the warning of, *'Surely, they who devour the property of orphans unjustly, only swallow fire into their bellies…'* (4:11).

It is therefore a matter to be most cautious about. People who help those who usurp the property of orphans are also culpable. One should always try and have the mind-set that whatever God commands us is within our capacity and with this mind-set one should do one's best to put into practice all Divine commandments. If we are able to do this we may be included in the people about whom God states: *'But as to those who believe and do good works — and We task not any soul beyond its capacity — these are the inmates of Heaven; they shall abide therein.' (Surah Al A'raf 7:43).*

May God make it so that we always turn to Him and obey Him. Our limitations are obvious but He has commanded us in accordance – and His mercy is boundless, of which He has given us glad-tiding. May we continue to do good works, may God enable us so. ameen

What is Marriage

Almighty Allāh has created everything in pairs.

It is a scientific fact that these pairs exist in all things, in vegetable kingdom, even in inorganic matters. There is not any iota of doubt that these elements don't exist by themselves. They depend upon each other for their survival.

The Holy Qur'ān has mentioned repeatedly this fact in different verses, like,
"Holy is He Who created all things in pairs, of what the earth grows and of themselves, and of what they know not." *(The Holy Qur'ān, 36:37)*
So human beings are also created in pairs, and the main philosophy behind it is the survival of the human race, and also that they may live in peace and tranquility.

What is Marriage?

Marriage or wedding is a legal union of a man and woman, in other words, it is an agreement under which a man and a woman live as husband and wife by legal or religious commitments.
Marriage in Islām is a divine bond between husband and wife to enjoy social and intimate relationship with each other and to have children. It is one of the most sacred divine contracts between them.
In Islām, marriage is a part of a social system, which lays down detailed guidelines about the relationship between the two genders.
Since the family is the nucleus of Islāmic society and marriage is the only way to bring families into existence, Islām encourages marriage when someone reaches the age of puberty.

No Room for Celibacy in Islām:

In Islām, there is no room for celibacy at all. Bachelor life is discouraged, even condemned, in Islām. Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) says in this regard:
Ibni 'Abbās (May Allāh be pleased with him) narrated that the Holy prophet Muḥammad (Peace and blessings of Allāh be upon him) said,
"There is no room for celibacy in Islām." *(Abū Dāwūd, Kitābul-Manāsik)*

On another occasion, the Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) placed great stress on this aspect of Islāmic teachings, and instructed his companions to strictly follow him in every walk of his life. He says in this context,Anas, may Allāh be pleased with him, narrates that some of the companions of the Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) decided to be secluded from the worldly affairs. Someone said that he would not marry, and someone said that he would not sleep but keep on praying, and someone said that he would continuously keep on fasting.

When this news reached the Holy Prophet (peace and blessings of Allāh be upon him), he said,
"What type of people are they? I observe fast and also break, I sleep and also marry. So, whoever turns away from my practice is not of me."
(Bukhārī, Kitabun-Nikāḥ)
It is marriage that fulfills the basic needs of individuals and of society. It is the cornerstone upon which the whole Muslim life is built.
It is very important to have understanding about the marriage partner and to have a happy life. Otherwise life can become worse than hell.

Status of Men and Women

The first and foremost lesson given by Almighty Allāh to bear in mind is the equality of human race, especially men and women, and above all between husband and wife. As the Holy Qur'ān says,*"O ye people! fear your Lord, Who created you from a single soul and created therefrom its mate, and from them twain spread many men and women; and fear Allāh, in Whose name you appeal to one another, and fear Him particularly respecting ties of relationship. Verily Allāh watches over you."*
(The Holy Qur'ān, 4:2)

This is one of the verses which is always recited on the occasion of Nikāḥ (wedding) ceremony to remind the couple that so far as their status as human being is concerned, they are created from a single soul, so they are equal. No one is superior or inferior to the other. But, of course, responsibilities and obligations are different.

Therefore respect and love must always be exhibited for the other partner. And, it is not possible unless there is fear of Almighty Allāh in the heart.

Ḥaḍhrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah, peace be on him, says,
The relationship between husband and wife should be as between two true and sincere friends. The primary witness of a person's high moral qualities and of his relationship with God is his wife. If his relationship with his wife is not good, it is not possible that he should be at peace with God. The Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, has said,

"The best of you are those who behave best towards their wives."
(Malfūẓāt, Vol. V, pp. 417-418)

Again Almighty Allāh says in the Holy Qur'ān:
"Whoso acts righteously, whether male or female, and is a believer, We will surely grant him a pure life; and We will surely bestow on such their reward according to the best of their works."
(The Holy Qur'ān, 16:98)

The above verse of the Holy Qur'ān is very clear that men and women have equal rewards with their Lord in this life and in the life to come, on the Day of Judgment. This verse recognizes the equality of rights of men and women. It also promises that Allāh will confer on both equally. Women are not inferior to men. So, if God has not made women inferior to men, in status as human being they should not be treated inferior to men in any way.
Again Almighty Allāh says,
"Whoso does evil will be requited only with the like of it; but whoso does good, whether male or female, and is a believer—these will enter the Garden; they will be provided therein without measure."
(The Holy Qur'ān, 40:41)

The above verse of the Holy Qur'ān shows that whereas the requital of the evil deeds of any body will be proportionate to their deeds, the reward for their good deeds will be without limit or measure.
This is the Islāmic concept of Heaven and Hell. What a beautiful concept it is. So, there is no discrimination between men and women so for as the reward of their deeds and actions are concerned. God has made them alike and they must be taken alike by their partners, and must be respected, loved and honored by each other. In this regard, Ḥaḍrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah, peace be on him, says:

"There are two types of men. There are those who leave their women entirely free. Their women pay no heed to religion and conduct themselves in a manner contrary to Islām, and there is no one to check up on them. There are others who treat them with such severity and strictness that their women cannot be distinguished from animals.
They are treated worse than slaves and wild beasts. They beat them mercilessly as if they are lifeless objects. In short they are greatly ill-treated. There is a proverb in the Punjab that a wife is like a pair of shoes, which may be cast away at will and replaced by another. Such an attitude is most objectionable and is contrary to Islām.
The Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, is a perfect exemplar for us in every respect. Study his life and see how he behaved towards women. I esteem a person who stands up against a woman is a coward and unmanly. If you study the life of the Holy Prophet, peace and blessings of Allāh be upon him, you will find that he was so courteous, that despite his high dignity, if an old woman stopped to talk to him, he continued to listen to her till she let him go."
(Malfūẓāt, Vol. IV, p. 44)

Purpose of Marriage

The main purpose of marriage is procreation and protection of human race, to guard against evils and immoralities and to establish a loving and peaceful society.
This is why the Holy Qur'ān addresses the married people as Muḥṣan and Muḥṣanah, those who are guarded and protected as if they are in a well-secured and protected castle. It means that when someone is married, he or she becomes protected from satanic inclinations.
This is why, for piety and righteousness, marriage is a must. It gives maximum protection from the evil and satanic passions.
Marriage ensures that physical needs be satiated under divine rules. If someone is unable to find a suitable life partner, he should observe fast. The Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) says,
"O young people, whoever among you is able to marry should marry, and whoever is not able to marry is recommended to fast as fasting diminishes sexual urges."(Bukhārī, Book of Nikāḥ, Ḥadīth 3)

The Holy Qur'ān very beautifully states:

"Your wives are a tilth for you; so approach your tilth when and how you like and send ahead some good for yourselves; and fear Allāh and know that you shall meet Him; and give good tidings to those who obey." *(The Holy Qur'ān, 2:224)*

For the protection of human race marriage is a must. To fulfill this purpose a healthy partner must be selected for healthy generations, because a healthy fruit depends upon a healthy tree, and a healthy tree depends upon a healthy soil. Almighty Allāh has mentioned the wives as tilth, which shows that healthy generations will depend upon healthy wives.

Propagation of Species through Marriage

Ḥaḍhrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah, peace be on him, says that the above mentioned verse of the Holy Qur'ān states that,

Your wives are your tilth for the purpose of procreation, so approach your tilth as you may desire, but keep in mind the requirements of tilth, that is, do not have union in any manner that may obstruct the birth of children...

Of course, if the wife is ill, and it is certain that pregnancy will put her life in danger, or there is a sincere belief that some other valid reason exists, then such circumstances are exceptions. Otherwise, it is not permissible in the laws of Islām to obstruct the birth of children.

Thus, as a wife has been designated as tilth ... one of the purposes of marriage is that righteous servants of God may be born who may remember Him. The second purpose ... is that husband and wife may safeguard themselves through each other against improper looks and misconduct. The third purpose is that mutual love develops between them safeguarding them against the distress of loneliness. All this is set out in the Holy Qur'ān...

(Chashma-i-Ma'rifat, Rūhānī Khazā'in, Vol. 23, pp. 292-293)

Marriage is a very sacred bond of love between husband and wife. It must be a source of peace and comfort for both the partners. In this regard, the Holy Qur'ān teaches:

"He it is Who has created you from a single soul and made therefrom its mate, that he might find comfort in her. And when he knows her, she bears a light burden and goes about with it. And when she grows heavy, they both pray to Allāh, their Lord, saying, if Thou give us a good child, we will surely be of the thankful." (The Holy Qur'ān, 7:190)

In this verse of the Holy Qur'ān, the purpose of marriage and union of husband and wife is nicely mentioned, and that is to seek peace and comfort in the other partner. If one of them is not able to provide comfort to the other, then he or she is not fulfilling the purpose of their marriage.

Selection of a Partner

In selecting a life partner, it is necessary to pray to God to seek guidance from Him and follow the footsteps and guidance of the Messenger of Allāh (peace and blessings of Allāh be upon him). The Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be on him) has given guidance about every stage of life.

Compatibility (Kufw)

In selecting a life partner compatibility is one of the most important factors. It is called Kufw in Ḥadīth.
Wankiḥul-akfā', that is, and marry your equal.
(Ibn Mājah, Abwābun-Nikāḥ, Bābul-Akfā')

In connection with compatibility, there are many things to be considered but religion and spiritual status should be preferred. Consideration is given to social and economic position and worldly means of livelihood. In the same way, family background, education, age and health status are also considered.

Piety Must be a Priority

In the selection of a partner for life, piety and righteousness must be given priority over all other qualities. As it is mentioned in the following Ḥadīth,

"A woman is married for four things: her wealth, her family status, her beauty and her religion. So, you should marry a religious woman, otherwise you will be a loser." (Bukhārī, Kitābun-Nikāḥ)

The Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) has further elucidated on this issue in the following Ḥadīth,

"Surely, the whole world is a provision, and there is no greater provision of the world than a pious woman." (Ibn Mājah, Abwābun-Nikāḥ)

So, according to the Islāmic traditions and saying of the Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him), piety and righteousness top the list of priorities in selecting a partner.

(Ref.: Islamic Teachings on Ideal Family Life- Pages 3-18)

THOSE WHO DO NOT treat their wives well,

ACT AGAINST THE HOLY QURAN

Guidance from Hadhrat Khalīfatul Masīh I (ra)

Reform whatever flaw you find within yourselves.

Those who do not treat their wives well, act against the Holy Qur'ān. All such [men] should pay close attention. The only reason I do not expel such men is perhaps they may understand. May I not happen that they stumble on my account.

(Eid Fitr Sermon, October 15, 1909, Khutbāt Nūr pg 422)

Disregard Faults

Approach your wives with benevolence. A wife bears great hardship to have and raise children. Men do not face even a hundredth of their pain. Ensure their rights, "And they (the women) have rights similar to those (of men) over them" (The Holy Qur'ān 2:229). Close your eyes to their faults. Allāh the Exalted will grant you better rewards.

(Friday Sermon, June 9 1911, Khutbāt Nūr pg. 499)

Lack of Ta'līm and Tarbīyyat in Women

Very little ta'līm and Tarbīyyat is left in women… Because women are very delicate, Allāh the Exalted desires that they always be treated with mercy and kindness, and that moral and tender treatment of them increase. *(Khutbāt Nūr Vol. 2 pg. 217)*

Homes of Believers Demonstrate Heaven

Just as I repeatedly exhort men to treat their women virtuously, in the same way I remind women of their husband's rights. There should be great love between a man and woman, through which a believer's home may resemble heaven.

(Nikāh Sermon, February 5 1910, Khutbāt Nūr, pg. 457)

Men and Women are Garments for Each Other

Allāh, the Exalted, says that "women are your garments, and you are theirs." Just as garments provide ease, comfort, protection from heat, beauty, protection from various types of pains, the same is the case with couples. Just as garments cover [faults], similarly men and women should cover their relationship's faults. Others should not be aware of their conditions. This will result in Allāh's pleasure and righteous children. Women should be treated in the best manner, their rights should be fulfilled. A great vice in this age is that attention is not paid towards women's rights. *(Friday Sermon, June 4, 1909, Khutbāt Nūr, pg. 400)*

Advice

Hadhrat Khalīfatul Masīh I[ra] gave the following advice to his daughter, Hadhrat Hafza Sāhiba, at the time of her wedding.

"Child! Always fear your Master, Allāh, your Provider, the Generous, at every moment and constantly seek His pleasure. Maintain the habit of supplicating. [Observe] salāt at its proper time, always recite the Holy Qur'ān except in days in which the Sharia prohibits. Pay attention to Zakāt, Fasting and Hajj and observe them at their appropriate occasion. Women here have the habit of complaining, lying, slandering, gossiping and talking unnecessarily. The gatherings of such women is like fatal poison so be mindful and aware. Always write [letters] to me. Knowledge is an unending wealth; [therefore] always read. Teach the Holy Qur'ān to young little girls. Be soft spoken and present a virtuous example. Purdah is a very important matter… May Allāh become your Protector and Helper and may He help you with every good deed."

(Hayāt Nūr, pg. 80)

Men and Women

are both equal, before Allah

Guidance from Hadhrat Khalīfatul Masīh II (ra)

Men and women are both equal before Allāh the Almighty, for He has created them both. If a man breaks the commandment of Allāh while a woman is obedient to Him, then the woman will be much greater in the sight of God Almighty than the man. (Aurnī Wālyūn Kay Lia Phūl, part 1, pg. 4)

Men should Give their wives Money to spend

Some days ago, I had advised women to pay Chanda. I was informed that men do not give spending money to women. Rather, they themselves bring home whatever is necessary. As such, how could the women pay Chanda? However, such a practice is against the *Shariah*. It was the practice of the Holy Prophet[sa] and the Companions[ra] that they would give a share of their wealth to women.

This practice should also be adopted now. Regardless of how little men's income may be, women should be given their portion from it.

Women should then spend out of it in the way of Allāh, never thinking that it is only a small contribution and will not make any difference. Even if you are only able to contribute a penny, it should be given. Allāh, the Exalted, looks at sincerity, not at the amount. If a person has only one *roti* and gives a quarter of it in the way of Allāh, then in Allāh's Presence, he would be entitled to the same reward as one who spends 25 Rs. out of his 100 Rs. (Aurnī Wālyūn Kay Lia Phūl,)

Serving In-Laws

When a husband asks his wife to be kind to his parents and a wife asks her husband to be kind towards her parents, if both come from noble families, then the husband will serve her parents and the wife will serve his parents.

However, if instead of this, the wife encourages the husband to serve his own parents and the husband reminds the wife to serve her own parents, the matter essentially remains the same. The difference in the latter is that it removes any personal interests and the act of encouragement becomes a good deed rather than a demand of one's own rights. By doing this, both would tread the path of righteousness. In this case, both will also be receiving their own rights. However, people ask for their own rights. If they were to try to ensure others received their rights, then they would automatically gain their own rights as well and there would be peace in the world.

The Holy Prophet[sa] has said that a person who invites others to goodness receives twice the reward: one reward for the invitation, and another for the goodness that comes about because of it. So ensure that others' rights are given so that there may be peace in the world. If a wife says, "treat my parents well," and a husband says, "serve my parents," then both have an element of selfishness found in them. But if the husband tells his wife that she should serve her parents and wife tells her husband that he should serve his parents; the result will be that both sets of parents will be taken care of. In addition to this, the husband and wife's actions will be considered righteous.

As the Holy Prophet[sa] has said that the best house is one in which at Tahujjud time, if a wife does not awaken, then her husband sprinkles water on her face, and if a husband does not awaken then his wife sprinkles water on his face. Through this example, the Holy Prophet[sa] has taught that a husband and wife should be such that they remind each other of their responsibilities. Thus, at the time of marriage, every person must understand the responsibilities which will fall upon him or her.

A person should not marry with the intention of having a wife to serve him; rather, one should marry with the intention of having a wife who will fulfill her responsibilities and also remind him of his responsibilities and together, both will fulfill the responsibilities which Allāh, the Exalted, has laid upon them.

If marriages exist in this manner then all conflicts will end. A husband will never mistreat his wife's relatives nor will a wife ever mistreat her husband's relatives; rather, they will be each other's helpers. This is the way in which one can establish peace in the world.

(Continue on page 42)

The Holy Qur'ān Shows No difference between Men and Women

Guidance from Hadhrat Khalīfatul Masīh III (rh)

During his tour of Germany, Hadhrat Khalīfatul Masīh III[rh] held a press confgiven to menerence in Frankfurt. While answering questions from a reporter he took the Holy Qur'ān in his hands and said:

It is written in this book, that women have the same rights as men do. On account of being human, and in terms of human rights, there is no difference between men and women, in fact they have equal ranks. In actuality, by giving them equal ranks, Islām has defined their mutual rights. In some cases women are in fact given more rights. [An example of this is] that the responsibility of household expenses is given to men. Meaning that it is his responsibility to earn money, and then use it to fulfill all his family's requirements. Allāh the Exalted has completely exempted women from this responsibility. Further, if women have personal funds, or acquire some money by themselves, men have no right to use that money to carry out household expenses. Women have been given the liberty not to give any money to her husband for household expenses, as this responsibility rests entirely upon men. Yes, if she desires to give her husband some money as a gift then she may do so, but her husband cannot force her to do so. *(Dawrah Maghrib, 1400 H or 1980, pg. 51-52)*

Women Have More Rights then Men

According to Islām, women maintain an equal rank as men as far as their humanness is concerned. The shows that the commandments given in the Holy Qur'ān address "al-nās" (mankind), and in the Arabic language "al-nās" is inclusive of both men and women. The number of verses in the Holy Qur'ān which mention rights of women are 49. Compared to this the number of verses that relate solely to men is very few. In some respects [women] have been given more rights than men. The word "basher" (man) in Arabic is used to for both men and women. Thus, on account of being human, women and men are recognized as equals.

(Dawrah Maghrib, 1400 H or 1980, pg. 52-53)

A Fine Point Regarding Rights of Men and Women

When I examined the verses of the Holy Qur'ān regarding rights and responsibilities of men and women, I found that there are 127 verses in which Allāh, the Exalted, uses the word "al-nās" (mankind) while commanding both men and women. Similarly the words "Insān" and "al-nās" have been used 61 and 67 times respectively to address men and women collectively. Now are left those verses that address women specifically and lay out commandments regarding their physical matters, or in which their extra rights are mentioned. A count of these comes to 49. Compared to this, those verses that only relate to men are just 11.

(Dawrah Maghrib, 1400 H or 1980, pg. 84)

Wives Should Keep Expenses Within The Scope of Her Husband's Income

While explaining the solutions for difficulties of married life, Hudūr[rh] says:

In light of, , a man is responsible for all household expenses. In normal circumstances, it is not necessary for a woman to go work and earn money for household expenses. It is the responsibility of men to earn an income. A woman's responsibility is to manage household expenses in accordance with her husband's income. Problems only arise when women start spending more than their husbands' incomes allow. Islām has not made it a woman's responsibility to bear her husband's expenses out of her own earnings or by means of any inherited wealth. It is a man's responsibility to fulfill the needs of his wife and children with his own earnings. However, it is a woman's responsibility to keep her needs within the scope of her husbands' income.

(Dawrah Maghrib, 1400 H or 1980, pg. 506)

World Peace is only possible through Restructuring of Homes

Address of Hadhrat Mirza Tahir Ahmad ra, Khalifatul Masih IV
Delivered on July 28, 1990 on the occasion of the Annual Convention of the Worldwide Ahmadiyya Community (Ladies Session) at Islamabad, Tilford Britain

After *Tasha'hud*, *Ta'awwuz* and recitation of *Surah Al-Fatihah* Huzoor, may Allah be pleased with him, recited the following verse of the Holy Qur'an:
"O ye people! Fear your Lord Who created you from a single soul and of its kind created its mate, and from them twain created many men and women; and fear Allah, in Whose name you appeal to one another, and fear Him particularly respecting ties of kinship. Verily, Allah watches over you." (4:2)
And then said:

Quest for peace

I have chosen the topic of 'home' for my address today. In these modern times people are in search of peace. Busy in their quest for peace, people are looking at every potential corner by which they feel they can hope to find peace. They keep running on all those avenues where they expect that advancing on these paths will grant them peace. But instead of attaining peace, with each passing day they are moving away from it. In their pursuit of peace they wander streets, cities and countries. But the peace that they could have found in their homes is gradually leaving their homes desolate. A house without peace is analogous to a nest without birds. People in modern society, most importantly, need to rebuild their homes no matter what religion they belong to, whether to East or West, North or South.

Reasons for Destruction of Homes

When we picture in our minds the destruction of homes and visualize the breakup of families, we generally think of Western society and see certain evils in it that lead us to believe that Western culture is responsible for disintegration of homes. But the fact of the matter is that if we look at it with justice, the East is also responsible to a great extent. There are many social evils found in the East that do not exist in the West and are playing an extremely perilous role in breakup of homes. Before this discourse I examined the situation with fear of Allah in mind and I saw certain features that led me to believe that in some aspects Eastern culture is producing more dangerous circumstances. In short, the Western culture has also caused a disintegration of homes and continues to do so and as a result of this the society is suffering increasing grief. But the manner in which their homes are breaking up is not based on hatred. Instead it is caused by insensitivity, neglect, and personal selfishness. Personal selfishness plays the same role all over the world. But in our East the cultural and social problems are such that they not only break up relations but also create relations based on hatred instead of love. The word *Shareeka* (associate) that you have heard of among families has been inherited from our centuries old culture. You will not find any such concept in the West. Many social evils have led to the birth of the concept of *Shareeka*. Therefore, justice requires that prior to exhorting one should examine the whole situation and then analyze the ailment. Next, one should draw attention of each party to the faults discovered and then give advice with righteousness and in the name of Allah.

Analysis of the Evils of Eastern Society

As far as the evils of Eastern society are concerned the apparent strength of our ties is practically becoming the cause of creating distance among these relations. In the West since people live in separate homes the concept of a big family living together does not exist; even if it did exist earlier it has been left far behind in history. But in most Eastern countries our families are more extensive, and their mutual relations appear to be very strong. In certain cases not only the daughter in law, son, mother in law, son in law live together in one house but uncles (father's elder and younger brothers) and other relatives also live there. In certain areas they have a common kitchen, i.e. all the food is prepared at one place. In some big families even separate accounts are not maintained for their businesses.
Not only in the non-Ahmadi society, but even among Ahmadis we have seen such evils where the father or the mother died and the property was not distributed, and it was assumed that one way to keep the family together was that no one should demand their share; no one should dare say that give me my share of my father's or my mother's property.

The older brother or any other elder in the family had control of affairs. Resentment grew quietly in people's hearts and their pain increased day by day. The feeling intensified that the person who had the control or the one whose name was on the property, was gaining more profit from it. The result is that even though sometimes the first generation would tolerate the situation but as the subsequent generation grows up, this apparent relationship of love turns into a sentiment of hatred. Even though the intention in the beginning was pious, but since the step taken was wrong, the good intention could not, and cannot, bear good fruit.

This is an example. But in practice I have seen many such matters that reveal that bad traditions that are against the Islamic law lead to bad results and instead of generating love they spread hatred in the society. Thus only the society that you have a right to present to the rest of the world is the correct society. It is based on the teachings of Islam. That society has no color; it is neither of the East nor of the West. It is neither black nor white. It is a radiant society. Thus we should try to universalize a society, spread it all over the world, and make it the shared value for all people only to the extent that Islam is illuminating it, and its foundations are fixed in Islam. But in our society we find the erroneous notion that Eastern society is Islamic society. Certain aspects of Eastern society are Islamic and are such where religion and culture have merged together and have acquired the same face. But numerous aspects are not only un-Islamic but are conflicting and opposed to religious values. They are antagonistic to religious values and have been inherited from an idol worshipping culture. Thus it is essential for Ahmadi ladies, whether they are from the East or West, that they make their mode of life in accordance with Islam.

We are discussing Eastern society but it is very difficult to talk about the whole of it. But now when I talk about Eastern society I will mean those ladies who were born and brought up in Eastern countries. From a certain angle their society is Eastern but it is not essential that from every aspect it is Islamic as well. Therefore if they are going to try to be teachers of the world, and want to play an important role in fulfilling the intense need of the human race that it needs a home today, then they should make a good home and present its examples.

The need for a Model Islamic Society

You must have seen that extremely beautiful buildings are being built in the world these days because of the effect of modern engineering. Some buildings are made as models so that similar homes may be built on a large scale. Where is that model? This is the question that has been worrying me. What is the example that we can present to the entire human race as an 'Islamic Society'? If Ahmadi ladies do not offer that model then they will be deprived of the opportunity of fulfilling an important demand of this time. They will fail to join and interlink the entire human race in one nation. Therefore you should give great importance to the need that I am placing before you today. Since this is a vast topic therefore I will try, to the best of my ability, to present it to you in points.

Some Basic Evils of Eastern Society

Our society (here by 'our' I do not mean 'mine' because I am a flag bearer of Islamic society and I represent only that. But since I belong to the East, the word 'our' comes to my tongue as a habit -
so the Eastern society) has many deep-rooted evils that have impacted the daily lives of Ahmadis as well.

1. Considering financial gains in arranging marriages

We have not been able to reform our ladies to the extent that while arranging marriages they should focus on good girls and good boys instead of focusing on the wealth of a good girl or a good boy. We have generally inherited this habit from Eastern society and its foundations are established and fixed in idolatrous cultures. The Hindu society had many customs whereby they would attain financial gains also at the time of arranging marriages. Hence the legacy of this misfortune is still penetrating in our country Pakistan. The Muslims living in India have also inherited a portion from this misery. The Hindu nation is expressing disgust towards it and is developing new schemes that such dangerous tendencies should be uprooted. If needed, laws should be passed so as to eradicate these evil practices. But here such incidents take place on a daily basis where the mother of a boy thinks that since her son is educated and earning she should look for a daughter in law.

Instead of looking at the morals of the daughter in law she looks at her home. She looks at the kind of sofa sets that are in their homes. Are material comforts present or not? Do they have a car or not? If they have a car will they give their daughter a car in dowry or not? They also cast a glance at the rest of the property. It seems as if instead of a mother looking for a daughter in law an Income Tax Inspector has gone out to appraise the property. This produces horrible consequences. Even if such marriages take place, provisions for their destruction have been made during their creation. Such marriages are built on a branch that will not survive and will definitely be cut down. Jewelry is also kept under focus. They are wondering to what extent the daughter in law will borrow, or will be wearing, jewelry when she comes to their house.

I have added the word 'borrow' myself; as far as their expectations are concerned they think that even if the girl's family has to sell all their property they should send their daughter to their house with a great deal of jewelry. And the reality is that mothers of those girls who are to be sent as daughters in law sometimes give their daughters borrowed jewelry and try to secretly get the jewelry back the next day so that they can return it to the person who entrusted it to them. Thus the conflicts that take place afterwards reveal such matters. What an absurd thing it is, but it comes forward as a serious issue that they were deceived. The *Jhoomar* (a piece of jewelry worn on the head) that the daughter in law was wearing was borrowed, the earring given to her was borrowed or that she does not accept that it was borrowed. She says that it was given to her but then they took it back. So brutal is this society that instead of growing love, it breeds hatred. Mothers who adopt such unkind ways sow thorns in the path to their sons' happiness, and poison the society forever. Such matters do not come to an end but go on progressing, leading to complaint upon complaint and extremely mean talk!!

2. Eyeing the income of the daughter in law

Then there are those mothers who may not care about these things but lay great emphasis on the daughter (in law)'s education. An evil intention is hidden behind this. Their intention is that a daughter whose education can become a source of income for her should come to their home, so that she may earn an income alongside her husband and hand over her earnings to them. Such an intention cannot stay hidden for long. Once marriage takes place the girls are forced to find jobs, work hard, and then hand over their income to them. These are un-Islamic practices. Such practices do not exist in the West.

If homes are breaking up in the West it is not due to hatred. Their homes disintegrate due to rising inclination towards material pleasures. Individualism is gaining hold and becoming more evident than before. This individuality on the path to material pleasures is getting in the way of building relationships.

If a man in the West gets married, he does not like that his wife's mother or if a woman gets married she does not like that the husband's mother, should be a burden on their home. This restricts their freedom and pleasure. Thus this concept of freedom first breaks up homes and converts them into mere husband and wife; ties to the rest of the family are reduced to the extent of worldly custom or some event. Just as you would merely invite friends to these events, other members of the family also participate in a similar fashion.

But since there are no expectations there are no disappointments. Gradually this selfish society has evolved into the kind of society where elderly mothers, who are in need of help, are spending the remaining days of their lives all alone, waiting for death. There is no one to look after the old father.

Therefore, the whole society attempts to fulfill its collective obligation. Old people's homes are constructed. Effort is made to provide other means for taking care of them, to the point where this group places such burden on the society that other needs cannot be met. This produces a society that suffers from lack of peace, and restlessness. This situation keeps worsening and eventually the whole society becomes restive. You will see that this is the shape of things in England. But remember these evils do not breed hatred.

3. Ostentation

Our, or I should say Eastern, society has evils that produce hatred. This is what *Shareeka* is. Such evils multiply because of many other bad habits, for example, ostentation. On the occasion of marriages people have created this pointless issue of honor, and they worry a great deal about their false sense of honor. Our ladies are paranoid that if they do not show off at the time of weddings they would be

disgraced in front of people. Look, you were disgraced when you lost respect in front of Allah. What respect is there left to lose?
A believer is disgraced as soon as he transgresses from the guidelines laid down by Allah and the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, and turns his back to the teachings of Islam. Nothing else is left. Then why worry about what's left and what's gone? The fact of the matter is that ostentation has produced dangerous consequences in our society.

4. Taunting the daughter in law

These events are the beginning, but after this beginning a conscious effort is made to keep alive their ill effects forever. If there was a slip-up at the time of sending off their daughter, if they failed to show off, or the food ran short, or even if there was too much salt in the food, at any minor fault the *Shareeka* raises its head immediately and says that this particular thing happened at that time. Then they never put it behind them. That poor lonesome girl, who was sent by someone to live in someone else's house, feels that she has come to the house of her enemies. She is taunted at every occasion. If ever she cooks and it turns out bad, it is said, "Yes!! We know whose daughter you are. Haven't you come from the place where this particular incidence happened on the occasion of your wedding? Our guests made gestures of dismay. No one ate a morsel. It was not even edible." Such exaggeration, and then they make the poor girl's life difficult with their taunts.

5. Mother in law's jealousy towards her daughter in law

hen these issues grow deeper in the form of vices in the society when the mother in law gets jealous of the daughter in law. This cannot be seen in Western society but it is widespread in Eastern society. When the son shows affection to his wife who was brought to his home by his mother, apparently with great desire and longing, then the mother from thereon is bent on ruining her. She does not let an opportunity pass whereby she can destroy the home of this poor girl. Thus if the son pays attention to his wife the mother in law gets angry and believes that the only way to retain control of her son is by concentrating on finding faults in her daughter in law and then mentioning these to her son. If these faults are not there then she can create a few on her own. This is not a difficult task. Some people can make up stories very easily. If this newly wed has came from a poor home and is kind to her brothers then all hell breaks lose. Even though in mostsituations such women are careful and if they help their brothers they do so with their own income. But these mothers in law that I am talking about, I hope to God that there are no such mothers in law among you, cannot even tolerate that an educated girl who has not placed the entire burden on her husband and earns herself, should spend some on her home and give some to her poor brothers and sisters. This is beyond their endurance. They start poisoning the ears of the husbands and think that in this way they have won their son over and he belongs to them now. It does not matter if he belongs to them or not, for he will not belong to himself. A son whose home is ruined will have a distasteful life.

Ties of Kinship need to be protected

In this Eastern society where families are apparently large and relationships appear strong, an innate system exists that is severing ties and teaching hatred. This is why the Holy Qur'an repeatedly draws out attention towards ties of kinship. The verse that I recited today is the one that Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, recited on the occasion of every marriage. Following in the tradition of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, out of the three verses that are read at the time of marriage of every Muslim, this verse that I just recited is the first. Allah says: *O ye people!*
Fear your Lord Who created you from a single soul.
'Created you from a single soul' has several meanings. One connotation related to this occasion is that none of you has any superiority over another.
This carries the meaning of all uniting in one soul. Therefore a society that was created from one soul should stay together as one soul.
A society that gets divided and converts into several souls forgets its origin. A split is created in it. Allah says, "We have granted you abundance as well; We have created men in abundance and women in abundance.But this was not done so that you may assume separation and tear apart in matters of the hearts. Instead it was done so that you may create these ties again and once more strive to become one."
This message has been given at the end of this verse in this form, "And fear Allah, in Whose name you appeal to one another, and fear Him particularly respecting ties of kinship."

Implying We have spread you all over the world and We created many lives form one life, but not so ties of kinship should break but so that relationships may be established and established with respect.

Allah says, 'remember that the God to whom you beg to have your desires fulfilled teaches you that you should guard your ties of kinship and take care of them.' These two subjects have been tied together in such a way that if a woman or a man, whichever it may be, do not honor the ties of kinship and instead of being kind to their relatives sever relations with them, then the message for them is that their prayers will not be accepted. It is very important to understand this point because I receive numerous letters with requests for prayers and they also include letters stating that they don't know why their prayers are not accepted. There can be several reasons why prayers may not be accepted, but one reason that is explained here is that if instead of strengthening your family ties, you behave in such a way that these relationships are severed then remember that you will sever your relationship with Allah. The one to whom you beg to get your desires fulfilled will not grant you your wishes.

This is not my explanation but it is the explanation given by the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him. At one time he stated, as if Allah had informed him, that the attribute *'Rahman'* (merciful) of Allah emanates from the same element that the name *'Reham'* for the organ of a mother in which a child is born, comes from. *Reham* is the name given to the uterus of a mother and it is also the basis of the attribute *Rahman* of Allah. Allah says if you sever the ties of kinship *(Rehme relations)* you will be severed from God's mercy. One is deeply related to theother. Thus he who is cut off from (Allah's) *Rahmaniyyat* (mercy) has nowhere else to go. A society cut off from *Rahmaniyyat* also implies that this society cannot foster love and so hatred will sprout. A person cut off from mercy is cut off from *Rahamaniyyat*. One meaning of this is the one that I have just explained that despite your prayers, Allah will not treat you kindly. The other is that such a society is devoid of divine favor and breeds hatred.

Present to the World a Society Based only on the Holy Qur'an and Sunnah

We can see many major vices in the Western society and it is essential to remove them as well as provide safeguards against them. But as majority of the Ahmadi ladies at present belong to Eastern society I want to bring their attention to this matter. If you look at Western society only with a critical view and then invite them towards your own society, in return they too will look at your society with criticism. They will have the right to say that they reject it, because this society is not based on righteousness. This will create racialism leading to geographical and national divisions and create hatred that will divide the nations. This is not just related to the West but to the East as well.

When I went on a tour of Africa, at many places some African ladies complained to me against some Pakistani ladies that they have a certain way of life and try to show us that it is the Islamic way of life and that they are its representatives and supporters. Please inform us if it is the Islamic way of life or not, and if it is not, was Ahmadiyyat instituted to impose and enforce Pakistanism on the rest of the world?

At some places there were misunderstandings. In some cases their complaints were legitimate. When I explained the matter to them clearly they understood it very well. I made it unmistakably evident to them that Pakistanism and Ahmadiyyat are not two names of the same thing. Ahmadiyyat is something different. Ahmadiyyat is Islam. Every aspect of Ahmadiyyat should be based on the Holy Qur'an and Sunnah. Thus an act that is based on the Holy Qur'an and is based on Sunnah is Ahmadiyyat. A lady who reflects this aspect has a right that as a representative of Islam she should instruct you to assume that habit or take up a certain custom of mode of living. She does not have a right to present things other than this before you and claim that as a representative of Islam she has come to teach these ways to you.

Individualism - Biggest Evil of the West

Among the problems of Western world a huge evil is the same individualism. The society has become selfish. Worldly pleasures and modern appliances that are helpers in producing these pleasures are playing an extremely horrifying role in further reinforcing selfishness.

Day by day society is disintegrating because everyone wants to have the maximum benefit from the means of pleasure created as a result of modern advances and no relation is an obstacle in this pursuit. No kinship is a hurdle. Whatever income a son earns he keeps to himself.

Thus from this angle this society is becoming a society of individualism, because the needs of every individual are not being fulfilled. The subject of unfulfilled needs is not related to poverty. It is related to contentment, that is, in many cases it is related to contentment. The richer the Western society is becoming the more its desires are blazing.

The cry of *'Are there any more?'* (50:31) is rising. People get accustomed to the means of pleasure being provided to them. It becomes their basic right. Then the desire for still more arises: western television, radio, and other means of communication present such a picture of a fictitious paradise in front of them that it appears to be real from afar and everyone tries to run towards it. But in reality it is not paradise. This paradise is like seawater that further inflames thirst instead of quenching it.

Real Paradise lies in making Ties of Kinship Strong

Real paradise lies in the making of a home. Real paradise lies in making *Rehme* relations strong. The Holy Qur'an sheds light on this topic in the verse that I have put before you. With remarkable sagacity, and looking at it with utmost wisdom, the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, chose this verse to be recited on the occasion of marriage. This is because of both his discernment and intimate knowledge of God but I believe that, even though no such tradition has come to my knowledge that the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, did so as a result of clear revelation from God Almighty, but since it was his rule that he did not take any step without revelation, therefore I have complete faith and conviction that in addition to sagacity it was related to revelation as well. Incidentally, here you can say if wisdom was involved how could it be a revelation or if it was a revelation how could it be a result of his wisdom?

The Holy Qur'an has itself provided the answer to this question. The Holy Qur'an presents the example of the light of Hazrat Muhammad, peace and blessings of Allah be upon him, or the light of Allah in his form, as if he was clear oil that was ready to ignite on its own. It contained such pure characteristics that even if there had not been a revelation from Allah, it still would have provided the means for illuminating the world. The light of Allah's revelation descended upon it and Hazrat Muhammad, peace and blessings of Allah be upon him, became 'light upon light' *(nooron ala noor)*. Thus revelation is deeply related to wisdom as well. This is the reason why different prophets have disparity in the status of their revelation. There is disparity in clarity and light, otherwise it is the same God who sent revelation to every prophet.

Thus the resplendent teachings that were granted to Hazrat Muhammad, peace and blessings of Allah be upon him, were a result of the intervention of his God given wisdom, which was transformed into *nooron ala noor* (light upon light) by the light of revelation descending upon it.

Horrible Effect of Destruction of Homes in Western Society

The selection of this verse for the occasion of marriage bears extraordinary importance and it plays a basic role in the making of homes. Allah reminds us that we were created from one soul. Even though we are increasing in numbers and are spreading, we should always strive to return to being one soul. We can achieve this only by strengthening the ties at home and fortifying *Rehme* relations.

This comprises an enormously deep secret of wisdom that it is impossible to build nations or to create national unanimity unless homes are constructed with accord therein. The nation in which homes are divided cannot stay together. National interests are dispersed.

A nation whose homes are lacking peace will always have streets that are devoid thereof.

This is a law that cannot be changed by any worldly power. If you analyze the crimes of those countries where dangerous crimes, that are becoming more horrendous with each passing day, are breeding despite their economic and educational progress, you will see that the ultimate reason behind the rise in these crimes is breakup of homes.

These days in England there is talk of an extremely painful crime. Every report and all announcements on radio and television are saying that some wicked people kidnapped innocent children to make pornographic films.

Almost forty children were killed during filming of the kind of horrible films that they wanted to make. They must have committed all sorts of atrocities against these children, and there was no one who could have paid heed to their screams and to their cries.

This is such a painful incident that it makes the entire nation hang its head low in shame. In fact this causes all mankind to hang its head low in shame. But look at this. The ultimate reason behind this is that because of individualism homes are falling apart and desire for pleasure has made the nation mad. Since there is no peace and interest left in homes therefore young men, growing up in such homes, take to the streets not in search of peace but in search of pleasure; and they ruin other people's peace for the sake of their own enjoyment. The ultimate reason behind drug addiction, pornography, or other such vices is the same.

Thus even though hatred did not play a role in disintegration of homes but the breakup of homes led to hatred and, in practice, the ultimate end is hatred. As a result of the breakup of homes lack of contentment, mistrust, and hatred becomes rampant in the society, and since the pursuit of pleasure takes place outside in the streets therefore there is absolutely no consideration that some one else will be harmed or that it will cause grief to someone. While mugging to get a little money, even hands are sometimes cut off.

In 1978 when I went to America I took my wife and two daughters to see Harlem. People tried to frighten me from going there. They said you are going there; it is a very dangerous place. On top of that your wife and daughters would be wearing the veil. We are not sure if you will come back alive.

I said it was not so. I did not understand what could happen in broad daylight. Then they told me that a similar Eastern lady was walking with a thick gold bangle on her hand, and since there was not enough time to scramble for it, so a man cut off her wrist with a sharp knife and when the bracelet fell to the ground he ran off with it. They said this is the situation here. This is not just the situation over there, but is becoming the same everywhere and cruelty is on the rise.

The reason is that there is no peace in the homes. If a society has love and affection in its homes and the relations between husband and wife or a man and a women are not the only sources of pleasure, but the ties between brother and sister, and mother and son, and father and son, and other relatives that are included in this verse are strengthened (*Rehme* relations include all the ties of kinship of husband as well as wife) then a vast family is created. If we build our homes from this standpoint one would find such peace there that many fortunate children who grow up in such homes have no desire of quickly leaving after returning from school or work, or head towards pubs or to mingle in bad gatherings that have been made nowadays to provide temporary pleasures so that one may go and waste one's time there. This is the society that later on, in reality, promotes drinking and gambling and all kinds of vices breed there and, as a consequence, homes are destroyed.

Rebuilding Homes is only possible through the Teachings of Hazrat Muhammad, peace and blessings of Allah be upon him

Thus homes are falling apart in the West as well as East. Our lord and master Muhammad Mustafa, peace and blessings of Allah be upon him, is the sole builder of homes. It is only his teachings that can reform the East and the West. It is impossible to guarantee peace in today's world unless and until we can guarantee peace, contentment, and internal serenity in our homes.

Thus, think about rebuilding your homes. And as I have explained before, since most of the Ahmadi ladies among you belong to Eastern society, you have to eliminate your shortcomings and make your homes exemplary.

As far as those ladies are concerned who come from the West and have converted to Ahmadiyyat, as far as I have observed, are upholding the spirit of Purdah due to Grace of Allah even though there are many impediments here and it is difficult for them to change their way of living and to wear clothes that are considered foolish in their society.

They pull themselves together, are careful and pay attention to protect themselves and they are indeed headed away from the un-Islamic society towards the Islamic society. It is essential that you take more steps towards them than they do. That is, those ladies who have been raised in Eastern society will have to purify themselves. They have to break free from the bad habits of East and eradicate them. They have to reinstate the pure society of Islam, because in my eyes Ahmadi ladies from the East have so far not been able to create a purely Islamic society. We have to eradicate all those bad traditions that we inherited from certain un-Islamic societies. We need to create a pristine and pious environment. We have to fulfill our obligations to one another.

We need to form relationships with each other and strengthen these ties instead of hurting them with cheap and disgraceful ways.

Those ladies who enjoy taunting and deriding others and create an image of superiority by playing a negative role and think that by ridiculing someone they have elevated themselves, are involved in a dirty pleasure. This pleasure can never bring them peace. Their suffering and difficulties will definitely increase with each passing day. Along with this, they are also increasing pain and suffering of others. They should try doing some noble deeds. They should try to serve someone. They should also try winning the heart of their daughter in law with love. Similarly the daughter in law should not think that she has come to some one else's home, and continue talking about her own house and be wrapped up in the memories of her parents. Instead she should, in accordance with Qur'anic teachings where we are taught to respect *Rehme* relations from both sides, try to live as their daughter and should care for them just as she would care for her own parents and serve them. Then this kindness from both sides can turn the society into paradise.

These are small issues but they can create such enormous negative repercussions, as a result of which the whole society has to undergo trouble and torment. Homes fall apart, marriages fail, and then sometimes people have to run to tribunals. Sometimes they have to go back and forth to courts. But at each time, at every place, and at every occasion you will see that the root of the problem is a transgression from Islamic teachings.

An Important Message

Thus if you want to bring peace to the world then it is incumbent upon Muslim ladies, whether they are living in the East or in the West, that they should make their homes models of true Islam so that when people coming from the outside look at them they should know what they have gained. They should present pure examples in the entire world as a result of which mankind should once again attain its lost paradise of home.

I believe that the paradise that has been mentioned in the Holy Qur'an in the initial history of Adam bears a deep relation with paradise in the home. Therefore the punishments that the Bible has suggested, even though we do not find mention of them in the Holy Qur'an, are definitely related to homes. Hence I believe that the extremely important message for you today is that:

You should try to rebuild your homes. Make them a symbol of paradise. Develop humility and love in your relationships. Refrain from anything that would cause breakup of family ties and create hatred. Today homes are what the world needs the most. Keep this in mind. And if Ahmadis do not provide this home to the world then no society in the world can offer a home to mankind. May Allah enable us to do so. Ameen.

(Daughters of Eve and A Society Reminiscent of Paradise (Lajna Imaillah USA, 2005-2006)

Role of Parents in the marriage

Parents are always of great help to their children right from their birth. They act in a beneficent manner towards their children throughout their lives.

At the crucial time of finding a life partner for the child, their help and guidance is direly needed. They have to play a vital role in arranging the marriage of their children on time and in a most appropriate manner.

According to the Islāmic Law, there is no room for dating or having premarital relations.

It is the parents who take most of the responsibilities to look for a suitable match for their children.

Living in the western society, sometimes children are not aware of how critical is the participation and role of the parents in arranging a suitable partner for them. Children sometimes think that they are mature enough to search for suitable spouse for themselves, but they do not realize that their parents are their best well-wishers, and that they have a great personal experience of married life accompanied with their experience of married lives within their families and acquaintances.

They would never think of ruining the lives of their children. So, the children must have trust in their parents in this regard. Critical examination shows that arranged marriages are the most successful marriages in the society. The concept of arranged marriages is misunderstood in the western society. People think that whatever match is suggested by the parents for the children, especially for the daughters, the children must accept that match blindly. Unfortunately sometimes it happens so. But it is entirely wrong. Arranged marriages mean that the parents assist their children in finding a suitable match, but it is up to the children to accept the suggested match or not.

Verses from the Poem

of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadianias, The Promised Messiah and Mahdi

Selected verses from an in-depth poem f Durre-Sameen

He who turns to naught finds the Friend

O skeptic, try this prescription also
Forsake arrogance, my friends, for that is piety
Give up the way of pride, vanity, and greed
Give up the love for this temporary abode
Give up the path of pleasure for that Friend
Accept the life of hardship with sincerity
So angels from above might descend upon you
What is Islam but to perish for God
To prefer His approval over that of the kin
O earthworm, give up arrogance and pride
Dignity befits the Lord of Honor
Be inferior to everyone in your mind
This may lead you to the house of union
O lovers of status, this is not a place to live
None of the earlier people survived in it
Search for the path that will purify your heart and soul
The mean self should perish compliant to God
The path that finds the lost Friend
The path that offers the wine of pure faith
The latest powers that are a testimony to God
The living powers that are the means to faith
That Unknown is revealed by signs
In truth all proof is with divine signs
Whoever falls in love with that Pristine
Being Finally finds His Mercy responding
They are withdrawn as if asleep to the world
The Light they saw possesses them now
How can one love an unseen beauty
How can one be fond of an imaginary idol
If there is no sighting I'll settle for conversation
I'll settle for the effects of the loveliness of His beauty
When you have no knowledge of the Living God
You are unrestrained, bold, with no fear in your heart
Wake up, O who are asleep, it is springtime
Come and see, that Friend is at our door
Real religion is that whose God is Self-Evident
Who reveals His whereabouts by His own powers
The actual aim is to behold that Face
Finding the Known Friend is real paradise

Make your Homes Heavenly

Guidance from Hadhrat Khalīfatul Masīh V(atba)

Today, we who claim to be followers of the Promised Messiah[as] have this responsibility upon us, a great responsibility is on our shoulders, that we cause a revolutionary change within ourselves. We make our household heavenly. In our neighborhoods too must we create virtue as is expected of us by Allāh the Exalted. We should not carry out any action which would take this heavenly glad tiding away from us. Therefore, we have a great responsibility. Focus on prayers, because today, Jamā`at Ahmadiyya has the responsibility to safeguard Islām. (Friday Sermon, May 16, 20003)

Set Examples That Will Draw Others Near

In some cases when the girl is given authority as a daughter-in-law, she acts unjustly towards her mother-in-law. This satanic cycle remains even though at the time of Nikāh, couples are always advised to practice Taqwā and clear speech. Ahmadī homes should present such examples that force others to be attracted towards them. Before any action, contemplate over what its outcome will be, [because] God is well aware of every transgression. May Allāh enable every Ahmadī home, to tread along the path of righteousness and establish a beautiful society. (Friday Sermon, May 30, 2003, Al-Fadl June 3, 2003.)

Righteousness

The responsibility of reforming the entire world and of uniting all people under one religion rests with Jamā`at Ahmadiyya. For this, the best way to call people towards Allāh is by setting a righteous example. Allāh, the Exalted, says that the most honourable among you is the one who is the most righteous.

Thus, the real source of greatness is *taqwā*. It is against the honour of a righteous person to be caught up in the notion of castes. The Holy Prophet[sa] set a practical example of brotherhood and thereby obliterated the distinctions of nations. He instilled the spirit of unity and set the criteria of distinction based on piety. After marriage some people mock others because of their family background and ancestry. Such matters, which are extremely cruel, should be considered before marriage. A lack of fear of God is the reason why a person would have pride in one's cast or family background. (Friday Sermon, May 23, 2003, Al-Fazl Daily May 28, 2003)

Cruel Treatment

The matters of husbands and wives and the disputes they have are sometimes very absurd and disgusting. Accusations are leveled against one another, or husbands or in-laws act cruelly. If the sheer grace of Allāh and His commandment of "" (continuous admonishment) were not in front of us, man would despair and simply leave such people in their deteriorated condition thinking that they have exceeded all bounds. (Friday Sermon on November 10, 2006)

Do Not Turn Your Personal Egos into a Heap of Problems!

Our objectives are so grand, yet we mistake our personal egos as a load of problems and are caught in the midst of petty matters, making a hell of the small paradise of our homes. As a result, we end up playing a negative, instead of a positive role in the progress of the Jamā`at.

Whoever raises such problems and is trapped in his ego involves the other party, the system of the Jamā`at and sometimes myself. May Allāh grant him sensibility and enable him to understand the purpose for which Allāh the Almighty has sent the Promised Messiah[as]. (Friday Sermon, November 10, 2006)

Do Not Practice Voluntary Worship Without Your Husband's Consent

With regards to this matter, there is a hadīth that once, Hadhrat 'Umar[ra] had a difference of opinion with his wife about a specific matter. His wife Hadhrat 'Atika[ra] was very fond of Salāt and was completely absorbed in the habit of offering congregational prayers (in the mosque) and would

not miss it at any cost.

Now, if a woman leaves the house five times daily for the mosque, considering that it is not mandatory on her as such, how would this have affected the needs of the home? Thus, Hadhrat Umar[ra] was patient for a while, but eventually told her enough was enough! He said that it was not mandatory for her to go to the mosque to pray, and that she could have prayed at home – so why did she bother going to the mosque for all prayers? He added, 'By God, you know that I am not pleased with you because of this.' His wife responded, 'By God until you order me to stop going to the mosque, I will not stop.' Hadhrat Umar[ra] did not have the strength to order her to stop going to the mosque and thus, she did not stop going until the end and continuously went to the mosque to offer prayers. (Sahīh Bukharī, Book of Friday Prayers)

From this, firstly, we come to know how much women were inclined towards worship at that time. Secondly, we learn that we should not offer prayers, besides those that are mandatory, without the husband's consent. If he gives an order, then she should stop. So it is even more far-fetched to think that it is unnecessary to obey the husband in worldly matters. How beautiful is this teaching of Islām involving a delicate balance and justice! (Address to Ladies, Jalsa Sālāna, Germany, August 23, 2003, Al-Fazl International, February 18, 2005)

Promised Messiah's[as] Advice to a Friend Who Was Harsh with His Wife

Before the acceptance of Ahmadiyyat, Hadhrat Chaudhry Nazr Mohammad Sahib[ra] came to visit the Promised Messiah[as] in Qādian, from Adramah, District of Shahpur. He found out that Hudūr[as] had left for Gurdaspur for a court case so he too went there and had an opportunity to meet Hudūr[as]. He started massaging Hudūr's[as] feet when a person came and told Hudūr[as] that Hadhrat Chaudhry Nazr Mohammad Sahib's[ra] in-laws had taken great difficulty to send him their daughter. However, he does not allow her to visit them. As soon as Hudūr[as] heard these words, his face turned red in anger and said, "Leave from here immediately lest we be inflicted by some punishment because of you."

He got up and left and after a while he returned saying he repents and asked that he be forgiven. Hudūr[as] then allowed him to sit down. Hadhrat Chaudhry Nazr Mohammad Sahib[ra] relates that when he saw this, he became extremely remorseful [over his actions, and thought]. Hudūr[as] had gotten angry on such a small matter, while he himself was such that he never inquired of his wife's [needs] nor had any care for his in-laws.

This was such a big sin. So while sitting, he repented and vowed to himself that he will go to ask forgiveness from his wife and in the future will never wrong her. He said that when he returned, he bought her many gifts and placed them before her and asked her forgiveness for all his previous wrong doings. She was surprised and wondered how such a change had come in him. When she found out that this change was the result of the Promised Messiah[as], she prayed a great deal for Hudūr[as] as he had changed her bitter life into a life full of joy. (Summary Friday Sermon, January 13, 2006, Al-Fazl International, February 3rd, 2006)

A Pious Woman's Desire Should be to Please God and Her Husband

A pious woman's utmost desire should be to ensure her God is pleased with her. Following this, it should be that her husband is pleased with her; then, that she does the best *Tarbīyyat* of her children and establishes a loyal relationship to Khilāfat. A household in which these matters are established never goes to waste. (Address to Ladies, Jalsa Sālāna, Australia, April 15, 2006, *Al-Fazl International*, May 19, 2006)

The Reformation of Homes is Necessary First for the Purposes of Tablīgh

If examples of compassion and high morals are not to be seen in our own homes, how can we guide the lost and misguided towards the right path? We ourselves would be included amongst the lost and misguided. So, every Ahmadī must analyze himself and his household, and ask himself, could it be that we have diverted from the Qur'ānic teachings?

Could we be trapped in a web of our egos? This is something that every boy must analyse and every girl. Every husband and wife must reflect on this, and in-laws of both sides as well. This is because sometimes complaints are received from men that at times the woman's side commits a wrong, but usually it is the man's side which acts unjustly. (Friday Sermon, November 10, 2006)

Tablīgh Can Only be Effective When the Person Calling to Allāh keeps His Own Household Affairs in Order

Be kind to your wife and take care of her. Your wife visits others and complains that you are an extremely cruel husband; you raise your hand against her, and you beat her. Or she says that you are a cruel father-in-law and do not hesitate to raise your hands against your daughter in-law.

[Upon seeing this] whoever you preach to will tell you – 'advise your wife…find out what is happening at home to ensure that they too are following commandments and that they are kind with their daughter in-laws.' First, fulfill your own rights. Take care of fulfilling your neighbor's rights, lest your own neighbours are fed up with you. Fulfill the rights of the parents. Your own parents are in old age, and displeased with you because you are extremely discourteous to them. First, rectify matters with your business partner whom you deceive…the rights of your officers and subordinates, which you have oppressed – first fulfill them. If the person to whom you are preaching knows you, he will tell you, first fix yourself and then advise me and tell me the qualities of your Jamā`at and call me towards Allāh the Almighty. Otherwise, you are sinful yourself, according to your own teachings of religion and the Holy Qur'ān – how can you guide me?' (Friday Sermon, June 4, 2004, Al-Fazl International June 18, 2004)

Marriage Must be Based on Righteousness

Thus, both men and women should always remember to practice righteousness. In order to strengthen relationships, prayers and supplications must be offered. Men and women must also respect each other's relatives. If you hear a negative comment about your spouse from a third-person, no matter how close the relationship, the husband and wife should sit down, discuss and clarify the matter with love and mutual understanding, so that the lie may be exposed. If such things are kept in the heart, they accumulate and slowly drift people apart and ultimately result in destroying homes.

I have also mentioned earlier that sometimes, when there is a lack of fear in Allāh, either external influences and brainwashing or perhaps an interest in another marriage causes the husband to easily level the most despicable of accusations on the wife. If a husband wants to have another marriage when there is a genuine, lawful and real need, the least he can do is not disgrace his first wife. If he disgraces her to simply get rid of her so that she takes *Khula*, absolving him of paying her the dowry, then it is an extremely shameful act. Firstly, the *Qadā* board has a right to decide in favor of the woman and grant her the dowry money despite of her taking *Khula*. Secondly, the laws of these lands also require certain amounts to be given as expenses. (Friday Sermon November, 10, 2006)

Inappropriate Behaviour at Home but Great Behaviour Outside Is Arrogance

Some men subject their wives and children to such cruelty that it is enough to shake one's soul. Some girls write to me saying they have reached the age of maturity and now they can no longer tolerate such treatment. [They explain that] their father has always been cruel with their mothers and with them. As the father enters the home, a state of terror and fear overcomes the wife and children and they hurry to their rooms. If ever our mother, or we, uttered something in front of our father that was contrary to his liking, then we would all be in trouble. It is pride which caused these fathers to reach such extremes. Many of them are such that outside their homes, they behave very well. Others tend to think that no soul is more honourable than them. (Friday Sermon, August 29, 2003, *Khutbāt Masroor*, 2003, pg. 271-272)

Husbands and Wives Should Care for Each Other's Relatives

To further improve these relations, both should also take care of each other's relatives. Remember that when you take care of each other's emotions, and take care of each other's relatives and close ones and respect them, in such a case, others will not succeed in messing up your relationship, as there is always the outside influence because your foundation will be based on *Taqwā*.

God protects one who treads along the path of *Taqwā*, from the whisperings of Satan. When husband and wife have a relationship of trust based on Taqwā, then even those who try to whisper negative comments, however close they may be in relation, will only get the answer that, 'I know my husband or I know my wife – you are mistaken – let's clarify the matter right now.' (Friday sermon, November 10, 2006)

Kind Treatment of Each Other's Relatives

The phrase "" is very vast and it encompasses equal rights for both the wife and the husband's relatives. The same type of kind treatment is necessary with them as it is necessary with one's own relatives. If this habit is developed and such examples of kind treatment of each other's relatives are established, can such homes ever have those types of problems? Would they ever have fights? Never!

For the majority of conflicts occur due to reasons such as: something minor being said or a misunderstanding with the parents, or the mother or father uttering something – even if it is said as a joke – and being taken seriously and becoming a source of displeasure and a quarrel, either with the mother or father or brother. This leads to accusations and name-calling. Thus, it is these small misunderstandings that become a source of bigger conflicts. On the contrary, the Holy Prophet[sa] was very kind and considerate towards the treatment of his wives' relatives and their friends. Here, I narrate one of countless examples:

The narrator wrote that the Holy Prophet[sa] would stand up and welcome Hadhrat Khadīja's[ra] sister Hāla immediately after hearing her voice and would happily say that sister of Khadīja has come. Whenever an animal was slaughtered at his home, he would order to have it sent to the homes of Hadhrat Khadīja's friends. (Sahīh Muslim, Kitāb-ul-Fazail min Fazail Khadīja) (Friday Sermon, July 2, 2004, Khutbāt Masroor, Vol. 2, pg. 451-452)

To Look After Each Other's Relatives

The close relationships which form as a result of marriages should be taken care of. A wife is to take care of her husband's relatives and a husband must take care of his wife's relatives. The rights of all these relations must be fulfilled and this can only happen when you deal with one another with a spirit of benevolence. (Ladies Address, Jalsa Sālāna Australia, April 15, 2006, *Al-Fazl International*, May 19, 2006)

Respect and Honour Each Other's Parents

Ahmadī parents should become righteous. A part of this means that husbands and wives should be kind to each other's parents. The rights of both should be fulfilled. Furthermore, they should fulfill the rights of their children. Remember, your children will only fulfill your rights when you fulfill the rights of your parents; when a husband and wife, both fulfill the rights of their own parents and each other's parents. This is also a type of silent *Tarbīyyat* of children on the part of parents. If this is not done, then children, who are very perceptive, become disheartened and drift away from the parents and some ultimately end up leaving the home… then slowly, they cut ties from the Jamā`at and get trapped with bad company. In this way, small matters have such impacts which deteriorate *Tarbīyyat* to such an extent that the child is eventually lost. (Ladies Address, Jalsa Sālāna Belgium, September 11, 2004, *Al-Fazl International*, July 1, 2005)

Husband and Wife Are to Make Sacrifices for Each Other

First and foremost, a husband and wife should fulfill their responsibilities towards each other, taking care of each other's rights and guarding each other's rights. Make your homes a carriage for love and affection and fulfill your children's rights. Devote time to them and pay attention to their *Ta'līm* [education] and *Tarbīyyat* [moral training].

There are many small things which both a mother and father must teach their children, rather than letting them learn from elsewhere. Establish a relationship of love with each other's parents and siblings—give them their rights. This is not only the responsibility of women, but also of men. The society that develops [out of such conduct] will be a society of love, affection and tolerance. (Address to Ladies, Jalsa Sālāna Germany, August 23, 2003, *Al-Fazl International*, November 18, 2005)

As Head of the Family, the Husband Must Establish the Rights of the Wife and Children

Generally, it is now a practice for men to say that we cannot give attention to our homes because we have responsibilities outside [the home], we are busy with our businesses or occupied with our jobs and so the responsibility of bringing up our children rests entirely with our wives.

Do remember, that as the head of the family, it is your responsibility to keep an eye on the household environment; to fulfill the rights of your wife as well as the rights of your children, make time for them and spend time with them. Even if it is only for two days of the week, such as those on the weekend, link them with the mosque, bring them to Jamā`at programs, make leisure programs with them, take part in their

interests so that they may discuss their problems [with you] and try to resolve their problems [for them]. Then you can have the status of a head of the family. (Friday Sermon, July 2, 2004, *Khutbāt Masroor*, Vol. 2, pg. 445-446)

Paradise Lies Under the Feet of the Mother: For the Sake of Your Children, Respect Her

Islām has put paradise under the feet of mothers. Therefore, husbands should not be harsh in dealing over trivial matters nor should they be rude to their wives, the mother of their children. Otherwise, it is possible that their very children may turn against them as children tend to have an extraordinary relationship with their mothers. For this reason, husbands must keep control themselves and they must keep in mind their wives' emotions and give them their due rights. Husbands and wives keep each other's secrets; therefore, they must ensure that no damage comes to their mutual trust in each other.

This is the only way children can be ensured proper upbringing if they find the best of environment in their homes. Consequently, this is the reason why this verse of Sūrah Hashr [Verse 19] has been included in the Nikāh Sermon, in which we are repeatedly advised to be mindful of the future and to adopt righteousness. (Ladies Address, Jalsa Sālāna Germany, August 20, 2004, Al-Fazl International, September 10, 2004)

Respect Your Wife—the Mother of Your Children

When a person mistreats and disrespects his wife in front of his children, her respect cannot remain intact. In order to keep a mother's respect secure and to properly train your children, it is necessary that you respect your wife, the mother of your children. (Friday Sermon, October 13, 2006, *Al-Fazl International*, November 3, 2006)

Do Not Lay Accusations on each other During Discourses

Then, there is the relationship of husband and wife. Hadhrat Abū Saeed Khudrī[ra] states that the Holy Prophet[sa] said, "On the day of Judgment, the betrayal of the greatest magnitude will be of a man who had relations with his wife and then told others of her secrets. (Sunān Abū Daūd, Kitāb Al-Adab Bab Fi Naqal Al-Hadīth Now, many disputes between husband and wife are brought to the Jamā`at and to Qadā – disputes of Khula and Talāq. While divorce is not a pleasing matter, yet if the husband and wife cannot maintain the relationship, the husband has a right to divorce the wife and the wife has the right to take Khula from her husband. Sometimes, matters have to be disclosed to the arbitrator. For such a purpose, important matters can be revealed.

Sometimes, however, a third-party gets involved and starts making the filthiest of accusations. The nature of a relationship between a husband and wife is such that many secrets are revealed to each other.

However, [it is unwarranted] to disclose those secrets to other people after disputes have been absolved for the purpose of disgracing the other party and preventing them from marrying again…So it has been said about such actions that they are very corrupt and will be considered a betrayal of the gravest magnitude. Those who betray have been warned that firstly, they are not considered believers and secondly, that they are hell-bound. Hadhrat Abū Huraira[ra] narrates that the Holy Prophet[sa] said, 'He who agrees to pay a dowry to marry a woman with the intention of not paying it, is committing adultery and one who takes a loan with the intention of not returning it – I consider him to be a thief.' (Mujma'-Azzawaid, Vol. 4, pg. 131)

Now, one can see just how important it is to pay the dowry. If there is a flaw in the intention, it is betrayal – it is theft. (Friday Sermon, February 6, 2004, Al-Fazl International, April 16, 2004)

Do Not Be Displeased with Your Wife Due to Trivial Matters

Usually what happens now is that husbands come home very late from work and this is a part of a daily routine. If one day the wife is not feeling well and eats before the husband arrives, it results in a big conflict. [The husband's] mood changes, saying "why didn't you wait for me?" In our society, Pakistani and Hindu, the Eastern societies, this practice is ever increasing.

Such practices existed earlier, but with increased education they should have diminished. Husbands do [tend to] become angry with their wives, but [strangely] mother and father-in-laws also become displeased with their daughter in-law, [saying] "why didn't you wait for him." This practice must be changed. (Friday Sermon, July 2, 2004, *Khutbāt Masroor*, Vol. 2, pg. 453-454)

A Husband and Wife Can Live Separately from In-Laws

Many times, I have asked children in front of their parents, and they claim to be living with their parents out of personal choice. However, when asked separately, they (and even their children) tell me that actually we are compelled to do this. And because of this, many times the daughter in-law is wronging the mother-in-law and vice versa.

The Promised Messiah[as] came to spread love. Thus, as an Ahmadī, you should struggle to attain and spread that love – not hatred. Many people can live together with love; however, those who cannot should not make emotional decisions. In fact, if you have the means and the facilities and there is no reason otherwise, then it is better to live independently. Hadhrat Khalīfatul Masīh I[ra] made a great point that if staying together was so necessary, why is there a separate mention of the parents' home in the Holy Qur'ān? To serve them, take care of their needs, not minding their words, not saying "uff", is necessary to fulfill.

The wife should look after the husband's relatives and fulfilling this responsibility is also an obligation. Similarly, the husband should also look after the wife's family and he is also obliged to do this. This is also included among the fundamental commandments pertaining to the Nikāh.

Thus, the most important task is to look after each other and prevent all wrongs, irrespective of who is committing them and to do *Jihād* against them.

Like I have said, some men are so nasty that they start to level very filthy accusations against women, trying to disgrace them and sometimes it is the women who do these things. But because men have more resources, more power, and go out more, they take more advantage of this. But they should remember that they may be taking advantage of this in their own minds while in reality they are preparing a fire for themselves. So have fear of Allāh and leave such things! (Friday Sermon, November 10, 2006)

Seeking Allāh's Help to Become a Model for Your Family

To be able to fulfill these responsibilities, we have been commanded to do good deeds and to adopt *taqwā*. This is so that you may set an example for members of our household, your wives, and your children. To achieve this, we must ask for Allāh's help, cry before Him and pray, 'O Allāh! Make me always tread the paths which lead to your pleasure,' lest a time come when we are unable to fulfill our responsibilities as a head of the family, as a husband, as a father and thus incur your displeasure. (Friday Sermon, July 2nd, 2004, Khutbāt Masroor, Vol. 2, pg. 444)

Wives are Entitled to their Rights

Approximately 30 to 40 percent of problems are caused by the in-laws of both sides. In these cases, the wife's parents are [usually] less responsible, the husband's parents, attempting to establish their rule, say inappropriate things which lead to the wife becoming upset and returning to her parent's home. This too is wrong. Yes, husbands are to be dutiful to their parents but wives are also entitled to their rights.

When these rights are fulfilled, wives usually take very good care of their husband's parents. By the Grace of Allāh, there are also many examples in the Jamā`at of in-laws having more trust in their daughter in-laws than even their own children. (Friday Sermon, November 10, 2006)

In-laws Should Display Good Conduct with their Daughter in-laws

At times, small disputes arise in households as a result of the nature of certain mother-in-law s, who demand that their daughter in-law be turned out. However, what is even more confounding is when father-in-laws, who have God-given intelligence, are influenced by their wives and start uttering cruelties to their daughter in-law, even to the extent of beating them. They go on to encourage their sons to also abuse their wives. They assure him not to worry, if she dies it makes no difference, they will bring him a new wife. May Allāh grant such men some sense. They should remember the words of the Promised Messiah[as]: "such men are cowards and unmanly." (Friday Sermon, July 2nd, 2004, Khutbāt Masroor, Vol. 2, pg. 458)

The Relationship of a Mother and Daughter in–law

Another pertinent issue these days drawn to our attention by some girls relates to family life. They state that they have had to endure cruelty and injustice from their in-laws and husbands.

At times, [prospective wives] are not informed of their [prospective husband's] behavioral issues or told in a hidden manner in such a way that the girl and her parents are led to believe that the issues are not a big deal. However, at times, a very frightening situation appears. In such situations it is observed that many times, the husband wants to live in peace and harmony with his wife but the mother-in-law or sister-in-law are being harsh or are inciting him to be cruel to his wife. In such cases, the poor girl is left with only two choices: either to opt for separation, or to live in such cruelty for the rest of her life. Furthermore, it is also seen in certain cases that when such wrongs are committed against the girl, she in turn wrongs the mother-in-law when she is given authority as a daughter in-law. And thus begins a satanic cycle that goes on and on in families lacking righteousness.

This all occurs despite of both parties having received the teaching of righteousness and truthfulness in the verses of Nikāh. These verses promote the establishment of a paradise on earth and an atmosphere to which even strangers are attracted. Such harsh cases are few in number – yet they are very distressing and painful …May Allāh enable every Ahmadī home, every husband and wife, mother and daughter in-law, sister-in-law and brother to tread along the path of righteousness and establish a beautiful society. (Friday Sermon, May 30, 2003, Khutbāt Masroor, Vol. 1, pg. 78)

A woman is in charge of her husband's home, to take care of the household, its cleanliness, managing its expenses, and trying to run the house on whatever amount is given by the husband for its expenses. (Jalsa Salana Germany on August 23, 2003)

Philosophy of "Women Created from the Rib"

Hadhrat Abū Huraira[ra] narrates that the Holy Prophet[sa] said, "that one should maintain good conduct with women – surely, a woman has been created from the ribs. The upper part of the rib is more curved; if you try to straighten it, it will break. And if you leave it altogether, it will remain curved. So you should have good conduct with her."

Another narration says that, "Women are like a rib – for if you try to straighten it, it will break; but if you want to take benefit from her, you can do so despite of her curve."(Bukharī, Kitāb-ul-Anbiya, Bāb Khalaqa Adam wa Zuriyyatohu)

The fact is that the angle or curve of the rib demonstrates its strength. For the most sensitive part of any living thing – namely the heart – is under its protection, apart from other organs. So man benefits from this creation of Allāh. We also find that buildings and bridges are also strengthened using such a roundness. So the meaning of this *hadīth* is that if one wants to take benefit from the strong character of a woman, one must not try to mold her to his own liking – otherwise, rather than being beneficial, she will be useless and wasted. However, it is also proven that Allāh has endowed women with a very high level of sacrifice. If you display righteous character and become a good role model for her, she will even be ready to sacrifice every desire for your sake. Thus, it is love and affection – and not strictness that will make her right. (Friday Sermon, July 2, 2004, Khutbāt Masroor, Vol. 2, Pg. 456)

Marriage is a Promise—a Union Which Should Not be Broken

The commandment of Allāh, the Exalted, and His Messenger[sa] is that one should exhibit good conduct towards close relatives. Husbands must fulfill the rights of their wives, and wives must fulfill the rights of their husbands. By doing so, your homes will be safeguarded and as a result your children will have a better upbringing. At times, society does tend to have an influence and for this reason, we should protect ourselves. A contract, a union which has been brought about should not be broken as a result of petty matters. (Address to Ladies, Jalsa Sālāna, Switzerland, September 5th, 2004, *Al-Fazl International*, December 24, 2004)

Marriage is a Contract - Protect this Agreement

Now, I want to give an example of agreements within the home and between relations/in relationships. A marriage between a man and woman also takes the form of a contract. The woman has been commanded in terms of this contract, that she has responsibilities such as taking care of her husband's needs, raising the children, taking care of the household affairs, etc. Similarly, the man also has responsibilities such as taking care of the expenses of the family, and other various needs, etc. Furthermore, the husband and wife both have to play a role in the proper moral upbringing of their children. Thus, the more a husband and wife uphold this contract, the more beautiful a society will be established. (Friday Sermon, December 19, 2003, Khutbāt Masroor, Vol. 1, pg. 559)

Wives Should Refrain from Making Unnecessary Demands

A distinction of a believer is that he acts with patience. [Yet] in some households, disputes always occur. Some women make such unnecessary demands that it is very difficult for their husbands to fulfill them. This results in disputes which consequently either lead to husbands being cruel to their wives or to the undertaking of loans to fulfill their wife's demands, which in turn cannot be paid back. In this way, a satanic cycle commences due to unnecessary demands and lack of patience. Such conditions in households lead to children seeking peace elsewhere. As a result, children are wasted away. By the time parents come to be aware of this, it is too late. (Ladies Address, Jalsa Sālāna Switzerland, December 4, 2004, *Al-Fazl International*, December 24, 2004)

The rightful duties of the wife are:

1. She has to look after the comfort of her husband, give him due respect and always have regard for his feelings.
2. She has to safeguard the honour of her husband.
3. She has to be the guardian of the property of her husband.
4. She has to rear and bring up their children properly.
5. She should treat the relatives of her husband as if they were her own relatives.
6. She should beautify herself for her husband.
7. She should bear in mind the tastes of her husband in the matter of food and dress.
8. She should be ever mindful of her husband's health.
9. She should give her most sincere advice when her husband consults her in any of his problems.
10. She should not make unfair and unreasonable demands on the purse of her husband.
11. She has to remain loyal to her husband under all conditions and be a source of strength to him in adverse circumstances and stick fast to him through thick and thin.
12. She should be careful that the dignity and reputation of her husband are not harmed by any of her actions.
13. Under all conditions her behaviour should be conducive to peace and tranquility in the house.

The rightful duties of the husband are:

1. He should respect and be very mindful of the susceptibilities of his wife.
2. He should try to be a source of comfort to his wife and behave in a manner that convinces her that she alone is the centre of his love and affection.
3. He should provide for all her reasonable needs and keeping within his means and should be disposed to spending in that respect with an open hand.
4. The husband should participate in the management of the house by giving hand in the household chores of his spouse.
5. He should look after her health and be always anxious about it.
6. He should refrain from keeping a close watch over every movement of his wife as if he had no confidence in her and thus making her life miserable.
7. He should always be disposed to overlooking the minor shortcomings of his wife and be generous in forgiving and forgetting.
8. He should see that trifles do not lead to a situation in which tempers are lost and threats of divorce and separation are pronounced.
9. He should shun every act or act which is likely to displease or agonize his wife.
10. The husband should display a sense of utmost sympathy towards his wife when she is in distress or has met with some misfortune.
11. He should not object to his wife meeting her relatives provided no mischief is feared from their side. He should also be respectful to them.
12. He should consult his wife in all family matters of importance and handle the situation as decided by mutual consent.
13. If there are more wives than one, the husband must treat them all as equal in every respect, in dress, in food, in living accommodation and in the duration of his stay with each of them.

I am confident that the new couple in particular and other Muslim brethren in general will try their utmost to maintain the rights of their spouses as directed by the Holy Quran and the Holy Prophet of Islam, thus making their lives happy and successful.

And those who say, `Our Lord, grant us of our wives and children the delight of our eyes, and make us a model for the righteous.' (25:75)

Exemplary Family

Hadhrat Sayyidah Nusrat Jahañ Begum (Ḥaḍrat Ammāñ Jān), wife of Ḥaḍhrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah (peace be on him) gave the following advice to her daughter, Ḥaḍhrat Sayyidah Nawāb Mubārakah Begum, at the time of her wedding.

- *Never do a thing keeping it secret from your husband. Never do anything that you feel the need to hide from your husband! Even if the husband may not be observing, but God does see, and the wife loses her respect when the matter is disclosed at the end.*

- *If a thing is done against his wishes, never try to hide it. Inform him clearly, as that is the way to retain respect. To hide it leads to disgrace and disrespect.*

- *Do not argue with him when he is angry! If he is angry with you or a child or a servant, and you know that he is at fault, even then do not respond to him. When he calms down, then gently let him know the truth and make him realize his error. The woman who argues with her husband when he is angry loses her respect. It will be a great disgrace if he uses harsh words to her in his anger.*

- *Consider his dear ones and their children as your own dear ones. Never think of harming anyone even if he is doing wrong to you. You should have good will in your heart for all, and do not take any action in revenge against anyone. Then you will always behold God doing good to you.* (Sīrat Ḥaḍrat Ammāñ Jān, Part II, pp. 167-168, compiled by Maḥmūd 'Alī 'Irfānī)

Translation by Qanita Noonan

The husband should also observe these instructions for promotion of peace and harmony at home.

Simple Farewell Ceremony for the Daughter of Ḥaḍrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah(as)

The Nikāḥ of Ḥaḍrat Mubārakah Begum, daughter of Ḥaḍrat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah, was performed with Ḥaḍ rat Nawāb Muḥammad 'Alī Khān on February 17, 1908 by Ḥaḍrat Maulawī Nūrud-Dīn. She was taken to her husband's home, that was to be her home from then on, on Sunday, March 14, 1909 by her mother, Ḥaḍrat Sayyidah Nusrat Jahān Begum (Ḥaḍrat Ammāñ Jān), wife of Ḥaḍ rat Mirzā Ghulām Aḥmad, the Promised Messiah (peace be on him). The following description of the sending away ceremony (Rukhṣatī) from the diary of Ḥaḍrat Nawāb Muḥammad 'Alī Khān shows simplicity of the ceremony.

"Today, Mubārakah Begum, the eldest daughter of the Promised Messiah (peace be on him), whose Nikāḥ was performed with me on February 17, 1908, formally came to my home after her farewell (Rukhṣatī, that is, sending from parents home to the husband's home)... The Rukhṣatī took place at 3 pm. I found in her both the beauty of countenance and that of character. She is also extremely knowledgeable. Thanks to Allāh for this bounty. It is a grace in abundance upon an insignificant person like me that He has graced me with the family of the Prophet. It is a great bounty of God that He bestows on whomsoever He pleases, and Allāh is the Master of Great Bounty. Rukhṣatī was performed in great simplicity.

Ḥaḍrat Ammāñ Jān sent me a list of articles, before Mubārakah Begum's arrival (in my home), which she was bring along with her. At 2 pm, Ḥaḍrat Ammāñ Jān herself brought Mubārakah Begum to my home, and she came through the stairway passage that connects my home to the homeof the Promised Messiah, peace be on him. I was in the mosque. She had to wait for a very long time. When I came home after offering my prayers, she called me, and pointing to Mubārakah Begum, addressed me in a very emotional tone, "I am giving my orphan daughter in your custody." With a heavy heart, she departed quickly saying Assalāmu 'Alaikum! *(Aḥmad, Volume 2, pp. 252-253)*

Advice to Daughter at her Marriage

Hadhrat Nawab Mohammad Abdullah Khan Sahib wrote this letter of advice to his daughter (late) Sahibzadi Amna Tayaba Begum at the occasion of her marriage.
(Daily Alfazal,Rabwah,27th Nov.1993)

My beloved child, Tayaba,

May God always be with you!

You are now entering a new phase of life. May Allah make this phase of your life even happier than the first one. When one enters a new chapter of life, one may face a number of hardships. Small mistakes of the initial days can often cause life long repentance. You should step into your new life with utmost care. You will be dealing with many people with whom you are not familiar.

At times you'll have to sacrifice your personal likes and dislikes for your elders. Sometimes you'll have to raise emotions of love for someone against your wishes, in order to mould yourself into your new surroundings.
It is indeed a test. Here you lived among those who gave priority to you over their comfort, but now you'll be responsible for the comfort of those around you.

First of all, you should prostate before Allah and ask him to grant you the strength to be steadfast and succeed in this phase of your life. He will surely guide you through every difficulty. Secondly you should treat everyone with love and respect in order to gain their respect and liking.
Share the joys and sorrows of your relations, so that they will also share your joys and troubles.Sincerety can even win over enemies. Whereas these are your near and dear ones But do keep in mind not to lower yourself to an extent where they'll walk over you.

Always keep your dignity and self respect, in order to win respect from others. You have to respect yourself in order to win respect from others. Nobody respects a useless person; therefore make it a habit to serve others.

Times change, be patient through thick and thin. Keep seeking Allah's pleasure without losing heart. Be a source of peace of mind for your husband. Do not bother him by your demands. Be content with your lot, but not to an extent where you both sit idle. Prostate before Allah, along with your husband and motivate him to work hard.

During good times do not forget the needy. Keep their needs above your own. You are going to a house which has a tradition of serving the poor. Keep this tradition alive and Allah will bestow his blessings upon you.

Your father in law is a great man. You can win the blessings of this world and the hereafter by serving him. Bow before Allah with all your heart. Accept his decisions wholeheartedly even if they are not what you wish for. Newly weds often tend to forget their obligations towards Allah. You should keep Allah's love above all worldly loves. Keep your obligations to Allah above everything. Spend your life only for Allah and Allah will also be yours. And what else can you wish for? You'll gain everything and win over everyone.

Hadhrat Amma jaan is a blessing for us. Try to win her pleasures with your love and service, so that she prays for you. Serve her with all your heart. May Allah enable you to continue kindness to all.

Yours humbly,
Mohammad Abdullah Khan.

(Translation by Nazia Zafar)

Part 2

Hadhrat 'Amma Jaan'ra

Another incident relates to a very personal part of her life history, that of her having children. During her married life, she had ten children, of which five survived to grow up. Losing one child is hard enough but to lose five children was indeed a great test which she passed with great steadfastness. Hadhrat Mirza Sharif Ahmad(ra), her son, has written,

'When dear Mubarak Ahmad, who was our brother, passed away there was no wailing in our house. Neither the boys wailed, nor the children nor Amma Jaan. In fact when the Promised Messiah told Amma Jaan that he had passed away she expressed words only of thanks and acceptance to the will of Allah.'

The Promised Messiah(as) was very pleased with her steadfast reaction. Soon, however, great news arrived when the Promised Messiah(as) received the revelation, 'Khuda khush ho gaya" meaning "God has become happy".

When Hadhrat Amma Jaan(ra) learnt that God was happy with her she responded: *"I am so happy with this revelation that even if two thousand Mubarak Ahmad's had died, I would not have cared."*

This is indeed the example of a true believer found in Hadhrat Ummul Mu'mineen, Mother of the Believers, Hadhrat Nusrat Jehan Begum(ra).

Another aspect of her personality is of particular interest. A very feminine quality that Hadhrat Amma Jaan(ra) exhibited was that she was extremely conscious of women's dignity and honour. Her daughter, Hadhrat Nawwab Mubaraka Begum(ra), describes this quality in the following words:'Hadhrat Amma Jaan(ra), compared to most, had a much higher standard of righteousness and this specific quality is worth keeping in view. She would often warn that the honour of ladies is very delicate. She did not approve at all of women who were inappropriately friendly with each other or who made unsavory jokes with each other. She would like wives who were most loving to their husbands and would express her appreciation in this regard.'

Sakinatun Nisaa writes about her religious knowledge: *'As for religious knowledge regarding the teachings of the Promised Messiah(as), she was such an expert that none of us ladies' minds could compare. Hadhrat Amma Jaan's faith in Hadhrat Aqdas' (the Promised Messiah's) prophecies was strong and unshakeable.'*

Hadhrat Mufti Muhammad Sadiq(ra), a Companion of the Promised Messiah(as), has written: "*Hadhrat Amma Jaan would concentrate deeply as the Holy Qur'an and Hadith were read to her. In addition to this the Promised Messiah(as) would often disclose his revelations and prophecies and special subjects (essays) at home before informing the outside Jama'at (community). "*

This meant that Hadhrat Amma Jaan thoroughly understood the issues and important works of the True *Silsilah* (movement).

Hadhrat Mirza Bashir Ahmad(ra) has described his respected parents' relationship: "*as if they shared one heart beating in both their chests*".

It is well recorded that although Hadhrat Amma Jaan(ra) was married after the demise of her respected mother-in-law, *Chiragh Bibi*, she knew of the relationship of deep love and affection shared with her by the Promised Messiah(as) and appreciated this. She also spoke very respectfully of her older sister-in-law, *Murad Bibi*, who was a very pious lady. This appreciation and respect of her mother-in-law and sister-in-law was exhibited in front of her children, when she spoke of them both and is a good example of how we should also behave. She also ensured that her children respected the Promised

Messiah(as)'s first wife whom they addressed as *"Bari valida,"* roughly meaning 'elder mother'. Respect of in-laws and elders harmonises a household. It is also very important in strengthening marital relationships which in turn can have a deeply positive effect on future generations.

Even as a young bride, Hadhrat Amma Jaan(ra) tried her best to please her respected husband and as such soon one day tried to make a favourite dish of his, sweet rice. Due to inexperience she added about four times as much sugar as was required and due to it already being mealtime, she did not have a chance to start again. When the Promised Messiah(as) saw her obviously upset over this cooking disaster he kindly tasted it and remarked that it was fine and he liked it this way! The reciprocal care and consideration both husband and wife showed each other in this small incident is a good example to all who wish to achieve marital happiness.

Furthermore, it was her habit throughout her marriage and even after becoming widowed, in memory of the Promised Messiah(as), she particularly made an effort to cook the foods her respected husband liked. On one occasion Hadhrat Nawwab Mubaraka Begum (ra), her daughter, relates that as a child she one day became upset with her mother as she was hungry and went into the kitchen and repeatedly asked for a paratha, but Hadhrat Amma Jaan(ra) replied that the stove and Cook were both busy so she had to be patient. After her father's food had been prepared, her paratha could be made.[14] This example reflects how she gave priority to the Promised Messiah(as) and trained her young children in patience and respect.

Hadhrat Amma Jaan(ra) was married in 1884, and yet her father, Hadhrat Mir Nasir Nawwab(ra), later a most devoted servant of the Promised Messiah(as), did not perform the bai'at (initiation) until 1892. This did not prevent her in the least from accepting and believing in the truth of her husband. Many daughters would perhaps feel their loyalties split, but Hadhrat Amma Jaan(ra) was devoted to her husband in such a way that it really does remind one of the blessed wife of the Holy Prophet(saw), Hadhrat Khadijah(ra). This comparison is also mentioned in the revelation of the Promised Messiah(as), *"Ushkur ni'matee ra-aita Khadeejatee" i.e. "Be grateful to Me as you have seen my Khadija"*.

The brother of Hadhrat Amma Jaan(ra), Hadhrat Dr Mir Muhammad Isma'il(ra), has also witnessed that: 'Since I reached the age of understanding, I did not ever see or hear of the Promised Messiah(as) being angry with Hadhrat Amma Jaan. In fact I always witnessed them to be as an ideal couple should be. Very few husbands take as much care of the feelings of their wives…'

On one occasion, some years after their marriage, a situation occurred which reflects the great value and respect the Promised Messiah(as) had for Hadhrat Amma Jaan. There was an uncovered courtyard in which the family of the Promised Messiah(as) slept in the summer. However, in the rainy season, the beds had to be moved from there so that they would not get wet. To overcome this dilemma, Hadhrat Amma Jaan(ra) had requested that a roof should be constructed over a part of the courtyard and the Promised Messiah(as) gave instructions to this effect.

However, when Hadhrat Maulawi Abdul Karim(ra), a respected Companion of the Promised Messiah(as), heard about the proposed construction, he came to see the Promised Messiah(as) with concerns that the courtyard would become small. Air would no longer circulate properly there and it would not look as pleasing as it currently did. Other Companions also present agreed with the points he made. The Promised Messiah(as) answered the concerns of his friends but in the end said: *'I remember that Hadhrat Amma Jaan brought up two orphans (a brother and sister). She would wash and bathe them herself and would remove their head lice too. I remember the room where she had placed a cloth on the floor for food for the children and she herself sat down with them. I don't know why but on that occasion I would not sit with them with the result that I did not get any food from Hadhrat Amma Jaan. In the evening I had to go and ask for some food myself. There was a lesson in this that whilst the world called them orphans, or needy, the people of God know it is their duty to protect and look after them.'*

'Allah has blessed me with promised sons from this wife who are *Sha'a'ir Allah* (Sacred Signs) therefore, consideration for her is a must and in such matters her opinion must be accepted.'

This comment was an important point for all who were present then about the status that Allah had granted Hadhrat Amma Jaan(ra).

Another incident shows us how she was an outstanding a wife. At one time the Promised Messiah(as) prophesied that he would marry again a lady called Muhammadi Begum (under certain conditions). Hadhrat Amma Jaan (ra) repeatedly prayed for this prophecy to come true. She did this because she believed the prophecy was the word of God, and she wanted it to come true even though the pain of her husband's marrying again in her own words, 'may kill her'.[18] May Allah bless her and grant her a lofty station in paradise. Amin.

Thus Hadhrat Amma Jaan(ra) was a foremost believer in the truth of the Promised Messiah(as). Her emotional and moving words after his demise reflect this when she said: "You were the moon of the prophets. Because of you angels descended in my house and God spoke."

Women today can also learn from her example as a mother. We have already observed how she encouraged her children and grandchildren with regard to religious worship. However, her daughter, Hadhrat Nawwab Mubaraka Begum(ra), has described her remarkable methods of training children in a few basic principles:

1. She always showed great trust in her children so much so that they did not want to disappoint her.

2. She taught her children to have an aversion to lying and any kind of falsehood. She used to say, "My children do not lie." Thus Hadhrat Nawwab Mubaraka Begum has related that they could not even imagine lying even in the absence of their parents.

3. She believed that children should be taught the habit of listening to parents. However, she was not overbearing or harsh and said they should not be bothered all the time.

4. She encouraged that the training of the eldest child was really important as younger children then followed the eldest and would easily adopt good habits.

Hadhrat Amma Jaan(ra) also brought up a number of orphans over the years, even arranged the marriages of some and sent gifts when they went on to have children of their own. A young orphan named Chiragh stayed in the household of the Promised Messiah(as) from the age of 8 to about 11 years. He has said that in his years in their house Hadhrat Amma Jaan(ra) never once shouted at him or became angry with him.[23] Thus her kindness and compassion was extensive.

Her own message to us recorded on audio tape only two or so months before her demise in 1952 was:

"My message is this that my Salam reaches you all. The Jama'at must remain steadfast on righteousness and faith and should never be slack in the preaching of Islam and Ahmadiyyat. All blessings are in this. I always pray for the Jama'at. The Jama'at must also remember me and my children in their prayers."

(Recorded by Hadhrat Mirza Bashir Ahmad(ra) on 7th February 1952)[24]

In her forthcoming book soon to be published in English, Mrs Munawara Ghauri has called Hadhrat Amma Jaan(ra) *'an inspiration for us all'*. We have witnessed in Hadhrat Amma Jaan many of the traits of believing women as are mentioned in Surah Al-Ahzab, Chapter 33, Verse 36 of the Holy Qur'an quoted at the beginning.

We pray that: *"O Hadhrat Amma Jaan, to know you is to love you. May Allah Grant you the loftiest station in Paradise and may Angels call down blessings on you. May your beloved Jama'at always be rightly guided with the blessings of Khilafat and may your descendents remain forever righteous and blessed. Amin."*

(*by AmtuShakoor Tayyaba Ahmed - UK Review of Religion - October 2010*)

Importance of Purdah in today's world

Today's world see's purdah as an unnecessary element of religion and therefore does not understand the importance and good influence it has on the young girls. Girls in both east and west have a phobia, that when they will observe purdah or hijab they will be degraded because they themselves have inner complex. They compare themselves to those who don't do purdah.
I have experienced that your friends play a vital role in how you develop. Once in school my friend asked "why do you wear scarf?" I asked her a question in return, "Why Hadhrat 'Mariam' as statues, which are placed around the school, her head on all the statues are covered?" She answered: "In the old times this was practiced and its not fashionable anymore so we don't do it any more." I answered her by saying, "We don't change our religion for fashion." She was quiet afterwards.
Friends play an important role in the development of each other, by a Muslim girl observing purdah, it may have a good influence upon her friends, therefore her friend will respect her and her beliefs.

They will have a positive influence on that. Peer pressure is a greatest problem that most girls face because their friends do not do purdah and when they complain as to why a person is wearing it. girls fear to say its their choice or they are doing it because it's the part of the religion, they have complexes and feel ashamed and eventually don't do it because they think to themselves that their parents and family are not watching them or even if the families are watching they don't mind because its not fashionable.

The concept of purdah is very important for society to understand to remove all misconceptions about purdah, and that the impression by most western people is that purdah oppresses women is wrong and is forced upon them. The main reason for this is the confusion and the impression given to the people that it is imposed on women rather than giving them a choice. The word "hijab" literally means as protecting women from the bad aspects of the society. Islam explains its teachings not only oneself but also for society as a whole. A Muslim girl, daughter, has a duty to maintain the moral standards of society. Purdah is one of these methods, that can be practiced to achieve such goals as stated in the Holy Qur'an.
"Say to the believing men that they restrain their eyes and guard their private parts. That is purer for them. Surely, Allah is well aware of what they do." (24:31)
and "Say to the believing women that they restrain their looks and guard their private parts, and that they display not their beauty or their embellishment except that which is apparent thereof, and that they draw their head coverings over their bosoms....." (24:32)

These verses above clearly indicate that purdah is an obligation on man and women. Islam identifies that "prevention is a better part of the cure"
This way loss of moral values can be prevented.
The Holy Quran requires women to dress modestly cover their heads all the hair should be concealed and wear an outer garment e.g. a coat
To conceal their beauty from strangers. Girls must understand that physical covering of the body is the first step of developing hijab or purdah. The true observance of purdah or hijab is only attained or obtained when the veiling extends to a man or women's heart and mind.
Men are also obliged to do purdah by the means of keeping their eyes down when talking to the strangers .

We should always remember Allah almighty is observing every action of ours, we are doing Purdah for Him, Girls should do purdah because it protects them. It represents who you are, people will treat you with more respect and keep and observe a distance, because there is a barrier between you and them. When a Muslim girl wears hijab she is conveying a message to others in society, that there should be some distance between her and others, by wearing the hijab, it informs non Muslims that she is a practicing Muslim, who lives a modest life, by wearing hijab a Muslim girl is introducing her faith in a positive way and by her own personal example, she will influence others in society.
Purdah is an important part of being a Muslim women. It requires courage confidence and being proud of what you are. May Allah direct us to the right path and allow every one of us to do purdah in rightful way.

References:http://www.alislam.org/books/pathwaytoparadise/LAJ-chp2.htm

by Rida Mannan , Dublin

Shared Values of Religions

Nowadays there is so much negativity in the world. Wars are breaking out in many different countries, poverty is affecting many in the third world and people are suffering on a huge scale as a result of this. People are turning against each other all over the world and although no one will ever admit to this, the underlying cause of this, is religion. In an effort to prove that the other religion is wrong, many catastrophes have taken place in the past. Take for example, 9/11 & all the events that have taken place afterwards has been described as a religious war by many.

But in spite of all this negativity, especially with religion, there is one thing that believers are missing out on & I believe it is very important to bring this to everyones attention. There are many shared elements of the major world religions & instead of focusing on their differences, why not focus on their positive aspects?

The media's attention always seems to go to the three religions that are Islam, Judaism & Christianity, all which are monotheistic religions, meaning they all believe in one god only. And while it is these three religions that we always hear about most, why don't we ever hear about the common aspects of these religions?

While most religions will focus and emphasise on different aspects of their religion, the ultimate idea is the same; the supremacy of God and man's duty to him and his fellow beings. In the Abrahamic religions mentioned above, there is belief in one god and one god only. The names which we call our God by may be different *(The Lord, Allah, Hashem)* but the idea is the same, and in the end, there is only one god to pray to, that which all abrahamic religions do. The muslim vision of God from the Quran portrays the qualities of Allah as absolute creator of the universe and protector of the believers. Christians and Jews believe that God is the creator of the universe as well and all believe in divine judgement of the world and that each individual lives one earthly life. We may visualize our God differently, after all everyone has their own interpretation of him, but hypothetically speaking, we are praying to the same God as we all believe in one and one God only, and these three faiths have a common need which is to know God and develop a personal relationship with him, which leads me on to another communal belief of these three religions.

Judaism, Christianity & Islam believe that humans can and should communicate with each other. God communicates to people in many different ways, such as dreams or revelations among which the most important are revelation through prophets. These revelations are recorded in the Holy Scriptures of each religion, which are the Bible, the Torah & the Quran. While the holy scriptures of the three religions aren't the same, they acknowledge God's truth and encourage respect to the holy books.

Another shared element of these religions, is that they all stress moral rights and responsibilities and accountability on the Day of Judgement leading to reward or punishment in the afterlife. In short, these three religions have similar moral codes, such as worshipping God the one and only, believing, repenting and doing righteous deeds and avoiding sins and evil. The 'Golden Rule' (treat others the way you would like to be treated) is one that can be seen in almost any religion, which is also the basis of morality for most religions.

In Judaism; *Levictus 19.18 'thou shalt love thy neighbour as thyself'*

In Christianity; Luke 6.31 ' And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise'

In Islam a Ahadith states 'No one of you is a believer until he desires for his brother that which he desires for himself.' Sunnah

In the end, God has created us all equal and unique. Although we may belong to different religions we are all flowers in the garden of God with each of us having our own unique scent.

If people can look beyond all the divisiveness, greed, animosity, intolerance and prejudice that corrupts most religions they may find that the true essence of piety, equity, righteousness, compassion and spirituality is enshrined within the lines of all truly spiritual belief systems and essentially we are all one and the same.

Lets pray may Allah give every human being such a broad vision so as to benefit from the common shared values of different religions and also be able to accept the differences, and respect other peoples beliefs and live in a peaceful way .

Hania Ahmed, Dublin

Advise of

Hadhrat Nawāb Mubāraka Begum sāhiba[ra]

- *"After marriage, first the wife becomes a slave to her husband but then the husband becomes a servant of his wife." This saying is full of wisdom, first the wife becomes obedient and follows the husband and thus wins his heart and he loves her. Do not mention private matters between a husband and wife to other people. Wives tell their friends and husbands tell their friends certain things and show themselves off in a manner that is unbecoming and inappropriate.*

- *While he [your husband] is angry, do not argue with him. Afterwards, when his anger subsides, then gently make him realize the error of his ways.*

- *Never fight with him when he returns home, no matter how angry you are. Give him every ease and comfort after which, you can express your anger.*

- *When a husband and wife are in a room, never scream in any circumstance as listeners will get the wrong impression.*

- *There should be no false pride in the relationship of a husband and wife. If one is at fault, then one should patch up with the other and there is [absolutely] no shame in this.*

- *A wife should never threaten to leave the home because if the husband responds in anger saying, "ok go," then how shameful will it be. One only returns to their parent's home when, God forbid, they are not going back home. So uttering such a phrase will cause you disgrace rather than respect.*

- *Never do anything secretly, if you feel the need to do something in secret then never to it. If your husband finds out then you will lose his trust forever, apart from the disgrace.*

- *Do not speak of your family's personal affairs to your in-laws or your in-laws's personal affairs to your family. [Expressing these thoughts] will give you some ease but will become a knot in the hearts of your elders. (Sīrat Suwāneh, Hadhrat Nawāb Mubāraka Begum sāhiba, pg. 167-168 -)*

(Ahmadiyya Gazette Canada)

Advice of

Hadhrat Mir Muhammad Ismā'īl[ra]

to his Daughter, Hadhrat Syeda Maryam Saddīqa sāhiba[ra]

The first obligation of a wife when she goes to her husband's home is to try to recognize his likes and become acquainted with his nature and personality. Then the next step of keeping her husband happy becomes easier. There are certain things that normally become a source of pain for a husband and should be avoided. They are as follows:

One thing is that a wife comes up with excuses for expenditures. Expenses should be made with wisdom, not with excuses or with insistence. Asking your husband for money when he does not have any is also injurious.

Another thing is a wife misbehaving, or being extra quiet, not greeting him happily when he comes home, or cutting him off while he is talking, or using such words before others that would disgrace him, or making unjustified excuses and not agreeing to something which is good for you. For example, if he asks you to eat with him, and you reply saying you are not hungry. If he suggests some medicine for you and you decline saying you do not find it to be of help and so you will not use it. If he brings you a gift or cloth, you look at it as contemptible. There are many small matters like this which cause failure and ruin many lives.

Unnecessarily arguing and constant opposition causes a husbands love for his wife to fade away, just as an eraser rubs out pencil marks. This habit is found too often in today's educated women.

Maryam Saddīqa! If you always recite the Holy Qur'ān after Fajr prayer, a Divine light will develop inside you. A wife who knows how to clean, cook, sew and do household chores pleases her husband more compared to one who is useless and constantly reads novels or stories and is ever concerned about her embellishment. To show restlessness is inappropriate. Patience is a great virtue particularly for women. Demonstrating patient in times of hunger, sickness and pain is a sign of loyalty, righteousness and faith. (*Misbāh, July 2004, pg. 15-16*)
(Ahmadiyya Gazette Canada)

The Ideal Husband

The Holy Prophet (saw) as is true of every aspect of his illustrious life, is incomparable in his treatment of his wives. He said: " I am the best among you in my treatment towards my wives." It is impossible to find his equal in the matter of kindness and consideration which he showed to his wives. He never entered the house with a frown on his face. He was always cheerful. He used to amuse himself and his wives with cheerful and merry talks within the bounds of decorum. He assisted them in their household chores and it is recorded that once in a playful mood, he competed with his wife, Ayesha, in a short race.

Nasaa'ee reports that no man was ever kind and courteous to his wives as the Holy Prophet (saw) was while at home nor as jovial and mirthful. He used to help them in the chores of the house. For instance if his wife wanted to knead flour he would fetch water for her or would help he in kindling the fire for cooking. In short he never deemed it beneath his dignity to join his wives in their housework.

Hadhrat Ayesha has reported that once the Holy Prophet (saw) told her that he could always gauge her mood and knew whether she was pleased or displeased with him. She said, "How?" and the Holy Prophet (saw) replied "When you are pleased you say, 'By the God of Muhammed I say...' but when you are irritated you say, 'By the God of Abraham.' ..." she said "Exactly!" but added that such moments were short-lived and even then her heart was never devoid of his love, nor ever a cause of decrease in her affection for and devotion to him." *(Bukhari and Muslim)*

Hadhrat Ayesha has also reported, "I once accompanied the Holy Prophet (saw) on his journeys. On the way we stopped and in jovial mood we both competed in a short race which I won. But a few years later when I had gained weight, the Holy Prophet (saw) had a race with me again and easily beat me, and then said, "This settles the debt I owed you!"

The Holy Prophet (saw) always treated his wives with the greatest kindness and never was an over-bearing husband who take pride in handling their wives rudely and keeping them terror-stricken.

(Book reference: Islam on Marital rights page 23)

Seeing of Each Other For Marriage

Before the marriage, boys and girls are not allowed to have private meetings. They can meet only in the presence of their parents or elders. Such meetings are allowed only after other formalities have been accomplished.

The permission to see each other is granted by the Holy Prophet Muḥammad (peace and blessings of Allāh be upon him) in the following Ḥadīth:

It is narrated by Mughīrah Bin Shu'bah (peace be upon him) that he sent a message for marriage to a lady, and Holy Prophet (peace and blessings of Allāh be upon him) said,

"See her, as seeing will increase the chance of affection and attachment between the two of you."

(Tirmidhī, Kitābun-Nikāḥ)

So, the role of the parents is to help the children and to put before them convincing reasons to accept that match, not to force them to marry the proposed match. The children must know that the chance of success in arranged marriages is much higher than for the other marriages.

The Promised Messiah (as)

has laid great stress on treating women with courtesy and kindness. He says,

"The first and foremost witness of a man's piety and behavior are the wives. If your relations with them are not cordial, how can one attain peace with God."

(Al Hakam: 17:5 - 1903)

May Allah grant us - the men and the women- power to be able to discharge our duties and obligations faithfully to each other as our Heavenly Master desires and as He expects from us. Ameen

UNDERSTANDING HAPPINESS

A great obstacle to happiness is expecting too much happiness. ~ Bernard de Fontanelle

~ R. Kiran Khan ~

Happiness is a state of mind, not a way of life or a destination that you'll reach one day. Bumps in the road of life are to be expected, and we cannot let them ruin our days. We often think that if a combination of factors would just fall into place THEN we would finally be happy. Satisfaction can only come from within, through truly accepting yourself, your life, and your circumstances. During this life you'll have many hard days--long work days, sleepless nights, worrying about the future, etc. This week, think about the joys of your life. Find creative ways to enjoy the little bumps in the road.

The key to happiness

~The foolish man seeks happiness in the distance, the wise grows it under his feet. ~

The secret to happiness is not to get what you want, but to want what you already have. If you think about it, most discontent grows from want. We want more stuff, more excitement, more pleasure. When we don't get those things, we're resentful and unsatisfied. Take away the want, and you take away the unhappiness. When your quality of life is tied to your desires, fulfillment is a shadow that escapes your view. Like trying to imagine a new color, the harder you look, the harder it is to see. Does this mean you stop setting goals and striving for a healthy lifestyle and better life? No. It means you can appreciate life regardless of the outcome. It means you can relish the pursuit while accepting the possibility of failure. It means you can still enjoy the ride.
Happiness is not a destination--it's a way of life.

Finding fault with everything you see

We all know people who just like to complain. It seems that no matter how good they have it, they're always spreading negative energy. Even the best, most painstaking listener can have trouble with someone who finds fault with everything around them. You can shine even in the worst situations if your character is strong. If you're starting to see the "dark side" too often and find yourself blaming your circumstances on other people, take another look. If you think a change of scenery will solve all your problems, think again. Change can be good. Moving on to new things can be an exciting chance to stretch yourself and break a rut. But it's important to start with yourself when you're finding things to improve. No matter where you live, work or play, the only constant is you. You can't escape yourself. Change on the outside will have no effect on your happiness or fulfillment unless you change on the inside, too.

Facts About life

1. Don't compare yourself with any one in this world If you compare, you are insulting yourself

2. Life laughs at you when you are unhappy ... Life smiles at you when you are happy... Life salutes you when you make others happy...

3. Every successful person has a painful story Accept the pain and get ready for success.

4. Easy is to judge the mistakes of others. Difficult is to recognize our own mistakes It is easier to protect your feet with slippers than to cover the earth with carpet.

5. No one can go back and change a bad beginning But anyone can start now and create a successful ending

6. If a problem can be solved, no need to worry about it If a problem cannot be solved what is the use of worrying?

7. “ Changing the Face can change nothing But Facing the Change can change everything Don't complain about others ; Change yourself if you want peace.

8. Mistakes are painful when they happen. But year's later collection of mistakes is called experience which leads to success.

9. Be bold when you loose and be calm when you win Heated gold becomes ornament Beaten copper becomes wires Depleted stone becomes statue So the more pain you get in life you become more valuable.

An Exclusive Interview with famous poet

"IRSHAAD ARSHI MALIK" from Islamabad/ Pakistan

Q. Is "Irshaad Arshi" your real name?

My given name has been "Irshaad Akhtar" which I never like. When I started saying poetry I took up "Arshi" for years. When I realized meaninglessness of this name then I changed it to "Irshi"(pertaining the place where God resides) after that I realized my life has become meaningful.

Q. Where were you born?

I was born in Mohalla Krishen Nagar, Lahore.

Q. Where your childhood was spent? Was somebody other in your family a poet?

My father was in air force, he duty was changing from place to place, so my childhood was spent in at several places: Lahore, Peshawer, Rawalpindi and Quetta. I cant say if some one of my elders was a poet, however my younger sister Dr Bushra Khar was a good poet when a student. Latter hard work needed for medical studies took her over, and bade farewell to useless love of poetry. I call poetry "useless love" because despite a poet uses all of his/her capabilities, she or he is not accept during life time, his/her work reaches masses after death.

Q. Who for the first time told that your poetry is good?

From the very beginning I was aware of it. My father would appreciate my religious poetry, he never liked romantic poetry. When I would say some thing about Ahmadiyyat or my country he appreciated, he would like me to read my composition to the guest. In my college days I would bring home lot of trophies, god medals then he was very happy and appreciated me.

Q. What was your first romantic composition? What prompted you to say it?

In the beginning I love to live in seclusion, and was rather an introvert. Perhaps this seclusion, I would say jumbled up poetry, and was shy to show it to anybody, thinking what one would think I have been doing in the corner?

But when I joined college and started taking part in competitions, then I get some topic and guide lines to compose. I would write and let somebody hear it to build confidence in myself. So with Grace of God I was successful in the competitions.

Q. Do you remember your first couplet?

Perhaps I was in 6th or 7th grade when I wrote some lines in my copybook. By chance my father happened to see the couplet, it made him very upset, and said : "What hotchpotch you have written, if you want to say something say about God and Holy Prophet"

Q. At first which poem you read and at what place?

I represented my college at a poetry competition, what I read, I can't recall.

Q. Apart from ghazal and nazam did you wrote in other type of compositions?

Yes, by grace of Allah Ta'la I wrote in almost all kind of compositions. Masnawi, qat'a, open verse etc., have adopted several compositions from literature of different lands. I have written several long poems, some with 140 couplets. One of the Nait of 140 couplets was published whole in Alfazal Rabwah, by recommendation of our present Hazoor (atba).

A nazam "Nafas-a-Amara Khofa Khasara" was so liked that it was later published in pamphlets and hand out form.

Q. 10. Where your composition were published?

It started publishing quite late, however in college days my poems were started publishing in first class literary renowned journals: Fanoon, Seep, Awraq, and Naerak-a-Khail. Saquib Zeervi sahib also started publishing in his Weekly Lahore.

Q. Were you guided by a teacher in early phases of your poetry?

I have no regular teacher, but I accepted whatever suggestion was made. I like to read good poetry, it helps and one learns from it so much.

Q. Certainly Khalifa Tul Messiah (ayd) might have read your poetry? Did he approved it?

Yes, I presented my first collection "Taira Dar Kay Faqeer Hain Maula" to Hazoor Khalifa IV, he commended me by writing : "from this book it appears that you suffered some disappointment in your love, that have shown you the way to Allah. Your poetry is amalgamated in the love of Allah Almighty springing from heart and goes deep in heart."

Afterwards when ever I presented a composition Hazoor commended me. There are 20 commending letters of Hazoor Khalifa V in my fifth collection "Maa ka pagham Bachoon kay nam." My sixth collection "Sawa Naizay par Suraj" will be adorned by 5 commending letters by Hazoor.

Q. What you think should be a yard stick to grade poetry?

To me a good composition springs from heart and penetrate straight in heart. A would like to add: To compose poetry is not jesting and laughing away, requires certain dignity, when one talks about heart, actually it counts the injuries of heart and vastness and depth of motherly love.

Q. Have recent poets continued in traditional poetry?

Yes, they are following traditional as well as building new traditions. Writer in each age go along changing scenario around him. He looks at things in his own way and expresses them. There is a beauty in the variety of colours as in the rain bow. A writer needs freedom of expression, without it his talent withers, and his writing become stagnant and tasteless like standing water.

Q. Do you appreciate poetry by young poets?

Young poets are full of zest and zeal. They are experimenting in new directions, which is commendable, new ideas feed the culture and help it to renovate.

Q. You did master in journalism, have you worked as a journalist?

Yes, I worked for five years as journalist. I interviewed several people- from a beggar to minister. For long I worked as a reporter and saw the world face to face, it also added much to my experience.

Q. Have you travelled outside Pakistan? If yes, which country impressed you the most, and why?

I travelled a lot, but I like our dear Pakistan the most. I wrote a poem for those Pakistanis who live in Pakistan and do not like it, entitled: "Aye Wattan say Khafa Khafa Logo."

Q. Do you think because of the upsurge of media and internet, people have lost interest in reading?

Those who love to read they even now read. There is a hustling and bustling world of readers on the internet.

Q. Do you think our youth has good sense of appreciation of poetry?

Yes, I am hopeful of the new generation. They not only have good sense of poetry, are also truthful and have courage to express their feelings. I receive several emails from boys and girls appreciating my poetry and wishing to be incuded in my mailing list. I do oblige them.

Q. When you were married? With whom?

My husband is a fine poet, writer, critic, TV Drama-writer, though professionally he is income tax officer, retired as regional commissioner.

Q. How many children you have? Do they have inclination to poetry?

I have two daughters, elder Sana Malik occasionally compose poetry in English. Both girls are married, one is in UK the other in Qatar.

Q. What is your advice to new poets?

They should be honest and do meaningful poetry, for which they should read extensively and put up hard work.

Q. To date how may compilation of your poems are published?

By the grace of Allah five have been published, 6th one is in press.

Q. Personally which of your collection you like?

It is just like to ask from a mother who of his child she likes, she will naturally reply all. Though I have two daughters, but I am gifted by 5 sons, sixth one is on its way. Pray it is liked like its brothers.

Q. Which is your pet stanza?

It is Hazoor Messiah Maud (as) stanza:

He who stoops low to dust, gets his goal, try this if you are in search of goal of your life. I acted accordingly and found it is working well.

Q. Whose poems keep encircling your memory?

At different time compositions of different poets comes to mind.

Q. You would have been receiving commendations, did you ever received criticism. How do you feel if somebody criticizes you?

I receive several times criticism which is for criticism sake, however honest criticism make my poetry more meaningful. First one taught me to bear patiently, while second type help me to improve.

Our Special Thanks goes to Prof. Dr. Mohammed Sharif Khan Sahib from USA, for translating the interview of Arshi Malik Sahiba, for Maryam Magazine. Jazakumallah

~ Editor Maryam Magazine~

Your Letters

Respected Tayabba Mashood Sahiba & Kiran Khan Sahiba, Asalam o Alaikum w.w.b

I got the remarkable voluminous issue of Maryam magazine from you both. Jazakumullah Ahsanal Jaza. I was happy to receive it but more delighted to read it. Masha'Allah. The selection of articles shows your hard labour covering all sorts of topics like teaching, preaching and training. This very useful practice needs to be continued.

Again, it carries history of Ireland with its introduction and more so that it covers the details of the historical visit of Hazoor-e-Anwar (Atba) to Ireland during which he laid down the foundation stone of Maryam Mosque at Galway. You have gathered a very useful historical record. Jazakumullah Ahsanal Jaza.

Please accept congratulations and prayers from the core of my heart. May Allah Ta'ala continue His blessings on you and provide you better chances for rendering such services. [ameen].

Wasalam,

Ata ul Mujeeb Rashid, from London

....

Respected Tayabba Mashood Sahiba , Sadar Lajna Imaillah Ireland, Asalam o Alaikum w.w.b

I hope you are well by the grace of Allah and must be busy in carrying out Jammat Ahmadiyya's duties. May Allah bless you. Few days ago I received Maryam magazine of Lajna Amaillah Ireland. Jazakallah. All articles were great and very informative. Indeed it is a product of Lajna Amaillah's hard work. May God bless you and help you increasing knowledge. Ameen.

Amtul Noor, National President Lajna Canada

Respected Kiran Khan Sahiba (Editor Maryam Magazine),

Asalam-o-Alaikum Wa Rahmatullah Wa Barakatahu

With your love and care I got the opportunity to go through two volumes of Maryam magazine of Ireland in PDF files.

On looking them, my heart leapt with happiness and got satisfaction over its literary approach. No doubt, both volumes have been compiled with great hard labour giving due attention to details.

To me, it felt like entering into a beautiful garden in the spring. Entire magazine is a unique blend of beauty and simplicity. Every page and every line has been set out by an expert hand. Being fond of study, I do get involved various religious magazines often.

Every magazine has its own style, but I feel no hesitation in saying that Maryam magazine has its own taste & style which makes it a very interesting and an attractive magazine.

Publication of such a magazine is very useful for developing educational taste amongst Lajna. Masha'Allah [God willing], may the members of Lajna get into a desire and develop habit of reading literature. Those who get, may it help them to read and increase their knowledge.

Till now were a few positive points, but let me now turn to its negative aspects that made me unhappy. There were two poems without rhythm. Since everything has its own beauty and place similarly poetry has its too. Beauty of poetry lies in uniqueness of thought, good topic and a rhythmic scheme. When these factors are missing, the piece of poetry creates a bad impression instead of bringing enjoyment & excitement for the reader. This also brings negative effect on its standard.

I hope the team of Maryam magazine will not only accept my congratulations for its positive points but will also bear my criticism whole heartedly.

Wasalam

Arshi Malik, from Islamabad - Pakistan

Respected Kiran Khan Sahiba (Editor Maryam Magazine),

Asalam-o-Alaikum Wa Rahmatullah Wa Barakatahu

I got the opportunity to go through your second volume. I was very happy to read it. Masha'Allah. Allah has blessed you with ability to bring out very beautiful and excellent volume again.

I read your article in the memory of your father. Tears welled up in my eyes and heart felt very sad. May Allah grant you father higher place in Jannat. [Ameen]

The blessed and beautiful photograph of our Hazoor (as) has definitely increased the value of your magazine. All articles were very interesting. Title cover, photographs and layout were all beautiful and had been created in a unique style. All articles were of great standard and each one was better than the other.

What really impressed me was the expressions of Lajna when they saw our dear Hazoor (as) arriving in Ireland. My eyes were filled with tears when I read the tales of their emotions. I felt it so real that it seemed to me that I was with them.

I pray that God may complete the construction of Maryam Mosque as soon as possible and our beloved Huzur(AS) could come to Ireland once again.

I pray that you continue to publish such an excellent and beautiful magazine. [Ameen]

Wasalam
Hiba Aziz, from Belgium

(Letters translated by Naureen Shahid, & Dr. A. Shakoor Aslam Khan)

Dear Editor Sahiba,

السلام عليكم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

I was very pleased to receive your excellent latest edition 1/2011 Vol. 2 of Maryam.
I consider it to be an excellent window to your activities and aspirations and Lajna Imaillah Ireland richly deserves praise for this gallant effort.

The articles are brief and varied and hold the interest of the reader throughout. The layout is simple yet compact and the photographs are of a high quality.

I trust that you will maintain consistency and continue to publish this noble magazine aptly named Maryam.
May it continue to live up to its lofty name.
May Allah bless your efforts and reward you most generously. Amin

Yours sincerely
Mansoor Ahmed Shah
Acting Amir United Kingdom

(Continued from page 10)

Guidance by

Hadhrat Khalifa tul Massih I (ra)

.... But so long as a husband's parents think that their daughter in-law should serve them rather than her own parents, the world can never attain peace. Just as the mind cannot be at ease as long as the hand is in pain, similarly a husband cannot attain peace if the wife is in pain and the wife cannot attain peace while the husband is in pain. Neither can both of their relatives have any peace while they are in pain. But if this responsibility is understood and it is given attention, then the world will greatly benefit.

(Khutbāt Mahmūd, Vol. 3, pg. 535-537)

HEALTH CORNER

Menopause

by Dr. Sindhu Saleem (Dublin)

Cessation of menstruation at the end of fertility period around 55 years of age is called menopause. Menstrual cycle in female is regulated by some hormones that are released from brain and ovaries that regulate the formation of female egg called Ova, but after around the age of 55 the secretion of hormones becomes irregular and eventually stops. In result the ovaries stops producing Ova, as a result menstrual cycle stops. In majority of women menopause occurs without any symptoms but some women experiences hot flushed that may continue for 3 to 4 years after menopause.

Other symptoms like hypertension, palpitation, anxiety, depression and lethargy may be seen, apart from systemic symptoms general symptoms like lack of sleep, general weakness, fatigue, headache, vertigo, breast tenderness and skin pigmentation can appear after menopause.

Beside all these some physical changes may be seen after menopause like changes in secondary sexual character, in Vagina and Ovaries. After menopause major complaint of female is usually osteoporosis in which bones become week and can be fractured easily.

Most women after menopause feel insecure so these women need assurance and support from family.
Generally women after menopause are advised to control their diet and keep themselves physically active. Calcium, Iron and vitamins can be helpful to treat post-menopausal symptoms.
The major treatment to control post-menopausal symptoms is called hormone replacement treatment (hrt) in which females hormones are prescribed in different combination and in different forms according to the status and severity of patient.

Calorie Needs to lose weight

~ Editor's choice ~

There are approximately 3500 calories in a pound of stored body fat. So, if you create a 3500-calorie deficit through diet, exercise or a combination of both, you will lose one pound of body weight. (On average 75% of this is fat, 25% lean tissue) If you create a 7000 calorie deficit you will lose two pounds and so on. The calorie deficit can be achieved either by calorie-restriction alone, or by a combination of fewer calories in (diet) and more calories out (exercise). This combination of diet and exercise is best for lasting weight loss. Indeed, sustained weight loss is difficult or impossible without increased regular exercise.

If you want to lose fat, a useful guideline for lowering your calorie intake is to reduce your calories by at least 500, but not more than 1000 below your maintenance level. For people with only a small amount of weight to lose, 1000 calories will be too much of a deficit. As a guide to minimum calorie intake, the American College of Sports Medicine (ACSM) recommends that calorie levels never drop below 1200 calories per day for women or 1800 calories per day for men. Even these calorie levels are quite low.

An alternative way of calculating a safe minimum calorie-intake level is by reference to your body weight or current body weight. Reducing calories by 15-20% below your daily calorie maintenance needs is a useful start. You may increase this depending on your weight loss goals.

FOOD	AMOUNT	CALORIES
Brown Bread	3 slice	195 kcal
Milk 3.5 % Fat	1 cup	146 kcal
Egg boiled	1 large	70 kcal
Iceberg Salad	1 cup	8 kcal
Cucumber	1 cup	14 kcal
Cheddar Cheese	1 slice	114 kcal
Chapati (Roti)	1 (40 grams)	160 kcal

Nasirat ul Ahmadiyya Pages

Status of Mothers

The Holy Prophet Mohammad SAW (peace and blessings of Allah be upon him) said:

"Paradise lies under the feet of mothers" اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

The Holy Prophet SAW regarded mothers with such respect that he advised everyone that obedience to mothers would grant one Paradise. What a great reward for just listening to your mother and taking care of her! We should always remember this Hadith, even when we don't like something that our mothers ask of us. By pleasing our mothers, we please Allah! Another important thing to remember is that our parents know more than us because they have lived longer and have experienced more things than us. We should take advantage of their experiences in life and learn from them when they teach us something.

Here is a true story that explains how taking care of your mother can give you great rewards from Allah. In the time of the Holy Prophet Mohammad SAW, there was a man named Ovais Qarani. He lived far away from Mecca. His mother was blind. He took care of her all the time. His mother was very happy with him. When he heard about the prophet from Arabia, he accepted Islam. He wanted to come visit the Holy Prophet Mohammad SAW and learn about Islam from him. However, since his mother needed him, he was not able to visit the Holy ProphetSAW. When the Holy Prophet SAW found out about Hadhrat Ovais Qarani RA and his mother, he sent a message to him that he should not leave his mother to come visit him. He told Hadhrat Ovais RA that he would be rewarded by Allah for taking care of his mother. The Holy Prophet Mohammad SAW sent his Salaam to Hadhrat Ovais Qarani RA. Hadhrat Ovais RA felt a great honor when he received the Holy Prophet's message. Thus, if we want to receive rewards from Allah and enter Paradise, we must always be obedient to our parents.

Multiple Choice Quiz Series

Part 3

(Based on Hajj)

by Fareeha Aleem (Dublin)

Q. 1	**Hajj is a pilgrimage to ________**
a b c d	Jamaica Jerusalem Mecca Medina
Q. 2	**It is the ________ pillar of Islam**
a b c d	2nd 3rd 4th 5th
Q. 3	**The least amount a person can perform hajj in their lifetime is _______**
a b c d	Once Twice Never Four times
Q. 4	**Men must wear a white seamless garment while at Hajj. This is called**
a b c d	Kameez Umrah Ihram Cloth
Q. 5	**Performing the 7 circuits around kaabah is called __________**
a b c d	Umrah Ihram Tabliyyah Tawaaf
Q. 6	**Which 'well' has importance in the pilgrimage?**
a b c d	Upwey well Zamzam well St fillanss well Grews well
Q. 7	**How many statues used to be inside the kabah?**
a b c d	360 365 370 1200
Q. 8	**Going to hajj at any time of the year in state of Ihram is called _______**
a b c d	Umrah Ihram Talbiyya Pilgrimage
Q. 9	**What Eid follows the Hajj?**
a b	Eid-ul-Fitr Eid-ul-Adha
Q. 10	***What is the name of the Mosque built around the kabah?***
a b c d	Masjid Qubah Masjid Faisal Masjid ul Haraam Masjid –e-Nabvee

Please find all the answers on next page!

Real Facts

- Alexander Graham Bell, the inventor of the telephone, never telephoned His wife or mother because they were both deaf.
- About 75 acres of pizza are eaten in in the U.S. Everyday.
- Sharks can live up to 100 years.
- Over 4 million cars in Brazil are now running on gasohol instead of petrol. Gasohol is a fuel made from sugar cane.
- When glass breaks, the cracks move at speeds of up to 3,000 miles per hour.
- 250 people have fallen off the Leaning Tower of Pisa.
- "Bookkeeper" is the only word in English language with three consecutive Double letters.
- All the planets in our solar system rotate anticlockwise, except Venus. It is the only planet that rotates clockwise.
- Our eyes are always the same size from birth, but our nose and ears never stop growing.
- ELEPHANT teeth can weigh as much as 9 pounds.
- The word "listen" contains the same letters as the word "silent".
- The most beautiful and incredible gift of love is the monument Taj Mahal in India. Built by Mughal Emperor Shahjahan as a memorial to his wife it stands as the emblem of the eternal love story. Work on the Taj Mahal began in 1634 and continued for almost 22 years and required the labor of 20,000 workers from all over India and Central Asia.
- The heaviest human brain ever recorded weighed 5 lb. 1.1 oz. (2.3 kg.).
- Ketchup was sold in the 1830's as a medicine.
- Leonardo da Vinci could write with one hand and draw with the other at the same time.
- A snail can sleep for three years.
- You burn more calories sleeping than you do watching television.

sent by Quratulain Ahmad - Athlone

French Banquette Pizza

by Hiba tul Salaam - Athlone

Ingredients:
1 long Banquette
Garlic Butter
Mixed Cheese
Boiled Chicken Breast

Method:
1.First cut the Baguette into 4 pieces and then cut them from the middle.
2.Put some garlic butter on them.
3.Cut the chicken into small Pieces and place the pieces on the baguette..
4.Lastly Place as much Shredded cheese as you want on the baguette.
5.PLace in a microwave or in an oven for 2-3 mins. Until the cheese melts.

Note: If you really like cheese put extra on it the cheese gives it a really nice flavour.

Characteristics of the Holy Prophet Muhammad (Peace and Blessings on Him)

```
U G D P S Y T C E Q B L T K A E V C R G
P Y N D W S W L N L L A U R D D J K E P
Z R W R E M J U U U B N O F X E U I K L
Z B O N L A Z O F P X I I R P Y X N A H
W U O P J M B T T R O M S Z B L Z D M A
L H Z L H E C B O O O A F N L Q E A E N
F O U N D E R O F I S L A M O V T H C D
K X A I P Y T H U M B L E X L P K D A S
N G E S K D T O H K V O E M O D S D E O
F N E A H H G X F A J V G A O J R E P M
T R G X A A U Y J A B E N T D D J O R E
C O M M A N D E R F L R I F D E E X K I
T N E G I L L E T N I L R G O Y R L J B
L U F H T U R T G M H F A L J J D R Z C
N Z U O O Y A S O P I G C H X W U K F B
```

Animal Lover	Caring	Commander
Founder of Islam	Handsome	Helpful
Honest	Humble	Intelligent
Kind	Leader	Obedient
Peace Maker	Prophet of Allah	Respectful
Responsible	Role Model	Truthful

Be the First to Greet

The Holy Prophet Mohammad (peace and blessings of Allah be upon him) said:

Allah prefers those who hasten to be the first to greet others (saying Assalam-o-Alaikum).

Hasten means to rush or to hurry. *Assalam-o-Alaikum* is an Islamic greeting that means "Peace be with you." Allah likes those people most who try their best to say Salaam before anyone else. For example, when we go to the mosque, or enter our house, or meet our friends or relatives anywhere
else, we should say Salaam as soon as we see them. By saying Salaam, we send a message to others that we will not harm them in any way. In the light of this understanding of Salaam, we must make sure that after saying salaam, we do not harm the person whom we have greeted (neither through our hands, nor through our tongues). Everybody wants to win the pleasure of Allah and wants to be close to Him. Being the first to say Salaam, makes us closer to Allah.
Here is a true story that explains the importance of being the first to say salaam. When our beloved Khalifa Hadhrat Mirza Tahir Ahmad(ra) was a little boy, he was going somewhere with his mother. They both saw a man who passed them on their way. The man did not say Salaam to them, and young Hazoor did not say Salaam to him either. His mother asked him why he did not say Salaam to the man. Hazoor replied that he did not say Salaam because the man had not said Salaam. His mother gave him strict advice to always be the first to say Salaam and also to say Salaam to people who do not say Salaam to you.

Multiple Choice Quiz Series - Answers!!

Q. 1	C. Mecca
Q. 2	D 5th pillar of Islam
Q. 3	A Once
Q. 4	C. Ihram
Q. 5	D. Tawaaf
Q. 6	B. Zamzam well
Q. 7	A. 360
Q. 8	A. Umrah
Q. 9	B. Eid ul Adha
Q. 10	C. Masjid ul Haraam

A Cry of Deep Anguish

In the Name of Today's Educated Girl

Beauty of Hijaab

Address to the modern educated daughter of today
By: Irshad Arshi Malik of Islamabad Pakistan

O my daughter! If you can spare some moments please come over because there is a task to be accomplished
You need to devote a portion of your time to the service of Allah.
The message of Ahmadiyyat needs to be propagated throughout the world
You are duty-bound to convey this message to the womenfolk with reason and wisdom
Your college degree has no value if your character is not elevated
If you do not possess grandeur in your thoughts then your college degree is worthless
There is a dark cloud of artificial liberty that hangs over this generation
Every heart possesses this peculiar desire of defiance
A woman takes great pride that she has herself carved her place in society
In reality she has only hid her ignorance by adopting the ever-new fashions
She possesses a college degree but is a devoid of Wisdom
She cares little for her scarfless hear or for her opennecked blouse
I agree that every woman has the legitimate desire to be unique
But his era is nothing other than the exhibition of unbridled beauty
Everyone is just longing to adopt new fashions and thereby win admiration
So today 'Pardah' had become an (insurmountable) trial for women
If you desire that the world should cast a glance of reverence at you
If you desire that they become your solace and refuge
Then - my dear why are you so oblivious to your inner Beauty?
Why is the journey of your life only limited to this narrow objective?
You have to make it known to the world that you are not an object of mere display
Much time has been spent on outer embellishment - now it is high time for your inner adornment
Look how the hand of nature has craved you with affection
You are a living symbol of the beauty and benevolence of Allah
If you are a 'daughter' then you are the affectionate pupil of your father's eye
If you are a 'wife' then your bewitching charm is all too obvious
You now need to contemplate on your inner consciousness and wisdom
You need to make one mighty leap and traverse to the loftiness of the seven heavens
Look how you were gifted with an abundance of virtues
He granted you faithfulness, grace and bashfulness in your eyes
Look how He elevated your stature by granting you the title of "mother"
Thereby putting under your feet the lofty environment of paradise
Every afresh generation is nurtured in your arms
Your forehead glows with the gleam of motherhood
You stand at the crossroad of great trials
You possess the love of Allah yet embedded in this material world
You stand at the threshold of this ever-changing era
You stand at the next chain of linkage of the grand era of Hazrat Khadija(ra) and Hazrat Aisha(ra)
You have to discharge the pledge you made with Allah
You have to exhibit the traits of patience and perseverance
You have to be the foundation stone of this new era of civilization
If you desire to be emancipated then willingly accept the absolute obedience to Muhammed (s.a.w)
You must leave a footprint that will be remembered by the coming generations
You have to become the adorable memory of succeeding generations
You have to blunt every onslaught of Satan
My beloved! The world needs your knowledge and expertise
The world needs your bright and luminous attire
The world needs the cloak of your religion
The world needs to benefit from your lofty character
My dear! You are the symbol of the eventual unity of mankind
Your future generations are in safe hands provided your own faith is safe
Your entire energy and zest is a sacred trust of the Jamaat in your hands
The depth of your thoughts is a sacred trust of the Jamaat in your hands
Your wisdom and your vigor is a sacred trust of the Jamaat in your hands
The beauty of your inner self is a sacred trust of the Jamaat in your hands
It is through you that the elegance and grace of Allah will be manifested
You are to act as the pole star to this world that has gone astray
May the world be illuminated by your chastity
May your inner sanctity prevail over your outward self
May you become aware of the purpose of your creation
May you be empowered to bring about a change in the world
The forgotten values have to be re-established once again O' Arshi
You have to perform this entire task but by remaining in the background

Translation: by Maulana Mubarak Ahmad Nazeer, Principal Jamia Ahmadiyya, Canada

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

They are a garment for you, and you are a garment for them. *(Al Baqrah 188)*

A Magazine by Lajna Imaillah Ireland

Maryam

2nd Edition 2011 - Vol. 3